انکشافات

تحقیق وتالیف

میر مراد علی خاں

ترتیب وپیشکش

ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

انکشافات



تحقیق وتالیف میر مراد علی خاں

INKESHAFAAT



ناشر

ادارۂ پیامِ امن

بلوم فیلڈ، نیوجرسی، امریکہ

PAYAM-E-AMN Inc

(Massage of Peace)

P.o. Box 390

Bloomfield, NJ 07003 U.S.A

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انکشافات

تحقیق وتالیف

میر مراد علی خان

ترتیب وپیشکش

ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

ناشر

ادارۂ پیام امن نیوجرسی

Message Of Peace Inc.

P.O. Box, Bloomfield , N.J. 07003 USA

نام کتاب	:	انکشافات
مؤلف	:	میر مراد علی خان
ترتیب وپیشکش	:	ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی
ناشر	:	ادارۂ پیام امن نیوجرسی امریکہ
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
سنہ اشاعت	:	۲۰۱۳ء
زیر اہتمام	:	ادارۂ اصلاح لکھنو India(U.P)
زیر نگرانی	:	جناب سید محمد مہدی باقری
صفحات	:	۴۸۰
مطبوعہ	:	عنبر ٹریڈرس آفسیٹ پریس، لکھنؤ
ناشر	:	ادارۂ پیام امن نیوجرسی
قیمت	:	۲۰۰ روپے 25$



ملنے کا پتہ

۱۔ادارۂ اصلاح لکھنو India U.P/

۲۔جناب میر مراد علی خان

144 JacqueLine Ave

Delran, NJ 08075 U.S.A.

ڈاکٹر سید منظور رضوی

ادارۂ پیام امن نیوجرسی

Message Of Peace Inc.

P.O. Box No. 390

Bloomfield ,N.J. 07003

U.S.A.

فہرست مظامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی مدظلہ العالی

ہمارے عزیز دوست جناب مراد علی خاں علم دوست، عالم شناس اور علماء کے قدرداں ہیں وہ نہایت پرہیزگار، عبادت گزار اور شب زندہ دار ہیں۔ انہیں علم سے شغف اور لگاؤ ہے اس کہ باوجود یہ کہ عربی زبان کا باقاعدہ درس حاصل نہیں کیا کسی مدرسہ میں نہیں گئے لیکن پڑھتے پڑھتے اور مطالعہ کرتے کرتے وہ عربی عبارات کو سمجھنے لگے اور ان کے معانی ومفاہیم سے آشنا ہوگئے ہیں۔ وہ جب بھی کوئی تحقیق کرتے ہیں تو ہمیشہ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں اور میری ہی جانب رجوع کرتے ہیں ان کی تحقیق کے مختلف موضوعات ہیں لیکن زیادہ تر مضامین کا محور خلفائے راشدین اور امہات المومنین ہیں انٹرنیٹ نے بہت سی مشکلات حل کردی ہیں اور سینکڑوں عربی اور اردو کتابیں مہیا ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع کر رکھا ہے۔ اور مشہور کتابوں کے تراجم بھی ان کے کتب خانے کی زینت ہیں۔ انہوں نے میری فرمائش پر علامہ وحید الزمان کی مشہور کتاب لغات الحدیث جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس سے انتخاب کر کے ایک کتاب مرتب کی جو منتخب لغات الحدیث نام سے شائع ہو چکی ہے اس میں

ان احادیث کے تراجم اور تشریحات میں جن کا اہل بیت علیہم السلام سے تعلق ہے۔میر مراد علی خاں تلاش اور جستجو میں لگے رہتے ہیں اور نت نئے مضامین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کرلاتے ہیں ۔انہوں نے مضامین کے انبار لگا دئے ہیں ان کے مضامین کا ایک مجموعہ اظہار حق و حقیقت کے عنوان سے ڈاکٹر منظور رضوی نے شائع کروایا تھا۔اور یہ تیسرا مجموعہ انکشافات کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے اور اس کے لئے بھی ڈاکٹر منظور رضوی نے جو خود بھی مولف مصنف اور شاعر ہیں تگ و دو کی ہے اور یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

کتاب کے آغاز میں قارئین کی سہولت کے پیش نظر اصطلاحات حدیث کی وضاحت کی ہے اور مزید اصطلاحات کے زیل میں بہت سے عناوین کی توضیح وتشریح بھی کی ہے۔اس کے بعد اہل سنت کے علم رجال کی کتابوں الاستیعاب، اصابہ، اسد الغابہ، الجرح والتعدیل، میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب۔اور لسان المیزان کا تعارف ہے۔اور مشہور کتب رجال شیعہ میں ہے رجال کسی رجائل فحاشی رجال ابن داؤد کا تعارف کرایا ہے۔

ہمارے کتابوں کے عنوان سے کتب اربعہ کا بھرپور تعارف ہے۔اردو زبان میں علوم قرآن پر لکھنے والوں کے اسمائے گرامی ہیں۔متفرقات کے عنوان سے سات کتابوں کا ذکر ہے۔

تاریخ وسیرت کے زیل میں ۱۴ کتابوں کا تذکرہ ہے۔کتب اغیار کو عنوان قرار دے کر صحاب ستہ کا بیان ہے۔

مختلف عناوین کے تحت مضامین جیسے گریہ، تکفیر، اسرائیلیات، کیا شیخین قریشی تھے؟ ایمان حضرت ابوطالب، قاتل امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، دفن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شجاعت حضرت عمر

فاروق، کیا معاویہ کاتب وحی تھا؟ حضرت عثمان کے قتل کے اسباب اور قاتل، تصویر کے دورخ ، مسند احمد بن حنبل سے، کنز العمال سے احادیث کا انتخاب، مناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ میں کتاب مستدرک الصحیحین، از امام حاکم نیشاپوری ہے۔

ان تینوں کتابوں سے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔

میر مراد علی خاں نے نہایت دقت نظر سے کتابوں کے جو درجات، عربی ستون اور ان کے اردو ترجمہ قارئین کے لئے مہیا کئے ہیں ان کا کام صرف جمع وتدوین ہے اور کتابوں سے انتخاب کر کے مواد فراہم کرنا ہے۔انہوں نے حدیث کی صحت یا عدم صحت پر گفتگو نہیں کی ہے۔

انہوں نے دریائے علم وعرفان میں غوطہ زنی کر کے دُریائے اور گوہر آبدار صاحبان ذوق اور صاحبان مطالعہ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں اب ان سے کماحقہ استفادہ کرنا پڑھنے والے کی ذمہ داری ہے۔

یہ مضامین کا یہ گلدستہ آپ کے حوالے ہے خود بھی پڑھئے اور دوسروں وبھی اس جانب آمادہ کیجئے اس خوب صورت کتاب کی تزئین اور ترتیب میں ڈاکٹر منظور کی کوششیں، کاوشیں، سعی اور جدوجہد ناقابل فراموش ہیں۔

والسلام

تلمیذ حسنین

۱۶/اپریل ۲۰۱۳ء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین، سیدنا و نبینا ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاہرین واللعنۃ علی اعدائھم اجمعین۔ امابعد

ریاستہائے متحدہ (امریکہ) میں نیو جرسی اسٹیٹ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں ہندوستان کی علمی اور ثقافتی ریاست: ''دکن'' کے مومنین کرام خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ اور اِن حضرات نے نہایت شاندار دینی مراکز قائم کئے ہیں۔ جن میں اولیت کا شرف ''بیت القائم'' کو حاصل ہے۔ اور اس کی رگوں میں گرامی قدر اور عالی مرتبت جناب مراد علی خاں صاحب دام مجدہ کے اخلاص ومحبت کا خون دوڑ رہا ہے۔

محترم ومکرم عالی جناب مراد علی خاں صاحب دام مجدہ، جن کو اُن کی شفقت کی بنا پر، بڑے چھوٹے، سب لوگ ''مراد بھائی'' کہہ کر پکارتے ہیں، نہایت بذلہ سنج، عاشق امام، رونق مجالس ومحافل، اور فدائیان مشکل کشا جناب حیدر کرار میں سے ہیں۔

آپ کے پاس علمی کتابوں کا ایک قابل قدر ذخیرہ ہے اور اِس دریائے علم سے آپ موالیان حیدر کرار کے لئے نہایت بیش بہا، زروجواہر پیش کرتے رہتے ہیں۔

صحاحِ ستہ اور دیگر کتب اہلسنت کا ایسا ''پوسٹ مارٹم'' فرماتے ہیں کہ قارئین کرام کی طبیعت پھڑک جائے۔ اور دل سے مراد بھائی کے لئے دعا نکلے۔

زیر نظر کتاب میں آپ نے مولائے کائنات، امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے منفرد فضائل ومناقب پر مشتمل احادیث کو برادران اسلامی کے معتبر ذخیروں سے یکجا کر کے ایک خالص تحقیقی خدمت انجام دی ہے۔ اور مولا کے جن فضائل پر اغیار پردہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں اُن کی سازشوں کا پردہ چاک کر کے، حقائق کو قوم کے سامنے عیاں کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر، تاریخی طور پر یہ بات مسلّمات میں سے ہے کہ سرکار دوعالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے مسجد نبوی کے طرف کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کرا دیا تھا، اور صرف امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دروازے کو کھلا رہنے دیا تھا۔

''بڑے بھائیوں'' کو یہ فضیلت گوارہ نہ ہوئی تو اُنہوں نے اس کے مقابلے پر کچھ احادیث ''بڑے صاحب'' کے بارے میں وضع کرا دیں۔

محترم مراد بھائی نے مولا کی فضیلت والی حدیث کو اُس کے صحیح مصادر کے ساتھ پیش کر کے، حقیقت کو واضح کرنے کے ساتھ اُس حدیث کا بھی پوسٹ مارٹم کر دیا جو مولا کی فضیلت کے مقابلے میں کسی ''صاحب'' کے قد کو بڑھانے کے لئے وضع کی گئی تھی۔ اور یہ خود اُن ہی حضرات کی کتابوں سے یہ ثابت کر دیا کہ: تاریخی طور پر اُس روایت کے صحیح اور قابل قبول ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

چنانچہ آپ نے سرکار دوعالم ﷺ کے جلیل القدر صحابی جناب ''زید بن ارقمؓ'' کی اس روایت کو اس کے اصل ماخذ کے ساتھ پیش کر دیا جس میں زید ابن ارقمؓ نے بیان کیا ہے کہ:

"چند اصحاب رسول ﷺ کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے، ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ علیؑ کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کر دئے جائیں"۔

اس حکم سے لوگوں میں ناگواریاں ظاہر ہوئیں۔ تو حضرت رسول خدا ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ: "امابعد۔ میں نے حکم دیا کہ سارے دروازے بند کر دئے جائیں سوائے علیؑ کے دروازے کے۔ اور اس سلسلہ میں تم میں سے کہنے والوں نے کچھ کہا ہے (اعتراض کیا ہے)! واللہ۔ میں نے تو نہ کوئی چیز (اپنی مرضی سے) بند کی اور نہ کھولی۔ مگر جس وقت مجھے (خداوند عالم کی طرف سے) جس بات کو حکم دیا گیا تو میں نے اس کی تعمیل کی"۔ (حوالے کے لئے دیکھئے مسلمانوں کی حنبلی فرقہ کے امام جناب احمد بن حنبلؒ کی کتاب مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۶۹)۔

اس طرح شب ہجرت مولائے کائناتؑ کی فداکاری، خیبر کے معرکہ کے لئے امیر المومنینؑ کا تشریف لے جانا، حضور اکرم ﷺ کا متعدد مواقع پر یہ فرمانا کہ جس کا میںؐ مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہیں۔

نیز آپ ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ یا علیؑ تم ہی دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو۔

اور جب سرکار دو عالم ﷺ پر سورہ براءت کی آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ نے "ایک بزرگ" کو مکہ کی طرف روانہ کیا کہ جا کر مشرکین کے سامنے یہ آیات پڑھ دیں کہ، جناب جبرئیل آئے اور حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ اِن آیات کو یا تو آپؐ خود جا کر سنائیں گے یا "وہ" جو آپؐ سے ہو۔ چنانچہ حضرت رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علیؑ کو بُلایا اور فرمایا کہ: جاؤ (حضرت) ابوبکر سے وہ آیتیں لے لو اور تم خود جا کر اہل مکہ کو وہ

آیتیں سناؤ۔ جس کے بعد حضرت علیؑ روانہ ہوئے اور جُحفہ کے مقام پر حضرت ابوبکر سے ملاقات کر کے وہ آیتیں اُن سے لے لیں۔ حضرت ابوبکر مدینہ واپس آئے اور نبی اکرمؐ سے کہا: یارسول اللہ کیا میرے متعلق کچھ (فرمان) نازل ہوگیا؟۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ کی جگہ کوئی دوسرا قائم نہیں ہوسکتا یا تو آپؐ خود جائیں یا "وہ" جو آپ سے ہے۔ (دیکھئے مُسند احمد بن حنبل جلد ۱/۱۵۱۔)

مکرم ومحترم عالی جناب مراد علی خاں صاحب دام مجدہ نے اس کتاب "مسند احمد بن حنبل" کی تحقیق عمیق کر کے مسلمانوں کی اس عظیم الشان کتاب سے مولائے کائناتؑ کے عظیم الشان فضائل کو اس کتاب کی زینت بنایا ہے۔

ہمارے برادران اہلسنت کی ایک اور عظیم الشان کتاب "**کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال**" جس کے مؤلف: علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی ہیں اور جنکی وفات ۹۷۵ھ میں ہوئی۔

اُن کی کتاب سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل ومناقب، اور دشمنان اہلبیت کے مثالب کو آپ نے اس ضخیم کتابوں کی جلدوں (۱۶ جلدیں) سے چُن چُن کر اس خوبصورتی سے اکٹھا کیا ہے کہ طبیعت پھڑک اُٹھے۔

ہم صرف نمونہ کے طور پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں: حضرت عمر ابن خطاب کے دور میں ایک شخص مدینہ آیا اور لوگوں سے آیاتِ کا مطلب پوچھنا شروع کیا۔ جب اس کی خبر حضرت عمر بن خطاب کو ملی تو اُنہوں نے اُس کو بلایا اور پوچھا کہ: تو کون ہے ؟ تو اُس نے کہا میرا نام عبداللہ بن صبیغ ہے۔ جواباً انہوں نے کہا میں بھی اللہ کا بندہ ہوں اور میرا نام عمر ہے۔

پھر اُس کو کوڑوں سے مارنا شروع کیا، برابر مارتے رہے جب اُس کی کھال اُدھیڑ گئی اور خون بہنے لگا تو اُس آدمی نے کہا کہ: بس بس۔ مجھے معلوم ہوگیا، (تفسیر قرطبی، تفسیر دُرِّ المنشور، تاریخ ابن عساکر، کنز العمال)

اس قسم کے نادر و نایاب احادیث سے اس کتاب کا دامن مالامال ہے۔ اور محترم مراد بھائی نے ہر حدیث کو جلد صفحہ اور باب کے حوالے کے ساتھ مرتب فرمایا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے برادران اسلامی کی اُن کتابوں کی تحقیق میں شب و روز محنت فرما کر اُن کا عطر نچوڑ کر قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

پاک پروردگار بتصدق معصومین علیہم السلام، محترم مراد بھائی کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے۔ اور تشنگانِ تحقیق، کو آپ کی تالیفات سے بہتر سے بہتر فیوض حاصل ہوں۔

آمین

والسلام

رضی جعفر نقوی

(عید الفطر نیویارک ۱۴۳۳ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ارباب ملت! سچ بات تو یہی ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں کے اختلافات چودہ سو سال سے چل رہے ہیں۔ گڑے مردے اکھاڑنے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ اب بات میل جول کی ہونی چاہئے یعنی

وصل کے اسباب پیدا ہوں تیری تحریر سے
دیکھ کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقریر سے

مگر اِن جھگڑوں کی وجہ سے واضح نقصانات ہوئے ہیں۔ ایک تو راہ راست مشکوک ہوگئی اور دوسرے مسلمانوں کی ترقی کی راہ مسدود ہوگئی۔ اس لئے بعض باتوں کی تحقیق وتصریح کرنی ضروری ہے۔

دیکھئے ہمارا ایک خالق ہے اُس نے ہمیں کسی مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور مقصد حاصل کرنے کے لئے اور منزل پہنچنے کے لئے اُس نے ایک راہ راست مقرر کی ہے۔ اس رب اعلیٰ سے ایک دن ملاقات کرنی ہوگی یعنی ایک حشر کی گھڑی آئے گی اور ہم سب کو اپنے عمل پیش کرنے ہوں گے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے

اِن جھگڑوں کی وجہ سے راہ مسدود، منزل مقصود دور اور عمل مشکوک ہوگیا۔ ہم سب مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ خوش تھے کہ اللہ نے بڑا کرم کیا۔ اللہ نے نماز روزے کی توفیق عطا فرمائی اُس کے ممنون و مشکور تھے۔ مگر کچھ غور کرنے کے قابل ہوئے تو اندازہ ہوا کہ اسلام جتنا فراخ دل ترقی پسند مذہب ہے مسلمان اُتنے ہی تنگ نظر اور قدامت پسند واقع ہوئے ہیں۔

کیا رفعت کی لذت سے نہ دل کو آشنا تو نے
گزاری عمر پستی میں مثالِ نقش پا تو نے

آج کی دنیا میں اگر سب سے نحیف و ناتواں قوم ہے تو وہ مسلم قوم ہے۔ اور یہ ہمارے اپنے کیئے کی سزا ہے اور یہ بات اب بھی ہمارے گلے سے نیچے نہیں اُتر رہی ہے۔

قابل فکر ہے یہ بات کہ وہ عظیم ہستی جس کو خالق عالم نے محبوب بنایا جس کو تمام انبیاء نے اپنا سردار جانا، جس کے لئے قرآن نے صاف لفظوں میں کہا کہ جو رسولؐ دیدے لیلو اور جس کو منع کردے وہ ترک کردو۔ جس نے ۲۳ سال مشقت کی، زخم کھائے، گھر سے در بدر کیا گیا، خود زخم کھا کر مسلمانوں کو بچایا۔ خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلایا۔ اور جب اُس کا انتقال ہوا تو اُس کی قوم اُس کو بے گور کفن چھوڑ کر دنیا کی تلاش میں چلی گئی۔ اگر قریبی رشتہ دار نہ ہوتے تو شائد دفن کفن بھی نہ ہوتا۔

میرا رونا نہیں رونا ہے یہ سب گلستانوں کا
وہ گل ہوں میں خزاں ہر گل کی گویا ہے خزاں میری

وہ بدنصیب دن اور آج کا دن اسلام اپنے مرکز سے ہٹ کر واپس نہیں آیا۔ ۱۴۰۰ سال سے اسلام کا ستارہ گردش میں ہے اور آج تو اسلام ایسا ہوگیا ہے کہ مسلمان اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے شرماجاتا ہے۔ یہ مسلمان اپنے ہی ملک میں ذلیل ہے۔ کسی مسلمان کی عزت و جان و مال محفوظ نہیں خواہ گھر میں یا مسجد میں یا امام بارگاہ میں۔ مغربی ممالک بدنام ہیں مگر یہاں ایک کتا بھی بلا وجہ مرجائے تو اُس کی تحقیق ہوتی ہے کہ کسی نے اُس کو گزند تو نہیں پہنچایا ہے۔ مگر مسلم ممالک میں بلبیوں مسلمان روزانہ مارے جارہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ان چودہ سو سالوں میں مسلمانوں نے مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے زیادہ مارا ہے بہ نسبت غیر مسلمانوں کے۔ کیا یہی اسلام کی تعلیم ہے؟۔ کیا یہی قرآن میں لکھا ہے؟۔

ہویدا آج اپنے زخم پنہاں کرکے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کرکے چھوڑوں گا

تو عزیزو! صدمہ اپنی جگہ، پرانی جھگڑوں سے پریشانی صرف یہی نہیں کہ آل محمد (سلام اللہ علیھما) کو اُن کی جگہ سے ہٹادیا گیا۔ رسولؐ کا کوئی کہنا نہیں مانا گیا۔ قرآن کی من مانی تفسیر کی گئی۔ تکفیر کے چاقو سے مومنوں کی گردنیں کاٹی گئیں۔ اور اجتہاد کے اکسیر نسخہ سے منافقین کی جانیں بچائی گئین۔ ہماری پریشانی یہ ہے کہ اسلام کو اغوا کرکے مسلمانوں کو غلط اور غارت گری کے راستے پر لگادیا گیا۔ جھوٹی حدیثوں غلط فتوؤں اور غیر معقول قرآنی

تفسیرات سے غارت گری کو اسلام کی شکل دے دی گئی۔ ہماری پریشانی یہ ہے کہ اُن پرانی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے صحیح خدوخال مٹ گئے۔ مسلمان راہ راست سے ہٹ کر اپنی راہ پر چل نکلے اور آج بھی چل رہے ہیں۔

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قراں کو چلیپا کردیا تو نے

واللہ العظیم! اسلام گھنے درختوں کے سائے میں ایک شیریں چشمے کے مانند تھا اس کے لئے اشتہار کی ضرورت نہیں تھی۔ جو بھی پیاسا ہوتا یا جس کو بھی سائے کی ضرورت ہوتی وہ ڈھونڈھتا ہوا اس سائے میں آرام کرنے اور اپنی پیاس بجھانے آتا۔ مگر بُرا ہو اُن مسلمان ناصبی منافقوں کا جنھوں نے درخت کاٹ ڈالے اور شیریں پانی میں زہر گھول دیا کہ جس سے ہر مسلمان متنفر نہیں تو مضطرب ضرور ہے۔

ہم سب خصوصیت سے آج کے نوجوان اُن راستہ بھٹکانے والوں سے سخت نالاں ہیں اُن کو گناہگار سمجھتے ہیں جو اسلام کی بگاڑ کا سبب اور آپس کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

ہماری جانیں اہل بیت اطہار (سلام اللہ علیھما) پر فدا ہو جائیں جنھوں نے اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کا نذرانہ پیش کر کے اسلام کو عزت دی اور اُس کو زندگی عطا کی۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداء کو جس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدرؓ فقر بوذرؓ صدق سلمانی

اور کربلا والوں کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کرتے ہیں کہ جنھوں نے اسلام کو دوبارہ زندہ کردیا۔

اسلام کے دامن میں اب اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب ید اللٰہی اک سجدۂ شبیری

یہ مصیبتیں مسلمانوں پر کیوں آئیں اِن کا تذکرہ اہل دانش، اہل علم، فقہاء، اور حکماء نے تفصیلاً کیا ہے۔ اِن حضرات نے تمام خطرات کے باوجود جستجو کرنے والوں کے لئے راہیں روشن کردیں ہیں۔

نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ اُن کو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اسلام پر مصائب کا بیان ابھی جاری ہے اور یہ ''انکشافات'' اس کی ایک کڑی ہے۔ یہ غیروں کی کتابوں سے حاصل شدہ مواد ہیں جس سے راہ راست روشن ہوتی ہے۔ اس راہ روشن کرنے والے ستارے کا نام نامی میر مراد علی خان ہے۔ برادر عالی مرتبت کی یہ تیسری کاوش ہے۔ پہلی کتاب ''اظہارِ حق وحقیقت'' دوسری ''آئینہ حق نما'' اور تیسری کاوش آپ کے ہاتھ میں ہے بنام ''انکشافات'' حاضر خدمت ہے۔

بے شک اس کتاب کے لکھنے کا مقصد کسی کی دل شکنی نہیں ہے، کسی توہین نہیں منظور ہے۔ اور اگر کسی کو تکلیف ہوئی ہو تو ہم تہہ دل سے معذرت خواہ ہیں۔ مگر اس میں ہماری غلطی نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا چکا ہے یہ باتیں مراد بھائی کے دل کی اُپج نہیں بلکہ انھوں نے نے جو بات بھی لکھی ہے سب کی سب برادران اہلسنت کی

کتابوں سے حولوں کے ساتھ تحریر کی ہیں۔ ہماری غلطی یہ ہے کہ:

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

رہی یہ وجہ کہ یہ باتیں اس منظر عام پر کیوں لائی جائیں تو اُس کی دو وجہیں تو تحریر کی جا چکی ہیں کہ ان باتوں نے جھگڑا پیدا کیا، مسلمانوں کو راہ راست سے بھٹکا دیا اور اسلام کی ترقی کی راہیں بند کر دیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تاریخ عقلمندوں کے لئے ایک چراغ ہوتا ہے جس کی روشنی میں آیندہ کے راستے کا تعین کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم پرانے گڑھوں کو پاٹ تو نہیں سکتے مگر آیندہ چلنے والوں کو اُن سے آگاہ ضرور کر سکتے ہیں۔

دکھادوں گا جہاں کو جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورت آئینہ حیراں کر کے چھوڑوں گا

وما توفیقی الا باللہ۔

والسلام

بندۂ اہلبیتؑ

(ڈاکٹر) سید منظور رضوی

۱۵/اکتوبر ۲۰۱۲ء

نوٹ: تمام اشعار علامہ اقبالؒ کے ہیں

بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

اصطلاحاتِ حدیث

حدیث	ایسا قول جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی گئی ہو۔ سُنت کی بھی یہی تعریف ہے کہ وہ فعل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہو۔
خبر	خبر کے تین اقسام ہیں ا۔ یہ کہ حدیث کا دوسرا نام ہے۔ ۲۔ کسی اور سے منسوب ہو۔
آثار	ایسے اقوال وافعال جو معصومین علیہم السلام سے منقول ہوں۔ علماء اہل سنت کے ہاں ایسا قول وفعل جو صحابہ کرام وتابعین سے منقول ہو۔
متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر ہو کہ اُن سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
آحاد	خبر واحد کی جمع ہے اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کی راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
مرفوع	جس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو مگر یہ کہ اُس کی سند متصل نہ ہو۔
موقوف	جس حدیث کو معصومین علیہم السلام یا بقول اہل سنت والجماعت صحابی کی طرف منسوب کیا ہو اور اُس کی سند متصل نہ ہو۔
مقطوع	جس حدیث کو بقول اہل سنت والجماعت تابعی یا تبع تابعین کے طرف منسوب کیا گیا ہو اور اُس کی سند متصل ہو یا نہ ہو۔

صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اُس کے تمام راویان ثقہ ہوں۔ **مکتب اہل بیتؑ میں صحیح:** وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصومؑ سے ملتا ہو اور راوی مذہب کے لحاظ سے سب عادل، شیعہ، ہوں۔ اس حدیث پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ یہ کسی دوسری صحیح حدیث سے نہ ٹکراتی ہو۔
حسن	جس حدیث کے راویوں کے بارے میں ثقہ ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو **مکتب اہل بیتؑ میں حسن:** وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصومؑ سے ملتا ہو، راوی شیعہ ہو، مگر عدالت کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔ حدیث حسن کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے راوی کے عادل ہونے کی شرط رکھی ہے اور بغیر عدالت کے اس حدیث عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض کا یہ تقاضا ہے کہ اگر حدیث حسن علماء مذہب شیعہ میں شہرت رکھتی ہو تو وہ قابل قبول ہے۔
ضعیف	وہ حدیث جو نہ صحیح ہو اور حسن ہو۔
موضوع	ضعیف وہ حدیث جو کسی بھی طریقے سے صحیح، حسن و ضعیف کے زُمرے میں نہ آئے۔
شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی ثقہ راوی نے کسی اور ثقہ راوی کی مخالفت یا رد کی ہو
مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے سلسلہ بغیر رسول اللہ ﷺ سے یا کسی واقعہ سے منسوب کیا ہو۔ (بقول اہل سنت) **مکتب اہل بیتؑ کے ہاں مرسل:** وہ حدیث جس کا راوی وہ ہے جس کا سلسلہ کسی معصوم سے نہیں ملتا۔ اور حدیث کو معصومؑ سے نسبت دے یا کہہ دے کسی تابعی نے معصوم سے سُنا ہو۔ بعض علماء اس حدیث کے بارے کہتے ہیں اگر راوی کی صداقت کا علم ہو تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔

معلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک یا سارے راوی ساقط ہوں
معطل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں اکھٹے دو یا دو سے زیادہ روایان ساقط ہوں
منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو
متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی بھی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق، بدعتی، غلطیاں یا غفلت برتنے والا ہو۔

مزید اصطلاحات:

حدثنا: ہم سے بیان کیا

حدثنی: مجھ سے بیان کیا

عن: روایت اُن سے ملی خود بیان نہیں کیا گیا۔

راوی: بیان کیا گیا کسی نامعلوم ذریعہ سے

قال: اُن سے بیان کیا گیا سلسلہ وار

موثق: مکتب اہل بیتؑ کے ہاں موثق: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصومؑ سے ملتا ہو، اور اُس کی تصدیق علماء نے بھی کی ہو۔ مگر راوی غیر شیعہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی روایت کو قوی بھی کہا جاتا ہے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ راوی شیعہ ہو اور اُن کے صادق یا کاذب ہونے کا کوئی علم نہ ہو۔ اس حدیث کے بارے بھی اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ اگر حدیث مشہور ہو اور تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

صحیحین: صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم: مکتب اہل بیتؑ کے ہاں قرآن

کے علاوہ کوئی کتاب ''صحیح'' سے منسوب نہیں۔

صحاح ستہ۔: حدیث کی چھ کتابیں، بخاری، مسلم، ابو داوٗد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ۔

کتب اربعہ۔: مکتب اہلبیتؑ کی چار مشہور کتابیں: الکافی، من لا یحضرہ الفقیہ، الاستبصار، تہذیب الاحکام۔

اصطلاحات خمسہ (فقہ)۔: واجب، حرام۔ مستحب۔ مکروہ۔ مُباح

منابع فقہ۔: (۱) قرآن۔ (۲) حدیث۔ (۳) اجماع علماء۔ (۴) عقل/ (قیاس اہل سُنت کے نزدیک)

مُسند۔: مکتب اہل بیتؑ کے ہاں: وہ حدیث کی کتاب جس میں احادیث کا سلسلہ سند تمام مراتب میں اُس کے رجال کو بیان کرنے ساتھ معصومؑ سے متصل ہو۔

امالی۔: مکتب اہل بیتؑ کے ہاں وہ کتاب جس میں املا (Dictation) کرانے والے نے لکھوایا ہو۔ جیسے امالی شیخ صدوقؒ یعنی اس کو جناب شیخ صدوق علیہ رحمہ نے لکھوایا تھا، امالی شیخ مفیدؒ؛ امالی سید مرتضیٰؒ

تدلیس۔: لغت میں ایسی روایت جس میں اصلیت کو چھپا کر غلط باور کرانا۔ انگریزی میں اسکا ترجمہ Fraud بتلایا گیا ہے۔

المنجد عربی۔: اردو لغت میں حرف ''د'' کے ذیل میں ص ۳۳۳ پر تدلیس کے معنی چھپانا اور دلس کے معنی دھوکا فریب دینا لکھا ہے۔ تدلیس علل احادیث میں وہ علت قادحہ ہے جو حدیث اور تدلیس کرنے والے راوی دونوں کو پایہ اعتبار سے ساقط کر دیتی ہے۔ شرح نزھة النظر مطبع سعیدی کراچی حاشیہ ص ۵۳ پر مذکور ہے کہ ومن عرف بہ فھو مجروح عند جماعة لایقبل روایتہ یعنی جو شخص ایسا کرنے میں مشہور ہو جائے وہ مجروح ہے اور اُس کی روایت قبول نہیں کی جائیگی۔

●●

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب ''سیرۃ النعمان'' ص ۱۷۵ میں لکھتے ہیں: بڑی آفت تدلیس کی تھی جس کا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ فن کرتے تھے۔ اس تدلیس نے اسناد کے اتصال کو بالکل مشتبہ کر دیا تھا۔

تدلیس کی بہت اقسام ہیں اور ساری کی ساری قابل مذمت ہیں۔ شرح الفیہ سیوطی للشیخ احمد شاکر ص ۳۵۔

''تدلیس'' کے بارے میں تمام علماء کا فتویٰ ہے کہ **وھذا جنایة منھم۔علی الشرع ومقصودھم۔ ترویج احادیثھم۔ وکثرۃ روایاتھم** ۔ ابن جوزی۔ تلبیس ابلیس عربی ص ۱۴۴ مطبعہ دار الرّیان یعنی'' اور یہ شریعت کے خلاف اُن کی جانب سے گناہ ہے اور ان کا مقصد اپنی احادیث کی ترویج اور روایات کی کثرت ہے۔ (تلبیس ابلیس مکتبہ رحمانیہ لاہور ص ۱۷۸ علامہ ابن جوزی)۔

شعبہ بن حجاج امام اہل الحدیث متوفی ۱۶۰ سنہ ھ تدلیس کے سخت مخالف تھے یہاں تک انہوں نے کہا کہ: میرے نزدیک زنا، تدلیس سے کم درجے کی بُرائی ہے۔ نیز یہ کہا کہ تدلیس جھوٹ کی طرح ہے۔ حافظ سے منقول ہے کہ جس نے جرح کی اور راوی کی تدلیس کو پہچان لیا تو مطلق طور پر اُس کی روایت کو رد کر دینا چاہئے۔ اگر چہ وہ لفظ کے ذریعہ ہی بیان کرے اور اگر چہ یہ جانتا ہو کہ اُس نے ایک ہی مرتبہ تدلیس کی ہے جیسا کہ اس پر امام شافعی نے نص کی ہے۔ بحوالہ کتاب ''حدیث سے دفاع'' اردو ترجمہ کتاب الاضواء علی السنة المحمدیة محمود ابوریہ مشہور مصری عالم ص ۲۵۲۔

اسلامی کُتب کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم رجال کی ضرورت صرف فقہی مسائل اور روایات کے ذیل میں ہی نہیں بلکہ کسی موضوع کے بارے میں بھی اگر کوئی حقائق کا اندازہ کرنا چاہتا ہو، یا ماضی کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہو تو اسکے لئے علم رجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ چنانچہ قدیم تاریخی کتابوں میں روایت کو اسناد کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اور مورخ خود ہی راویوں کی نشان دہی کر دیتا تھا تا کہ حقائق کا اندازہ ہو سکے اور لوگ صرف مورخ کی تحریر ہی کو حرف آخر نہ سمجھیں، بلکہ راویوں کے حالات کے ذریعہ خود بھی حقائق کا اندازہ کر لیں۔ تاریخ طبری، طبقات ابن سعد یہ وہ کتابیں

●●

ہیں جن میں راویوں کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے۔ یہ تاریخ لکھنے والوں کی دیانتداری ہے یا قدرت کا انتظام ہے کہ جعلسازی کا پردہ فاش کیا جا رہا ہے۔

علمائے اہلسنت نے علم رجال میں دو قسم کی کتابیں تالیف کی ہیں۔ قسم اول کا تعلق صحابہ کرام کے حالات سے ہے۔ جن میں نمایاں ترین یہ تین کتابیں ہیں:

۱۔ **الاستیعاب فی اسماء الاصحاب**: یہ حافظ ابو عمرو یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے اور اس میں صحابہ کرام کے حالات درج ہیں۔

۲۔ **الاصابہ فی تمیز الصحابہ**: یہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے

۳۔ **اُسد الغابۃ**: علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری المعروف بہ "ابن اثیر" (متوفی ۶۳۰ھ) کی تالیف ہے جس میں ۷۵۰۰ افراد کے حالات زندگی درج ہیں۔

دوسری قسم اُن کتابوں کی ہے جن میں راویوں کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے اور اُن کی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل نام نمایاں ہیں:

۱۔ **الجرح والتعدیل**۔ یہ حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) کی تالیف ہے جس میں تقریباً (۲۰) ہزار افراد کے حالات درج کئے گئے ہیں اور یہ کتاب (۹) جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**۔ یہ عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) کی تالیف ہے جن کے بارے میں علامہ سیوطی کا بیان ہے کہ علم رجال کے تمام علماء چار افراد کے سہارے جی رہے ہیں۔ النمری، الذہبی، العراقی اور، ابن حجر.

میزان الاعتدال کو دار العرفہ بیروت لبنان نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۳۔ **تہذیب التہذیب**: یہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ حافظ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد بن سرور المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۰۰ھ) نے ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام تھا "الکمال فی اسماء الرجال"۔ حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی النمری (متوفی ۷۴۲ھ) نے اس کا خلاصہ تیار کیا جس کا نام رکھا "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال"۔ اس کے بعد ابن حجر عسقلانی نے اس خلاصہ کا بھی خلاصہ تیار کیا جس کا نام تہذیب التہذیب" رکھا گیا۔ جو حیدرآباد دکن میں ۱۳۲۵ھ میں بارہ جلدوں میں شائع کی گئی تھیں۔ اور اب دار الفکر بیروت لبنان میں طبع ہوئی ہے۔

۴۔ **لسان المیزان**: یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے اس میں ذہبی کی میزان الاعتدال کا خلاصہ تیار کیا گیا ہے۔

مکتب اہل بیتؑ: کے ہاں علم رجال کی سب سے پہلی کتاب مولائے کائناتؑ کے غلام اور کاتب عبید اللہ بن ابی رافع نے مرتب کی تھی جن میں اُن صحابہ کرام کے نام اور حالات درج کئے گئے تھے جو وفادارا امیر المؤمنینؑ تھے آپ کی امامت کا اقرار کیا تھا اور آپ کے ساتھ معرکوں میں شریک جہاد رہے۔ یہ علم کا ذخیرہ بھی ظلم کا نشانہ بنا اور تلف ہوگیا (بحوالہ کتاب علم الرجال علامہ جوادیؒ)۔

مشہور مکتب اہل بیت علیہ السلام کے رجال:

رجال نجاشی: کتاب الرجال اس کی تالیف احمد بن علی بن احمد بن العباس النجاشی ۳۷۲ھ ۴۵۰ھ

رجال کشی: یہ کتاب محمد بن عمر بن عبد العزیز کی تالیف ہے جسے کشی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کش سمرقند کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ لیکن آجکل رجال کشی کے نام سے جو کتاب پائی جاتی ہے وہ اصل کتاب نہیں ہے بلکہ جو الرجال کے نام سے شیخ طوسیؒ نے مرتب کیا تھا۔

رجال شیخ طوسی ؒ :۔ شیخ محمد بن الحسن الطوسیؒ ولادت ۳۸۵ھ اور وفات ۴۶۰ھ کی تالیف ہے

رجال برقی ؒ :۔ احمد بن محمد بن خالد البرقی متوفی ۲۸۷ھ

الفہرست :۔ یہ کتاب الشیخ منتخب ادین علی بن بابویہ الرازی از اعلام قرن ششم ہجری

معالم العلماء :۔ یہ کتاب حافظ شہیر محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی کی تالیف ہے ولادت ۴۸۸ھ اور وفات ۵۸۸ھ

رجال ابن داؤد :۔ یہ کتاب حضرت تقی الدین الحسن بن علی بن داؤد حلی کی تالیف ہے۔ ولادت ۶۴۷ھ (مشہور علامہ حلیؒ کی ولادت سے ایک سال قبل) اور وفات ۷۰۷ھ (بحوالہ کتاب الرجال از علامہ ذیشان حیدر الجوادیؒ طبع تنظیم المکاتب لکھنو)

تاریخ اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ بعد رسول اکرم ﷺ اسلام پر مذہبی اقتدار سے زیادہ سیاسی مصلحتیں تھیں عرصہ دراز تک حدیث بیان کرنا اور اُس کا لکھنا جرم تھا۔ جب لکھنا شروع ہوا تو اس میں بنی اُمیہ اور اُن کے قبل کے حکمرانوں کے لئے حدیثیں بنانی شروع ہوئیں۔ یہ ثابت ہے کہ جہاں جہاں اہل بیت کی فضیلت کی کوئی حدیث ہوتی اُس کی جوڑ پر ویسی ہی حدیث گھڑی گئیں۔ مثلاً **انا مدینة العلم و علی بابها** اُس کی جوڑ پر حدیث گھڑی گئی کہ فلاں چھت ہے اور فلاں صاحب دیوار اور فلاں صاحب پرنالا۔ یا یہ کہ **الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة**۔ حدیث جوڑی گئی کہ فلاں فلاں بوڑھوں کے جنت کے سردار ہیں۔

خطیب بغدادی نے ایک قول نقل کیا کہ: نیک کرداروں سے زیادہ حدیث میں کوئی جھوٹا نہیں دیکھا گیا۔ اور علامہ سیوطی نے لکھا مقدسین سے زیادہ احادیث میں غلط بیانی کرنے والا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔ معاویہ ابن ابی سفیان نے حکم نافذ کر دیا تھا کہ: خبردار شیعان علیؑ کی گواہی قبول نہ کی جائے اور جو بھی عثمان سے محبت کرنے والا ہو اور وہ اُن کی فضائل اور مناقب بیان کرے اس کو بلند مرتبہ دو اور اور اُس کی بنائی ہوئی حدیث میرے پاس مع راوی کے نام و نسب کے ساتھ روانہ کرو۔

جب یہ گھڑی ہوئی حدیثیں انتہا کو پہنچ گئیں تو حکم جاری ہوا اب دوسرے خلفاء کے بارے میں روایتیں تیار کروائی جائیں اور اگر کوئی ابو ترابؑ کے بارے میں کوئی روایت نقل کرے تو اُس کے جواب میں روایت بنائی جائے۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱۱ ص ۴۴ تا ۴۵۔

ان موضوعات پر کئی کتابیں لکھی گئیں ہے مشہور ترین :۔

شیخ ابوالفرج ابن الجزری نے چار جلدوں "الموضوعات الکبریٰ" لکھیں۔

جلال سیوطی نے "الآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة" تصنیف کی۔

کتاب الموضوعات الامام ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی القرشی ۵۱۰۔۶۹۷ھ

ابن حجر نے ایک کتاب مرتب کی "طبقات المدلسین" جس میں تدلیس کرنے والوں کا ذکر ہے نام ملاحظہ ہو:

ابو ہریرہ : یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابو ہریرہ تدلیس کرتے تھے۔ کبھی حدیث کو رسولؐ اللہ سے نسبت دیتے تھے اور کبھی اُسی حدیث کو کہتے تھے کہ میں نے کعب سے سُنی اور اس میں ایک دوسرے کا امتیاز نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ابو ہریرہ نے ایک حدیث بیان کی اور جب تحقیق کی گئی تو ابو ہریرہ نے کہا "مجھے کسی خبر دینے والے خبر دی ہے اور میں نے یہ رسولؐ اللہ سے نہیں سنا۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۱۳۱ ۹ نفیس اکیڈمی کراچی۔

چند معروف محدثین جن پر تدلیس کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

بشیر بن مهاجر۔ طبقات مدلسین ابن حجر عسقلانی ص ۸۲ سلسلہ ۳۸

حسن بصری۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۲۴۶

زہری۔ طبقات المدلسین ص ۷۵ سلسلہ ۱۰۲

سفیان ثوری۔ میزان الاعتدال ذہبی ج ۲ ص ۱۶۹

بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

ہماری کتابیں

تین علماء کرام نے پانچ عظیم ترین کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

۱۔ابوجعفر محمد یعقوب کلینیؒ: ولادت ۲۵۰ھ اور وفات ۳۲۹ھ......کتاب الکافی

۲۔شیخ محمد بن علی بن حسین بابویہ قمیؒ موسوم شیخ صدوقؒ: ولادت ۳۰۶ھ متوفی ۳۸۱ھ کتاب من لایحضرہ الفقیہ، مدینۃ العلم تصنیف فرمائی جو دس جلدوں پر مشتمل تھی لیکن اب مدینۃ العلم نامی کتاب ناپید ہے۔ یہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ سے بڑی تھی۔

۳۔شیخ محمد بن حسن الطوسیؒ شیخ الطائفہ: ولادت ۳۸۵ھ متوفی ۴۶۰ھ کتاب تہذیب الاحکام اور الاستبصار تصنیف فرمائی ہیں۔

چونکہ صرف چار کتابیں ہی دستیاب ہیں اس لئے اِن کتابوں کو کُتُب اربعہ کے نام سے موسوم کیا گیا جو ہمارے مکتب اہل بیتؑ کی عظیم الشان تصانیف ہیں۔ حالانکہ ان کتابوں کا مرتبہ نہایت بلند ہے مگر انہیں کبھی بھی لفظ "صحیح" سے نہیں نوازا گیا۔ یعنی کبھی بھی صحیح کافی، یا صحیح تہذیب الاحکام وغیرہ نہیں کہتے اور نہ کسی کے بارے میں یہ دعویٰ کہ یہ کتاب بعد کتاب باری ہیں۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت امام عصر عجل اللہ شریف نے یہ فرمایا: اما ما قیل من المهدی علیه السلام قال ان الکافی

کاف لیشیعتنا فانه قول مجهول راویه ولم یسم أحد اسمه ویدل علی بطلانه تالیف مأة کتب الحدیث بمدرسة اهل البیت بعد الکافی مثل من لا یحضره الفقیه، مدینة العلم، تهذیب الاحکام والاستبصار، البحار، و وسائل الشیعة و جامع احادیث الشیعة إلی غیرها۔

یہ جو کہا گیا کہ امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب کافی ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے یہ قول مجہول اس کا راوی نامعلوم ہے اور کسی نے بھی راوی کا نام تک نہیں بتلایا۔ اور اس قول کے باطل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ کتاب کافی کے بعد سینکڑوں کتابیں مکتب اہل بیتؑ میں تالیف ہوئیں ہیں جیسے: من لا یحضره الفقیه، مدینة العلم، تهذیب الاحکام، والاستبصار، بحارالانوار، و وسائل الشیعة وجامع احادیث الشیعة وغیرہ؛ علامہ مرتضیٰ عسکریؒ طاب ثرہ (عربی) معالم المدرستین ج ۳ ص ۳۸۳، (اردو ترجمہ علامہ جوادیؒ "خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازیاں") ص ۲۵۲۔

الکافی

مکتب اہل بیتؑ کا دعویٰ ہے کہ اُس نے اللہ کی کتاب کے علاوہ کسی بھی کتاب کو کسی طرح بھی صحیح کا درجہ نہیں دیا۔

کتاب کافی جو ۸ جز پر مشتمل ہے جس میں (۷) جز دو حصوں میں تقسیم ہے (۱) اصول کافی (۲) فروع کافی، آٹھواں حصہ (۳) روضہ کے نام سے منسوب ہے۔

اصول کافی:- دو جلدوں میں ہیں اول۔ اصول کافی جس میں کتاب العقل سے شروع ہو کر فضائل قرآن اور عقائد سے متعلق احادیث ہیں۔

فروع کافی:- یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔اس میں"طہارت" سے لے کر"دیت" سے متعلق احادیث ہیں۔

روضہ:- یہ ایک جلد میں ہے جس میں خطوط،خطبات اور واقعات سے تعلق رکھنے والی روایات مذکور ہیں۔

کتاب الکافی کے بنیادی عنوانات (۴۳) حصوں میں ہیں۔ہر ایک کے عنوان کو لفظ کتاب سے نواز اگیا ہے۔

جیسے پہلے جز میں:-(۱)کتاب العقل والجھل، (۲)کتاب فضل العلم، (۳)کتاب التوحید، (۴)کتاب الحجة،وغیرہ۔

دوسرے جز میں :-(۱)کتاب الایمان والکفر(۲) کتاب الدعاء(۳) کتاب فضل القرآن(۴)کتاب العشرة

تیسرے جز میں:- (۱) کتاب الطھارة(۲) کتاب الحیض (۳) کتاب الجنائز (۴)کتاب الصلاة(۵)کتاب الزکاة۔

چوتھے جز میں:-تتمہ کتاب الزکاة جو باب الصدقة سے شروع ہوتی ہے اور (۱)کتاب الصیام(۲)کتاب الحج۔

پانچویں جز میں:-(۱)کتاب الجھاد(۲)کتاب المعیشة(۳)کتاب النکاح۔

چھٹے جز میں:-(۱) کتاب العقیقة(۲)کتاب الطلاق(۳)کتاب العتق والتدبیر والکتابة(غلام،کنیز وغیرہ) (۴)کتاب الصید(شکار)(۵) کتاب الذبائح (۶) کتاب الاطعمة(۷)کتاب الاشربة (۸) کتاب الزی والتجمل

والمروءة(لباس وغیرہ)(۹)کتاب الدواجن(شکاری جانور وغیرہ)۔

ساتویں جز میں:-(۱)کتاب الوصایا(۲)کتاب المواریث(۳)کتاب الحدود(۴) کتاب الدیات (۵) کتاب الشھادات(۶) کتاب القضاء والاحکام(۷)کتاب الایمان والنذور الکفارات

کتاب کافی کا آٹھواں جز جیسا کے قبل ذکر کیا گیا ہے روضہ پر مشتمل ہے ۔جس میں خطوط،خطبات اور منتخب آیات کی تاویلات ہیں مثلاً امام جعفرؑ صادق کا خط شیعہ جماعت کے لئے،خطبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام،فضائل شیعہ وغیرہ ہیں۔

کتاب الکافی میں جملہ سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) احادیث ہیں اور بعض کتابوں میں مثلاً "فہرست طوسی" میں (۱۶۹۹۰) ہیں۔بعض لکھتے ہیں کہ اس میں (۱۶۱۲۱)،اور کسی نے اس کی تعداد (۱۶۱۱۹) بتلائی ہے۔شائد یہ اختلاف احادیث کے تکرار کی وجہ سے ہوئی ہو۔جس میں علماء کرام اور ناقدین نے (۹۴۸۵) احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے،علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب مرأة العقول جو اصل میں شرح کافی ہے اس میں آپ نے ضعیف،صحیح،موثق، یا قوی احادیث کی وضاحت فرمائی ہیں۔دور حاضر کے محقق محمد باقر بہبودی نے ایک کتاب تالیف کی ہے بنام"صحیح کافی"جو بیروت میں سنہ ۱۴۰۲ھ طبع ہوئی ہے اس میں انھوں نے الکافی کے (۱۶۱۲۱) احادیث کا تجزیہ فرمایا اور صرف (۲۴۲۸) احادیث کو صحیح قرار دیا اور باقی کو غیر صحیح قرار دیا۔اِن کا یہ تجزیہ رجال کی کتاب جس کو ابن الغضائری ابوالحسین احمد بن الحسین نے مرتب کی تھی پر مبنی ہے۔شیخ کلینیؒ جن کے مرتبہ اور علمی مقام کے بارے میں نہ صرف علماء مکتب اہل بیتؑ ثنا خواں ہیں اہل

سنت کے علماء جیسے ابن حجر عسقلانی جو رجال کے اور حدیث میں امام مانے جاتے ہیں وہ اپنی کتاب لسان المیزان ج ۵ ص ۴۳۳ سلسلہ ۱۴۱۹، تاریخ کامل ج ۸ ص ۴۳۳ فرماتے ہیں۔ **هو الفقيه الامام علی مذهب اهل بيت عالم فی مذهبهم كبير فاضل عندهم مشهور**: یعنی مذہب اہل بیتؑ کے فقیہوں کے امام بڑے عالم و فاضل تھے اور اُن کے (شیعوں) یہاں بہت مشہور تھے۔

نام محقق	کل تعداد	صحیح احادیث	حسن	قوی	مؤثق	ضعیف
شیخ یوسف بن احمد البحرانی لؤلوة البحرین	۱۶۱۲۱	۵۰۷۲	۳۰۲	۱۴۴	۱۱۱۸	۹۴۸۵
علامہ تنکابنی قصص العلماء	۱۶۱۱۹	۵۰۷۲	۱۴۴	۳۰۲	۱۱۱۶	۹۴۸۵

جن محققین نے کتاب الکافی کی تحقیق کی ہے انھوں نے تعداد احادیث اور اُن کی نوعیت حسب ذیل بتلائی ہیں۔

علمائے مکتب اہل بیتؑ میں شہید ثانیؒ متوفی ۹۶۵ھ نے الرعایہ فی علم الدرایہ ص ۷۷ تا ۶۸ میں احادیث کی تقسیم اور تعریف اس طرح کی ہے کہ:-

صحیح: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصومؑ سے ملتا ہو اور راوی مذہب کے لحاظ سے سب عادل، شیعہ، ہوں۔ اس حدیث پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ یہ کسی دوسری صحیح حدیث سے نہ ٹکراتی ہو۔

حسن: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصومؑ سے ملتا ہو، راوی شیعہ ہو، مگر عدالت کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔

حدیث حسن کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے راوی کے عادل ہونے کی شرط رکھی ہے اور بغیر عدالت کے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض کا یہ تقاضا ہے کہ اگر حدیث حسن علماء مذہب شیعہ میں شہرت رکھتی ہو تو وہ قابل قبول ہے۔

مؤثق: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصومؑ سے ملتا ہو، اور اُس کی تصدیق علماء نے بھی کی ہو۔ مگر راوی غیر شیعہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی روایت کو قوی بھی کہا جاتا ہے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ راوی شیعہ ہو اور اُن کے صادق یا کاذب ہونے کا کوئی علم نہ ہو۔ اس حدیث کے بارے بھی اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ اگر حدیث مشہور ہو اور تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

ضعیف: وہ حدیث جن میں مذکورہ صفات نہ ہوں اور ان کے سلسلے میں اگر ایک راوی بھی مذموم، مجہول (غیر متعارف) یا فاسد العقیدہ ہو۔

مرسل: وہ حدیث جس کا راوی وہ ہے جس کا سلسلہ کسی معصومؑ سے نہیں ملتا۔ اور حدیث کو معصومؑ سے نسبت دے یا کہہ دے کسی تابعی نے معصومؑ سے سُنا ہو۔ بعض علماء اس حدیث کے بارے کہتے ہیں اگر راوی کی صداقت کا علم ہو تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ کسی بھی عالم نے جملہ احادیث کو صحیح نہیں قرار دیا ہے اور سب کا ایک مشترکہ ایمان ہے کہ اول تا آخر اگر کوئی کتاب صحیح ہے تو وہ صرف اور صرف قرآنِ مجید ہے اور اس کے علاوہ کوئی کتاب صحت میں اس کی شریک نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ علمائے مکتب اہل بیتؑ نے قانونی طور پر کسی حدیث کے صحیح اور غلط ہونے کی تحقیق صرف اُن روایات کے بارے میں کی ہے جن سے شریعت کے احکام استنباط (Extract) کرنا تھا۔ اور جن پر اعمال کا دارومدار تھا، اور وہ روایات جن کا تعلق

سیرت انبیاء، سیرت ائمہ واصحاب، تاریخ اِن کو قابل تحقیق نہیں سمجھا ہے اور اُن راویوں سے بھی نقل کیا ہے جن کی کوئی حیثیت میدانِ فقہ میں نہیں تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تفسیر، سیرت کے ذیل میں اُن راویوں کے روایات کو بھی درج کیا ہے جو مکتب خلفاء سے تھے اور جو بالکل بے بنیاد تھیں اور کئی مقامات پر اس پر بحث بھی کی گئی ہے۔ وسائل الشیعہ یا جامع احادیث الشیعہ میں ان روایات کو درج کیا اور تا کہ اس پر بحث کی جاسکے اور صحیح وضعیف کا فیصلہ کیا جاسکے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ روایات مکتب خلافت کی تھیں اور اُن کی تحقیق بھی نہیں کی گئی تھیں تو اُنھیں نقل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، جس کہ وجہ سے کتاب کے اعتماد پر حرف آسکتا ہو اور بدنامی کا سبب ہو۔ اس کا جواب شاید یہی ہو کہ علمائے اعلام نے صرف فقہی مسائل پر اپنی توجہ مبذول رکھی۔ اور علمی دیانت داری کا بھی تقاضہ تھا کہ جو بھی سامنے حدیث ہے اُس کو اپنی فکر کی بنا پر اور اپنے اعتقاد کی بنا پر نظرانداز نہ کرتے۔ جیسے کہ انھیں شائد یہ محسوس ہوا ہو کہ اگر کوئی ایسی حدیث آجائے جیسے رسول اللہ ﷺ کے چار بیٹیاں تھیں تو اس سے اصل اسلام پر کیا فرق پڑے گا۔

علامہ سید ذیشان حیدر جوادیؒ نے اپنے ایک مضمون ''خبر واحد'' میں تحریر فرمایا کہ: شیخ بہاء الدینؒ عاملی کا ارشاد ہے کہ روایات کی تقسیم کا سلسلہ علامہ حلیؒ متوفی ۷۲۶ھ کے دور سے شروع ہوا اور دیگر محققین کا کہنا ہے کہ اس کی تقسیم کے موجد جمال الدین ابن طاوسؒ ہیں۔ ساتوں صدی ہجری سے قبل حدیث کے صحیح ہونے کا معیار راویوں کے صحیح العقیدہ اور عادل ہونا نہیں تھا۔

کتاب الکافی کی شرح، ترجمہ کا سلسلہ آج تک اُس کی اہمیت کی بنا پر جاری ہے۔ چنانچہ ذیل میں جن علمائے کرام نے اس سلسلے میں محنت کی وہ حسب ذیل ہیں۔

مرآۃ العقول------علامہ مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۰ھ

شرح اصول کافی----ملا محمد صالحؒ مازندرانی متوفی ۱۰۸۱ھ

الکلینی والکافی------ڈاکٹر شیخ محمد رسول الغفاری

علامہ مفتی محمد عباس طاب ثرہ نے الکافی سے روایات کو جمع کر کے انہار الانوار، جوامع الکلام اور جواہر الکلام سے موسوم خلاصہ مرتب کیا۔

علامہ ظفر حسنؒ قبلہ امروہوی ادیب اعظم نے اصول کافی (الکافی کے دو جلد) کا اردو ترجمہ الشافی کے نام سے پانچ (۵) جلدوں میں شائع فرمایا۔

حجۃ الاسلام مولانا شیخ محمد سرور مقیم امریکہ نے الکافی کا انگریزی زبان میں ۸ جلدوں میں ترجمہ فرمایا ہے جس میں چار جلد (الکافی کے دوسری جلد تک) طبع ہو چکی ہیں اور سرمایہ کمی کی وجہ سے باقی جلدیں طبع نہ ہوسکیں۔

من لا یحضرہ الفقیہ

یہ کتاب شیخ محمدؒ بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی کی تصنیف ہے آپ کا مشہور لقب شیخ صدوقؒ اور کنیت ابوجعفر تھی ولادت ۳۰۶ھ اور وفات ۳۸۱ھ میں ہوئی تھی۔ اس کتاب میں کل (۶۶۶) ابواب ہیں اور کل (۵۹۶۳) احادیث ہیں جس میں (۳۹۱۳) باسند اور (۲۰۵۰) مرسل ہیں۔ مرسل حدیث کی تعریف مذکور ہو چکی ہے۔ یہ

کتاب موجودہ دور میں رسالہ عملیہ کا مقام رکھتی ہے فرق یہ ہے کہ عملیہ میں مسائل بیان کئے جاتے ہیں اور اس کتاب میں مسائل کے حل کے لئے روایات مذکور ہیں۔

اس کتاب میں اور الکافی میں فرق یہ ہے کہ الکافی میں روایات مع اسناد کے بیان کئے گئے ہیں ۔ اس کتاب کے آخر میں تمام اسناد کو بیان کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب چار جلدوں میں تقسیم ہے۔

پہلی جلد میں : ۸۷ باب ہیں ۔جس میں (۱۶۱۸) احادیث ہیں ۔جس میں ۷۷۷ احادیث مُسند ہیں اور ۸۴۱ مرسل ہیں۔

مسند: وہ حدیث جن میں سند کو بیان کیا جاتا ہے۔

مرسل: وہ حدیثیں جن میں اسناد کو چھوڑ دیا جائے اور بیان نہ کیا جائے۔

دوسری جلد: میں ۲۰۸ باب ہیں جس میں (۶۷۰) احادیث ہیں ۔جس میں ۱۶۰۴ مُسند اور ۵۷۳ مرسل ہیں۔

تیسری جلد: ۷۸ باب ہیں جس میں (۱۳۰۵) احادیث جس میں ۱۲۹۵ مُسند اور ۵۱۰ مرسل ہیں۔

چوتھی جلد: (۱۷۲) باب ہیں جس میں (۹۰۳) احادیث ہیں جس میں (۷۷۷) مُسند اور (۱۲۶) مرسل ہیں۔

من لایحضرہ الفقیہ کا ترجمہ اردو زبان میں حجۃ الاسلام سید حسن امداد مدظلہ العالی نے فرمایا ہے ۔ چند فتاوی جو عجیب بھی ہوسکتی ہیں جنہیں علماء نے ضعیف اور مرفوع ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔اور عمامہ باندھنے والا جب تک تحت الحنک نہ نکالے اس کے لئے نماز جائز نہیں (اردو جلد اول ص ۱۴۶ سلسلہ ۸۱۷)۔

۲۔غروب آفتاب (SunSet) کو نماز مغرب کا اول وقت بتلایا ہے ۔(جلد اول اردو ص ۱۲۱: باب نماز کے اوقات سلسلہ ۶۵۵ ”حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ فرمایا جب قرص آفتاب غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہوگیا۔)

۳۔تشہد میں درود کو حذف کر دیا گیا ہے (اردو جلد اول ص ۱۷۹ سلسلہ ۹۴۴)۔

تہذیب الاحکام

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ نے تالیف فرمایا۔ یہ دراصل رسالہ المقنعہ کی شرح ہے جسے شیخ مفیدؒ نے تالیف کیا تھا یہ کتاب بھی فقہ ہی کے موضوع پر ہے ۔ یہ کتاب ۱۰ جلدوں (۳۹۳) ابواب اور (۱۳۵۹۰) احادیث میں شائع ہوئی ہیں ۔تفصیل حسب ذیل ہے:-

جلد	عنوان کتاب	ابواب
۱	باب الاحداث الموجبة للطهارة	۹
۲	كتاب الصلاة	۱۹
۳	كتاب الصلاة (باقی)	۴۱

۴	کتاب الزکاۃ	۳۹
	کتاب الصیام	۳۳
۵	کتاب الحج	۶۲
۶	زیارات رسولؐ، ائمہ، اولیاء	۵۳
	کتاب الجہاد	۲۷
	کتاب الدیون، القرض	۶
	کتاب القضایا و الاحکام	۶
	کتاب المکاسب	۲
۷	کتاب التجارات	۲۰
	کتاب النکاح	۲۰
۸	کتاب الطلاق	۹
	کتاب العتق	۳
	کتاب الایمان، الکفارات	۳
۹	کتاب الصید	۲
	کتاب الوقوف	۲
	کتاب الوصایا	۱۶
	کتاب الفرائض و الموارث	۲۵
۱۰	کتاب الحدود	۱۰
	کتاب الدیات	۱۸

الاستبصار

یہ کتاب تہذیب کے بعد شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ متوفی سنہ ۴۶۰ھ نے تالیف فرمائی تھی۔ شیخ طوسیؒ نے ہر دو کتابوں میں یہ لکھ دیا ہے کہ فلاں، فلاں روایت ضعیف ہے اور نا قابل عمل ہے۔ یہ کتاب (۴) جلدوں (۹۹۲) ابواب اور بعض نسخوں میں (۵۱۹) ابواب ہیں، اور (۵۵ ۱۲، یا ۱۱۵۵) احادیث پر مشتمل ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:-

جلد	عنوان	ابواب
۱	کتاب الطہارۃ (غسل، تیمم، غسل میت وغیرہ)	۱۲۷
	کتاب الصلاۃ	۱۷۳
۲	کتاب الزکاۃ	۳۱
	کتاب الصیام	۴۸
	کتاب الحج	۱۵۱
۳	کتاب الجہاد	۳
	کتاب الدیون	۵
	کتاب الشہادۃ	۱۳
	کتاب القضایات و الاحکام	۴
	کتاب المکاسب	۱۶
	کتاب البیوع	۴۷
	کتاب النکاح	۶۷
	کتاب الطلاق	۶۷

۴	کتاب العتق	۲۱
	کتاب الایمانہ،النذور،والکفارات	۱۶
	کتاب الصیدوالذبائح	۱۸
	کتاب الاطعمۃوالاشربۃ	۵
	کتاب الوقوف والصدقات	۷
	کتاب الوصایا	۲۰
	کتاب الفرائض،والمیراث	۲۸
	کتاب الحدود	۳۴
	کتاب الدیات	۲۸

مکتب اہل بیتؑ کی کتابوں کو موضوع (Subject) کے لحاظ سے اجمالی طور پر پیش ہیں:-

۱۔جوامع احادیث: اس صفت میں فقہی، اعتقادی، اور اخلاقی روایتوں پر مشتمل ہیں اس قسم کی کتابوں علماء کرام "جوامع" کا نام دیا ہے۔اس سلسلہ میں حسب ذیل کتابوں کا ذکر ضروری ہے:-

۱۔الکافی.........تالیف محمد بن یعقوب کلینیؒ.........متوفی ۳۲۹ھ

۲۔الوافی.........تالیف محسن فیض کاشانیؒ.........متوفی ۱۰۹۱ھ

۳۔بحارالانوار.........تالیف محمد باقر مجلسیؒ.........متوفی ۱۱۱۱ھ

۲۔عقائد: اس قسم کی کتابوں میں توحید، نبوت، امامت اور قیامت سے متعلق اعتقادی

احادیث جمع کی گئی ہیں۔اس سلسلے میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔التوحید.........تالیف شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۲۔کمال الدین و تمام النعمۃ.....تالیف شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۳۔کفایۃ الاثر فی النص الائمۃ الاثنیٰ عشر۔تالیف علی بن محمد الخزاز الرازیؒ (آپ کا شمار چوتھی صدی ہجری کے علماء میں ہے)

۴۔الغیبۃ.........تالیف محمد بن ابراہیم النعمانیؒ (آپ کا شمار چوتھی صدی ہجری کے علماء میں ہے)

۵۔الغیبۃ......تالیف شیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطوسیؒ "شیخ الطائفۃ" متوفی ۴۶۰ھ

۶۔خصائص الائمۃ تالیف الشریف سید رضیؒ متوفی ۴۰۶ھ

۷۔الاحتجاج دو جلد تالیف ابی منصور احمد بن علی ابن ابی طالب الطبرسی متوفی چھٹی صدی

۸۔اثبات الہداۃ تالیف محمد بن حسن الحر العاملیؒ متوفی ۱۱۰۴ھ

۳۔فقہ: جن کتابوں میں صرف فقہی احادیث کو جمع کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔من لایحضرہ الفقیہ......تالیف شیخ صدوقؒ

۲۔تہذیب الاحکام......تالیف شیخ طوسیؒ

۳۔الاستبصار.........تالیف شیخ طوسیؒ

۴۔وسائل الشیعہ.........تالیف محمد بن حسن الحر العاملیؒ متوفی ۱۱۰۴ھ

۵۔مستدرک الوسائل......تالیف میرزا حسین النوری متوفی ۱۳۲۹ھ

تفاسیر: جن میں تفسیری احادیث جمع کی گئی ہیں اُن میں سے چند نام ہیں:-

شمار	اسم کتاب	جلد	اسم مولف	وفات
۱	تفسیر أبی حمزة الثمالی	۱	ابو حمزة الثمالی	۱۴۸ھ
۲	تفسیر الامام حسن عسکری	۱	منسوب امام حسنِ عسکری	۲۶۰ھ
۳	تفسیر العیاشی	۲	محمد بن مسعود العیاش	۳۲۰ھ
۴	تفسیر القمی	۲	علی بن ابراھیم القمی	۳۲۹ھ
۵	تفسیر الفرات	۱	فرات بن ابراھیم الکوفی	۳۵۲ھ
۶	حقائق التاویل	۱	الشریف الرضی	۴۰۶ھ
۷	التبیان	۱۰	الشیخ الطوسی	۴۶۰ھ
۸	تفسیر مجمع البیان	۱۰	الشیخ الطبرسی	۵۶۹ھ
۹	تفسیر جوامع الجامع	۲	الشیخ الطبرسی	۵۶۰ھ
۱۰	فقه القران	۲	القطب الراوندی	۵۷۲ھ
۱۱	خصائص الوحی المبین	۱	الحافظ ابن البطریق	۶۰۰ھ
۱۲	إملاء مامن به الرحمن	۲	ابو البقاء العکبری	۶۱۶ھ
۱۳	تفسیر غریب القران	۱	فخر الدین الطریحی	۱۰۸۵ھ
۱۴	تفسیر الصافی	۵	االفیض الکاشانی	۱۰۹۱ھ
۱۵	تفسیر الاصفی	۲	االفیض الکاشانی	۱۰۹۱ھ

۱۶	تفسیر نور الثقلین	۵	الشیخ الحویزی	۱۱۱۲ھ
۱۷	تفسیر کنز الدقائق	۲	میرزا محمد المشهدی	۱۱۲۵ھ
۱۸	تفسیر القران الکریم	۵	االسید مصطفی الخمینی	۱۲۹۸ھ
۱۹	البیان فی تفسیر القران	۱	السید الخوئی	۱۴۱۱ھ
۲۰	تفسیر المیزان	۲۰	السید الطباطبائی	۱۴۱۲ھ
۲۱	تفسیر نمونه	۲۷	آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی	باحیات
۲۲	االبرھان فی تفسیر القران	۱۰	سید ھاشم حسینی البحرانی	۱۱۰۷ھ

اگر غیر شیعہ سلاطین نے تفسیریں لکھوائیں تو اہل سنت کے مزاج کے موافق رہیں تو قبول کیا اور اُس کا وجود باقی رہا۔ یہ ذہن نشین رہے کہ شیعہ علماء نے کس طرح اپنی زندگیاں گذاری ہوں گی جب کہ اُنہیں تہمتوں ،الزامات سے گذرنا پڑتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر گھر برباد ہوتے تھے سولی پر چڑھادینا معمولی بات تھی۔ صدیوں گذرنے کے باوجود صرف قرآن کے سلسلے میں آج بھی شیعوں پر کئی الزامات لگائے جاتے ہیں۔کفر کے فتاویٰ جاری کئے جاتے ہیں۔ان تمام مشکلات کے باوجود اگر چند تفاسیر سامنے آئیں ہوں تو صرف معجزہ ہی ہوسکتا ہے۔

فہرست شیعہ علماء جنہوں نے اردو زبان میں علومِ قرآن پر کتابیں تحریر فرمائیں:-

۱۔ سید عمادؒ زنگی پوری وفات تقریباً ۱۱۵۳ھ

آپ قیس زنگی پوری کے اجداد میں تھے آپ کا ترجمہ وحواشی پر مشتمل قرآن مجید مکتبۂ آیت اللہ مرعشی کے شعبہ مخطوطات میں موجود ہے۔آپ کا سن وفات معلوم نہیں مگر سن

تالیف تقریباً ۱۲۵۳ھ ہے۔

۲۔ یاد علیؒ نصیر آبادی وفات ۱۲۵۳ھ

آپ سید دلدار علیؒ غفران ماب کے شاگردوں میں تھے۔ بعض لوگوں کو اشتباہ ہوا کہ آپ نے اردو زبان میں تفسیر قرآن لکھی تھی یا فارسی میں۔ حقیقت یہ ہے کہ محققین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے اردو زبان میں تفسیر تحریر فرمائی تھی۔ جناب مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی کا بھی یہی خیال ہے جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب مطلع الانوار میں آپ کی تالیف کو فارسی زبان کی تحریر نہیں لکھا ہے۔ جناب نجم الحسن کراوروی مرحوم نے روح القرآن میں صراحتہً اسے اردو تفسیر لکھا ہے۔

۳۔ مرزا امداد علیؒ وفات ۱۲۷۴ھ

پروفیسر مسعود حسن ادیب مرحوم اپنے گراں قدر علمی مقالے "شاہانِ اودھ" میں خطی مصادر سے عہد امجد علی شاہ میں تفسیر منہج الصادقین کے اردو ترجمے کا ذکر کیا ہے یہ ترجمہ ۱۲۵۹ھ میں مرزا امداد علی مرحوم نے مکمل کیا اِس کے علاوہ ایک مترجم قرآن مجید امداد علیؒ کے نام سے مرتضیٰ حسین فاضل مرحوم کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۴۔ سید علیؒ بن غفران مآب وفات ۱۲۵۹ھ

آپ کی تفسیر کا نام توضیح مجید ہے "تذکرہ بے بہا" میں حوالہ موجود ہے۔

۵۔ محمد باقر دہلویؒ وفات ۱۲۷۴ھ

آپ محمد حسین آزاد مرحوم کے والد تھے۔ آپ نے ترجمہ وتفسیر قرآن پر مشتمل کتاب تالیف کی۔

۶۔ علی اکبرؒ بن سید محمد سلطان العلماء وفات ۱۲۸۶ھ

آپ نے سورۂ یوسف کی اردو تفسیر فرمائی تھی۔

۷۔ ملک العلماء سید بندہ حسینؒ وفات ۱۲۹۶ھ

آپ نے تفسیر شیریں کے نام سے اردو میں تالیف فرمائی۔

۸۔ عمار علیؒ سونی پتی وفات ۱۳۰۴ھ

آپ نے اردو زبان میں چار جلدوں پر مشتمل تفسیر تحریر فرمائی جس کا نام عمدۃ البیان ہے۔

۹۔ تاج العلماء سید علی محمدؒ وفات ۱۳۱۲ھ

آپ نے ترجمہ قرآن وتفسیر اردو میں تحریر فرمائی جو شائع بھی ہوئی۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل علمائے کرام نے تفسیر قرآن اردو میں فرمائی۔

۱۰۔ مولانا حافظ فرمان علی متوفی ۱۳۴۴ھ؛ محمد مرتضیٰ متوفی ۱۳۳۷ھ؛ مولانا سید محمد ہارون زنگی پوری متوفی ۱۳۳۹ھ؛ مولانا مقبول احمد متوفی ۱۳۴۰ھ؛ مولانا بہادر علی شاہ جد حافظ ذوالفقار علی شاہ متوفی ۱۳۳۵ھ؛ ممتاز العلماء سید محمد تقی متوفی ۱۳۴۱ھ؛ مولانا اعجاز حسین بدایونی متوفی ۱۳۵۰ھ؛ مولانا راحت حسین گوپال پوری متوفی ۱۳۴۷ھ؛ مولانا سید علی حیدر متوفی ۱۳۸۰ھ؛ مولانا حافظ کفایت حسین متوفی ۱۳۸۸ھ؛ مولانا مرزا احمد علی متوفی ۱۳۹۰ھ؛ مولانا امداد حسین کاظمی ۱۳۹۵ھ؛

مولانا علی نقی نقوی مرحوم "نقن صاحب قبلہ" تفسیر فصل الخطاب ۷ جلدوں میں ؛مرزا یوسف حسین؛

مولانا حسین بخش جاڑا، مولانا ظفر حسین مرحوم امروہوی؛ علامہ ذیشان حیدر جوادی مرحوم، مولانا طالب جوہری؛ مولانا شیخ محسن علی نجفی۔

متفرقات: جیسے اخلاقیات، ادب تاریخ، وغیرہ نظم وترتیب کے رعایت کے بغیر پیش ہیں:

۱۔ المحاسن از احمد بن عبداللہ برقی تیسری صدی

۲۔ الخصال از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۳۔ ثواب الاعمال از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۴۔ المواعظ از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۵۔ فضائل الشیعہ از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۶۔ مکارم الاخلاق از حسن بن فضل الطبرسی چھٹی صدی ہجری

۷۔ مشکاۃ الانوار از ابی الفضل علی طبرسی ساتویں صدی ہجری

تاریخ وسیرت: صرف چند نام جو مشہور ہیں:-

۱۔ الغارات (۲ جلد) از ابی اسحاق ثقفی متوفی ۲۸۳ھ

۲۔ دلائل الامامۃ از آبی جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری الصغیر (یہ تاریخ طبری الامم و الملوک والے طبری نہیں ہے) پانچویں صدی ہجری

۳۔ اختیار الرجال از از شیخ طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ جو رجال کشی سے منتخب کر کے مرتب کی گئی ہے۔

۴۔ رجال النجاشی از ابوالعباس احمد بن علی النجاشی الاسدی متوفی ۴۵۰ھ

۵۔ مناقب ال آبی طالب (۳ جلد) از ابن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ

۶۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ (۳ جلد) از علی بن عیسیٰ آبی الفتح الاردبیلی متوفی ۶۹۳ھ

۷۔ علل الشرائع از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۸۔ عیون اخبار الرضا از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۹۔ معانی الاخبار از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۱۰۔ الامالی از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۱۱۔ الامالی از شیخ مفیدؒ متوفی ۴۱۳ھ

۱۲۔ الامالی از شیخ طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ

۱۳۔ نہج البلاغہ از سید رضیؒ متوفی ۴۰۴ھ

۱۴۔ تحف العقول ابو محمد حسنؒ بن علی بن شعبۃ الحرانی چوتھی صدی

ناظرین کرام فہرست طویل ہے چند کتابیں جو مشہور ہیں اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔

بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

کتب اغیار

محمد بن اسمٰعیل بخاری ۱۳ر شوال ۱۹۳ سنہ ھ میں پیدا ہوئے اور یکم شوال ۲۵۶ سنہ ھ کو فوت ہوئے۔ ان کے دادا مسمی "بروز جعفی" مجوسی تھے اور اسی دین پر وہ فوت ہوگئے۔ وفیات الاعیان ج ۴، نمبر ۵۶۹، ص ۱۹۰، تاریخ بغداد ج ۲ ذکر محمد بن اسماعیل ص ۶۔

آپ نے دس سال کی عمر میں علم دین پڑھنا شروع کیا اور جب آپ بیس سال کے ہوئے تو وطن سے دور علم دین کے حصول کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے خراسان، عراق، شام اور حجاز گئے، امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ صحیح احادیث جمع کرنے میں دو مرتبہ شام، مصر، الجزائر اور چار دفعہ بصرہ کا سفر کیا اور چھ سال حجاز میں قیام کیا اور کوفہ و بغداد کے متعدد سفر کئے۔ مقدمہ فتح الباری ابن حجر عسقلانی ص ۴۷۹۔ واقمت بالحجاز ستة أعوام۔

۱۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ بخاری نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس میں صرف صحیح احادیث ہوں چنانچہ آپ نے "الجامع الصحیح" تحریر کی جو آج صحیح بخاری کے نام سے موسوم ہے۔ مقدمہ فتح الباری ص ۶

۲۔ بخاری کے بعد آپ کے شاگرد مسلم بن حجاج قیشری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ سنہ ھ نے ایک دوسری کتاب بنام الجامع الصحیح ترتیب دی جو آج صحیح مسلم کے نام سے مشہور ہے۔

۳۔ مسلم کے بعد محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ سنہ ھ نے سنن ابن ماجہ ترتیب دی۔

۴۔ پھر ابو داؤد سلیمان بن داؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ سنہ ھ نے سنن ابی داؤد ترتیب دی۔

۵۔ اس کے بعد محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی متوفی ۲۷۹ سنہ ھ نے جامع ترمذی کے نام سے کتاب لکھی۔

۶۔ ان کے بعد احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ سنہ ھ نے سنن نسائی کے نام سے کتاب مرتب کی۔

یہ چھ (۶) کتابیں اہل سنت کی نظر میں "جوامع اولیہ" سے مانی جاتی ہیں، یہی کتابیں عقاید، تفسیر، فروع اور تاریخ صدر اسلام کے سلسلہ میں منبع و مرجع ہیں انھیں چھ کتابوں کو "صحاح ستہ" کہتے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم "صحیحین" کے نام سے مشہور ہیں، اور دوسری تین کتابیں سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن نسائی "سنن" کے نام سے ہیں اور ترمذی کو جامع کا نام دیا گیا۔

بعض نے امام مالک کی کتاب "موطاء" کو بھی سنن وصحاح کے برابر درجہ دیا ہے۔ مذکورکتابوں کے بعد کئی اور کتابیں بنام مسند جیسے مسند احمد ابن حنبل، مسند ابی یعلی، اور مستدرک جیسے مستدرک الصحیحین کے نام سے لکھی گئیں۔

علمائے اہل سنت صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری اور مسلم کو قرآن مجید کے بعد روئے زمین پر صحیح ترین کتابیں تسلیم کرتے ہیں۔ "صحیحین" کی احادیث کی بنا پر قرآن سے اخذ شدہ مسلمات کی بھی تاویلات پیش کرتے ہیں۔

اس وقت صرف صحیح بخاری اور امام بخاری ہمارا موضوع ہے۔

صحیح بخاری میں تکراری Repetitons حدیثوں کو ملا کر (۷۲۷۵) حدیثیں

ہیں اور Repeats مکرارت کو نکال دیں تو اُن کی تعداد (چار ہزار) ہوں گی۔ صحیح بخاری کئی جلدوں پر مشتمل ہے اس میں سو سے زیادہ کتابیں ہیں، (جیسے کتاب توحید، کتاب الایمان وغیرہ) اور یہ کتابیں ۳۴۵۰/ابواب پر ہیں ۔ التقئیب والتیسیر معرفة سنن البشیر والنذیر ص ۱۵۔

فہرست کتب صحیح البخاری

کتاب بدء الوحی، کتاب الایمان ؛کتاب العلم ؛کتاب الوضوء ؛کتاب الغسل ؛کتاب الحیض؛ کتاب التیمم؛ کتاب الصلاة، کتاب الصلاة فی الثیاب ؛ کتاب ابواب القبلة؛ کتاب ابواب المساجد؛ کتاب ابواب سترة المصلی، کتاب مواقیت الصلاة؛ کتاب الاذان؛ کتاب الجماعةوالامامة؛ کتاب صفة الصلاة؛ کتاب الجمعة؛ کتاب صلاة الخوف؛ کتاب العیدین؛ الوتر؛ کتاب الاستسقاء؛ کتاب الکسوف؛ کتاب سجود القرآن کتاب تقصیر الصلاة؛ کتاب التهجد؛ کتاب التطوع؛ کتاب العمل فی الصلاة؛ کتاب السهو؛ کتاب الجنائز؛ کتاب الزکاة؛ کتاب صدقة الفطر؛ کتاب الحج؛ کتاب العمرة؛ الاحصار وجزاء الصید؛ کتاب فضائل المدینة; کتاب الصوم ;صلاة التراویح ; کتاب الاعتکاف ؛ کتاب البیوع؛ کتاب السلم؛ کتاب الشفعة؛ کتاب الاجارة؛ کتاب الحواله؛ کتاب الکفالة؛ کتاب الوکالة؛ کتاب المزارعة؛ کتاب المساقاة؛ کتاب الاستقراض والدیون؛ کتاب الخصومات ؛ کتاب اللقطة؛ کتاب المظالم؛ کتاب

الشرکة؛ کتاب الرهن؛ کتاب العتق؛ کتاب الهبة؛ کتاب الشهادات؛ کتاب الصلح؛ کتاب الشروط ؛ کتاب الوصایا؛ کتاب الجهاد والسیر؛ کتاب الخمس؛ کتاب ابواب الجزیة؛ کتاب بدء الخلق؛ کتاب الانبیاء؛ کتاب المناقب؛ کتاب فضل الصحابة؛ کتاب المغازی؛ کتاب التفسیر؛ کتاب فضائل القران؛ کتاب النکاح؛ کتاب الطلاق؛ کتاب النفقات؛ کتاب الاطعمة؛ کتاب العقیقة؛ کتاب الذبائح والصید؛ کتاب الاضاحی؛ کتاب الاشربة؛ کتاب المرضی؛ کتاب الطب؛ کتاب اللباس؛ کتاب الادب؛ کتاب الاستئذان؛ کتاب الدعوات؛ کتاب الرقاق؛ کتاب القدر؛ کتاب الایمان والنذور؛ کتاب کفارات الایمان؛ کتاب الفضائل ؛ کتاب الفرائض ؛ کتاب الحدود؛؛ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة؛ کتاب الدیات؛ کتاب استتابةالمرتدین؛ کتاب الاکراة؛ کتاب الحیل؛ کتاب التعبیر؛ کتاب الفتن؛ کتاب الاحکام؛ کتاب التمنی؛ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة؛ کتاب کتاب التوحید

اس کتاب کی کئی شرحیں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں ۔ اس وقت مقدمہ صحیح بخاری مطبوعہ مکہ مطابق ان کی تعداد ۵۹ ہیں ۔

علامہ عینی اپنی کتاب عمدة القاری ج ۱ ص ۱۵ میں لکھتے ہے کہ ہر مصنف پر واجب ہے کہ ابتدائے کتاب کے لئے تین چیزوں کو درج کرے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسرے حمد باری تعالیٰ، تیسرے درود ۔ امام بخاری نے اپنی تصنیف البخاری

میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سوا اور کچھ نہیں لکھا۔

طبقات شافعیہ میں ہے کہ بخاری ہر ایک حدیث کو درج کرنے سے قبل غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس کتاب بخاری کو مسجد الحرام میں سولہ برس کے عرصہ میں تالیف کیا۔

تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۹ ص ۴۶ تا ۴۸۔ قال مسلمة وألف علي بن المديني كتاب العلل و كان ضنينا به فغاب يوما في بعض ضياعه فجاء البخاري إلى بعض بنيه و راغبه بالمال على أن يرى الكتاب يوما واحدا فأعطاه له فدفعه إلى النساخ فكتبوه له و رده إليه فلما حضر علي تكلم بشئ فأجابه البخاري بنص كلامه مرارا ففهم القضية و اغتم لذلک فلم يزل مغموما حتى مات بعد يسير و استغني البخاري عنه بذلک الكتاب و خرج إلى خراسان ووضع كتابه الصحيح حالات محمد ابن اسمعیل میں مسلمہ بن قاسم (لسان میزان ج ٦ ص ٣٥ میں انہیں نہایت معتبر، جلیل القدر اور ثقہ بتلایا گیا ہے) کے حوالے سے یہ ہے کہا مسلمہ نے: علی بن المدینی نے کتاب العلل لکھی تھی اور اس پر بخل کرتا تھا یعنی اس کتاب کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ اتفاقاً وہ کسی کام لئے اپنی زراعت (کھیت) پر گیا۔ بخاری نے اُس کے لڑکے کو مال کی طمع دے کر یہ کہا کہ ایک روز کے لئے وہ کتاب العلل مجھے دیکھنے کے لئے دینا۔ لڑکے نے وہ کتاب اُنہیں دیدی۔ بخاری نے کتاب لے کر چند کاتبوں کو نقل کے لئے دیدی۔ اور دوسرے تیسرے دن وہ کتاب علی بن المدینی کے واپس لوٹنے سے قبل واپس کردی۔ بعد ازاں ایک روز جب علی بن المدینی واپس آیا اور اُس

کی نشست میں کسی مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی۔ بخاری نے اُس مسئلہ پر اُسی کتاب العلل سے جواب دیا۔ علی بن المدینی نے اس راز کو سمجھ گیا اور بہت غمگین رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد فوت ہوگیا۔ چنانچہ اُس کے مرنے کے بعد بخاری نے خراسان آکر اس کی تالیف کی اور شہرت پائی۔ یہ بات تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۹ ص ۴٦ تا ۴۸ حالات محمد ابن اسمعیل میں اب بھی موجود ہے۔

بخاری کا یہ دعوی ہے کہ ما کتبت فی کتاب الصحیح حدیثا الا اغتسلت قبل ذلک و صلیت رکعتین۔ مقدمہ فتح الباری ص ۲۹۔

یہی ابن حجر لکھتے ہیں کہ بخاری کبھی بھی مکہ میں سولہ برس نہیں رہے۔ اور خود بخاری کا قول ہے کہ انھوں نے چھ سال حجاز میں قیام کیا جو مذکور ہو چکا۔

اب یہ دعوی کہ ١٦ سال میں امام بخاری کے مذکورہ قول کے مطابق چھ لاکھ حدیثوں کو جمع کیا ہر ایک کے لئے غسل کیا دو رکعت نماز پڑھی اور ہر حدیث کی صحت کے لئے استخارہ کیا۔ اور ہر حدیث کے لئے غسل، دو رکعت نماز اور پھر استخارہ کے لئے کم از کم (۲۰) منٹ صرف ہوں گے، گویا تین احادیث کے لئے ایک گھنٹہ صرف ہوگا۔ یاد رہے امام بخاری نے ١٠ سال کے سن میں علم دین حاصل کرنا شروع کیا اور ۲۰ کے سن میں علمی تحقیقات کا آغاز کیا عمر کے (۲۹) ویں سال سے ان چھ لاکھ حدیثوں پر تحقیق شروع کی اور وقت وفات آپ کا سن (٦۲) گویا ۳۳ سال اس کام میں (احادیث جمع اور اُن کی تحقیق) میں صرف کئے اور امام بخاری کا دعوی ہے کہ یہ کام ١٦ سال میں مکمل کیا۔ جو ناممکن ہے ہاں اگر وہ روزانہ ۴۸ حدیثوں کو ۲۴ گھنٹے روز کام کر کے اور ۴۸ مرتبہ غسل کیا ہو اور ۴۸

مرتبہ دو رکعت نماز پڑھی ہو اور ۴۸ مرتبہ استخارہ دیکھا ہو تو یہ کام ہوسکتا ہے جو ہر گز ہر گز ناممکن ہے۔ یاد رہے ان ۲۴ گھنٹوں واجب نمازیں بھی شامل ہیں، ضروریات زندگی بھی شامل ہیں۔ ایک بات یاد رہے کہ اگر ہر مسئلہ میں قواعد وضوابط کو بالائے طاق رکھے اور صرف استخارہ ہی دیکھا جائے پھر سلسلہ سند روایت تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اجتہاد کی بھی ضرورت نہیں۔ اس موجودہ زمانے میں استخارہ دیکھ کر ایسی صحیح بخاری کی احادیث کو پھر ایک مرتبہ جانچ لیا جائے نہ معلوم کتنی حدیثیں جو صحیح ہوں وہ غلط نکلیں اور کتنی ہی غلط صحیح نکلیں۔

صحیح بخاری کے بارے میں عالم اہل سنت فضل بن روز بہان فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی اس بات پر قسم کھائے کہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ کلام خدا اور کلام رسولؐ اللہ ہے تو اُس کی قسم درست ہے اور اُس پر کوئی اس قسم کا کفارہ نہیں ہے۔ صحیح بخاری میں کئی ایسی احادیث ہیں جو عام فہم لوگوں کے لئے بھی ناقابل قبول ہیں۔ مثلاً

۱۔ حدثنا نعيم بن حماد حدثنا هشيم عن حصين عن عمرو بن ميمون قال رأيت في الجاهلية قردة اجتمع عليها قردة قد زنت فرجموها فرجمتها معهم۔

کتاب المناقب۔ اردو ج ۴۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک بندریا دیکھی جس پر بہت سے بندر جمع ہوئے تھے اس بندریا نے زنا کیا تھا تو بندروں نے اُس کو سنگسار کیا میں بھی سنگسار کرنے میں بندروں کے ساتھ شریک ہوا۔

نوٹ: بعض شارحین نے اس کی وضاحت اس طرح کی کہ بندریا سے مراد دراصل کوئی صحابیہ تھیں۔ واللہ اعلم

۲۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے قیامت کے دن اللہ زمین کو ایک مٹھی

میں لیلے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ تیسیر الباری، ۶، قبضته يوم القيامه، ۳۳۶، صفحہ ۳۳۲۔

۳۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ "روز قیامت اللہ کو دیکھ کر میں سجدے میں گر پڑوں گا"۔ تیسیر الباری، ج ۶، بقرہ، ۲، ۴

۴۔ صحابہ میں عمر ابن خطاب صرف اس کے قائل تھے کہ غسل جنابت کے لئے اگر پانی دستیاب نہیں ہے تو تیمم بدل غسل کرنا درست نہیں اگر پانی نہ ملے تو نماز ہی نہ پڑھے۔ لیکن اور سب صحابہ اس کے خلاف تھے انہوں نے جنب کے لئے تیمم جائز رکھا۔

تیسیر الباری، جلد ۱، اذا خاف الجنب، ۳۴۱، صفحہ ۲۴۶۔

۵۔ (معاذ اللہ) جہنم کے پکارنے پر اللہ اپنا پیر ڈال دے گا۔ ج ۳، ب ۱۲۶۰، ح ۲۲۸۱، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۴۵۷۔

۶۔ بعد وفات رسولؐ، عائشہ کا ایک مرد کو غسل کر کے بتلانا۔ ج ۱، ب ۱۷۶، ح ۲۴۷، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۸۴۔

۷۔ (معاذ اللہ) عن ابو هريرة أن رسول الله ﷺ قال: اذا نودى للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التاذين۔ صحيح بخارى كتاب الاذان باب فضل التاذين: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پادتا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہو جائے تا کہ

اذان کی آواز اُس کو یعنی شیطان کو سنائی نہ دے تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص ۴۰۸۔

۸۔ دو بچے ایک ہی حیوان (گائے، بکری، بھینس) کا دودھ ایک زمانے تک پیتے رہیں تو وہ آپس میں بھائی اور بہن ہو جائیں گے۔

مزید ایسی ہی احادیث کے لئے ڈاکٹر شبیر احمد فلوریڈا کی کتاب Criminals of Islam ملاحظہ فرمائے:

http://www.scribd.com/doc/416789/Shabbir-Ahmed-The-Criminals-of-Islam

امام بخاری نے علم الرجال اور احادیث کی سند کی جانچ میں کئی مقامات پر بہت غلطیاں کی ہیں جیسا کہ دارقطنی نے اپنی کتاب الالزامات والتتبع اور رازی نے اپنی کتاب خطائی بخاری، وخطیب بغدادی نے کتاب موضع الاوہام میں لکھا۔ سیر اعلام النبلاء امام ذہبی نے ج ۵ ص ۳۵، ج ۵ ص ۱۹۴، ج ۵ ص ۲۰۸، ج ۶ ص ۴۱۸ میں یہ لکھا کہ هذا من أوهام البخاري، یا هذا وهم البخاري۔ یعنی یہ بخاری کے وہموں میں سے ایک ہے۔

بخاری نے اُن راویوں سے روایت کی ہے جب کہ اُن کا وجود اُس زمانے میں نہیں تھا۔ مثلاً ابوہریرہ کی روایت جو خیبر کے بعد ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام لائے، وقت وفات حضرت ابوطالبؑ جو ہجرت سے ۳ سال قبل کا واقعہ، اسی طرح ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں رقیہ دختر رسول اللہ ﷺ کے یہاں گیا جو عثمان کی زوجہ

تھیں اس وقت اُن کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ رقیہ کہنے لگیں ابھی ابھی رسول اللہ میرے یہاں سے اُٹھ کر گئے ہیں میں نے اُن کے بالوں میں کنگھا کیا اور انھوں (یعنی آنحضرت ﷺ) نے پوچھا کہ تم نے ابوعبداللہ یعنی عثمان کو کیسا پایا ہے؟ رقیہ نے کہا بہت خوب پایا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اِس کی عزت کرو کہ وہ اخلاق میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۲ (ابوہریرہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے اور رقیہ بدر ۲ ہجری کی جنگ کے فوراً بعد فوت ہو چکی تھیں)۔ معجم کبیر طبرانی ج ۱ ص ۴۶؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۲۰ سلسلہ ۳۶۱۹۷ اور اس حدیث کو رد کیا؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۹۷۔ ۱۵ اور کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

گریہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **کل عین باکیة یوم القیامة الاعین بکت علی مصائب الحسین فانها ضاحکة مستبشرة بنعیم الجنة۔** بحار، ج ۴۴، ص ۲۹۳

روز قیامت ہر آنکھ گریہ کناں ہوگی لیکن امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونے والی آنکھیں خدا کی نعمت دیکھ کر ہشاش وبشاس ہوں گی۔

یہ تمام اجر وثواب گریہ امام حسین علیہ السلام پر کیوں ہے؟ جب کہ امام حسین علیہ السلام دنیا میں عظیم انقلاب لاکر کامیاب وسربلند ہوئے اور اپنے خون سے یزیدیوں کو رسوا کیا اوران کے چہرے ہمیشہ کے لئے کالے کردیئے اور آخرت میں اس کے بدلے آپ کو بہترین مقام دیا گیا ہے اور آج بھی آپ برزخ اور جنت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ اور اسلامی نظریہ کے مطابق امام حسین علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید سورۂ آل عمران میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔

سورۂ آل عمران آیت ۱۶۹

"اور اللہ کی راہ میں قتل ہوجانے والوں کو مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے رزق پاتے ہیں۔"

ایسی متعدد روایتیں ہیں جن میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری اور عزاداری کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور اس گریہ وزاری کو برابر زندہ رکھنے کے بارے میں کہا گیا ہے اور شیعہ وسنی دونوں روایتوں میں آیا ہے کہ روز قیامت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خداوند متعال کی بارگاہ میں اس طرح عرض کریں گی:

اللهم اقبل شفاعتی فیمن بکی علی ولدی الحسین۔

پالنے والے میرے بیٹے حسین پر گریہ کرنے والوں کے لئے میری شفاعت کو قبول کر۔

اسی روایت کے ذیل میں آیا ہے:

فیقبل الله شفاعتها ویدخل الباکین علی الحسین علیه السلام فی الجنة۔ الاحتجاجات العشرة، ص ۲۰۔

خداوند عالم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شفاعت کو قبول کرے گا اور امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے والوں کو جنت میں داخل کردے گا۔

متعدد روایتوں کے مطابق انبیاء علیہم السلام اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا ہے اور عزاداری برپا کی ہے۔

کیا اگر ہم اولیائے خدا اور بارگاہ خداوندی کے مقرب بندوں کی پیروی میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ کریں تو کوئی اعتراض کا مقام ہے؟ نہیں قطعاً نہیں، بلکہ اس عظیم سنت کو زندہ کرنے اور ائمہ علیہم السلام کی اس چیز کی اقتداء میں بہت ہی اجر وثواب

ہے یہاں پر ائمہ معصومین علیہم السلام نے گریہ امام حسین علیہ السلام کو کتنی اہمیت دی ہے اس کے بارے میں ہم دو عجیب واقعے نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ایک روز امام سجاد علیہ السلام نے سنا: ایک شخص بازار میں یہ کہہ رہا ہے: میں ایک مسافر ہوں مجھ پر رحم کرو۔(انا الغریب فارحمونی)

امام سجاد علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا: اگر تیری قسمت میں اسی شہر (مدینہ) میں مرنا لکھا ہے تو کیا یہاں تیری لاش کو بے گور و کفن چھوڑ دیا جائے گا؟

اس غریب مرد نے کہا: اللہ اکبر کس طرح میرے جنازہ کو دفن نہیں کریں گے جب کہ میں مسلمان ہوں اور اسلامی امت کی آنکھوں کے سامنے ہوں۔

امام سجاد علیہ السلام نے روتے ہوئے فرمایا: **وااسفاہ علیک یا ابتاہ۔تبقی ثلاثۃ ایام بلادفن وانت ابن بنت رسول اللہ** ۔ماساۃ الحسین، تالیف: الخطیب شیخ عبدالوہاب الکاشی، ص ۱۵۶۔

کتنے افسوس کی بات ہے اے میرے بابا! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہوتے ہوئے بھی آپ کی لاش تین روز تک بے گور و کفن زمین پر پڑی رہی۔

۲۔تاریخ میں آیا ہے کہ منصور دوانقی (دوسرا عباسی خلیفہ) نے مدینہ میں اپنے والی کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں آگ لگا دو۔ والی مدینہ نے حکم پانے کے بعد آگ اور لکڑی جمع کروائی اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں آگ لگا دی اور گھر کے دالان سے جب شعلے بھڑکنے لگے تو مخدرات عصمت گھر میں رونے

پیٹنے لگیں یہاں تک کہ ان کی آواز گھر سے باہر پہنچ گئی امام جعفر صادق علیہ السلام نے بڑی مشکل سے آگ بجھائی اس کے دوسرے دن کچھ شیعہ حضرات آپ کی احوال پرسی کے لئے گئے تو دیکھا کہ آپ محزون ہیں اور گریہ فرما رہے ہیں ان لوگوں نے کہا: کیا دشمنوں کے اس عمل اور ان کی گستاخی پر آپ گریہ کر رہے ہیں جب کہ آپ کے خاندان کے ساتھ اس طرح کا واقعہ پہلی دفعہ نہیں ہوا ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: میں کل کے واقعہ پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس بات پر رو رہا ہوں کہ جب گھر میں آگ کے شعلے بھڑکنے لگے تو میں نے دیکھا کہ میرے ہوتے ہوئے عورتیں اور بچیاں ایک کمرے سے دوسرے کمرے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ بھاگ کر پناہ لے رہی تھیں تاکہ انھیں آگ کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

فتذکرت عیال جدی الحسین یوم عاشوراء لما ھجم القوم علیھم ومنادیھم ینادی احرقوا بیوت الظالمین ۔ماساۃ الحسین، تالیف: الخطیب شیخ عبدالوہاب الکاشی، ص ۱۳۴، ۱۳۵۔

تو اس وقت مجھے روز عاشورہ اپنے جد امام حسین علیہ السلام کے مصیبت زدہ اہل حرم کی یاد آ گئے جب ایک منادی (لشکر یزید سے) ندا دے رہا تھا کہ ظالموں کے گھروں کو جلا دو۔(یعنی آل رسولؐ کو معاذ اللہ ظالم منسوب کر رہا تھا)

دو مذکورہ واقعے اور اس کے علاوہ بہت سے قرائن سے سمجھا جا سکتا ہے کہ تمام ائمہ علیہم السلام ہمیشہ چاہتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور ان کی عزاداری برابر

لوگوں کے دلوں میں تازہ دم رہے اسی بنیاد پر ہم ان کی پیروی میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت زندہ رکھنے کے لئے ان پر گریہ کرتے ہیں اور اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس عمل پر ہمیں عظیم اجر وثواب عطا ہوگا۔

امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ کرنا اور غمگین ہونا اتنا عظیم اور مقدس عمل ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام زیارت امام حسین علیہ السلام کے ضمن میں فرماتے ہیں:

السلام علی الجیوب المضرجات۔ الوقایع والحوادث، ج ۲، ص ۳۰۷۔

سلام ان گریبانوں پر جو امام حسین علیہ السلا کے غم میں چاک ہوئے ہوں۔

اسی بنا پر سوال یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کا کیا مقصد اور کیا سبب ہے؟

۱۔ شعائر اللہ کی تعظیم:

مرحوم مومن پر گریہ کرنا ایک طرح کا احترام ہے اور یہ گریہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معاشرہ میں اس کے چلے جانے سے ایک خلا واقع ہوگیا ہے اور وہ اب موجود نہیں ہے تاکہ لوگ اس کے وجود سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ گریہ اس کے باطنی احساسات ہیں جو مومن کے دنیا سے چلے جانے پر وجود میں آتے ہیں کیونکہ جب وہ مومن اس دنیا میں تھا لوگ اس سے مختلف طرح سے مستفید ہوتے رہتے تھے، گریہ ایک فطری عمل ہے اور جو شخص جتنا عظیم ہوگا دنیا والے اس پر اسی حساب سے زیادہ گریہ کریں گے۔ جو دنیا سے جاتا ہے اور اس کے اوپر کوئی گریہ نہیں کرتا تو گویا یہ اس کی ایک طرح کی بے احترامی ہے۔

ایک شخص نے امام علی علیہ السلام سے پوچھا: نیک اخلاق کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا:

ان تعاشروا الناس معاشرة ان عشتم حنوا الیکم وان متم بکوا علیکم۔ ماساة

الحسین علیہ السلام، ص ۱۳۷

لوگوں سے اس طرح سلوک کرو کہ جب تک زندہ رہو وہ تمہارے اشتیاق میں تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں اور جب تم مرجاؤ تو تم پر گریہ کریں۔

ہر قوم وملت میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ جب بھی اس کے درمیان سے کوئی بزرگ شخصیت اٹھ جاتی ہے تو لوگ اس کے انتقال پر گریہ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی دین محمدی پر شہادت بھی ایک عظیم اور ہمیشہ باقی رہنے والا واقعہ ہے جس پر گریہ کرنا ان کے ہدف ومقصد کو زندہ رکھنا دینی شعائر کی تعظیم سمجھا جاتا ہے۔

اور قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ یُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوبِ۔ سورہ حج آیت ۳۲

اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل کے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی۔

۲۔ عاطفی گریہ:

امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی ایک روز (عاشورا) میں جگر سوز شہادت ہر انسان کے دل کو کباب کر دیتی ہے اور ہر انسان کا دل ظالم وستمگر کے خلاف برانگیختہ ہوجاتا ہے کربلا کا المناک واقعہ اس قدر دل ہلا دینے والا ہے کہ اسے زمانہ نہ کبھی بھلا سکتا ہے اور نہ ہی اسے پرانا بنا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر: عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں نے انھیں پھانسی دے کر قتل کر دیا اب تم معلوم کر سکتے ہو کہ عیسائی اس یاد کو دنیا کے چپہ

چیپہ میں لوگوں کے دلوں میں تازہ کرتے ہیں اور غم کا اظہار کرتے ہیں یہاں تک کہ صلیب اپنے لباس اور اپنے کلیسا وغیرہ پر نصب کر کے اسے اپنی علامت قرار دیتے ہیں۔

جب کہ قتل عیسیٰ (عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق) واقعہ کربلا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے بہت ہی کم اہمیت کا حامل ہے۔

اسی وجہ سے امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور ان کی عزاداری لوگوں کی محبت کو بر انگیختہ ہونے اور ان کے عظیم اہداف تک پہنچنے کا سبب بنتی ہے۔

۳۔بقول :

عقل کی ترجمان ہمیشہ زبان رہی ہے لیکن عشق کا ترجمان آنکھ ہے جہاں احساس اور درد ہوں اور آنسو گریں وہاں عشق ضرور پایا جاتا ہے لیکن جہاں لفظوں کو ترتیب دے کر تقریر کرے وہاں عقل پائی جاتی ہے۔

اس بنا پر جس طرح مقرر کے زبردست دلائل اور پر زور خطابت اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ اس خاص مذہب سے وابستہ ہے اسی طرح آنکھوں سے گرنے والا آنسو کا ایک قطرہ دشمنوں کے خلاف اعلان جنگ کی طرح ہوتا ہے۔انگیزہ پیدائش مذہب،ص ۱۵۰

مقاصد کی تکمیل اور دشمن کی مغلوبیت کے لئے احساساتی پہلو ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں لہذا ان کو یکسر نظر انداز نہیں کر دینا چاہئے کیونکہ یہ بھی کسی انقلاب کی آہٹیں ہوا کرتے ہیں۔

۴۔گریہ تائیدیہ:

امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا ایک طرح سے ان کے قیام اور ان کے اہداف کی تائید ہے یہ گریہ عمیق ترین شعور و احساسات کو دشمنوں اور ستمگروں کے خلاف ابھارتا ہے جس کے معنی یہ ہیں: اے امام حسین علیہ السلام! آپ ہمارے قلب و جان اور احساسات کے گھروں میں موجود ہیں:

زندہ در قبر دل ما بدن کشتہ تو است
جان مائی و تورا قبر حقیقت دل است

یہ زبان حال شیعہ ہے جو ہر زمان و مکان میں تین ستونوں پر استوار ہے۔

ا۔ہمارا قلب اس مبداء ایمان کو تلاش کرتا ہے جس کے لئے امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے۔

۲۔ہمارے کان ان کی سیرت وگفتار کو سنتے ہیں۔

۳۔ہماری آنکھیں آنسو بہا کر کربلا کے دردناک واقعہ کو لوگوں کے دلوں پر نقش کرتی ہیں۔

اگر مذکورہ اسباب میں سے کسی ایک سبب کی وجہ سے گریہ ہوا تو یہ سو فی صد ایک سالم فطرت اور انسانی تقاضہ کے تحت عمل میں آیا ہے اس طرح کے گریہ میں کوئی حرج کی بات کیا بلکہ یہ تو امام حسین علیہ السلام کے قیام و انقلاب کے لئے بہت سے فوائد کا حامل بھی ہے۔

۵۔پیام آور اور رسوا گر گریہ:

ہر انسان جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی کیفیت شہادت سنتا ہے کہ وہ بھوکے پیاسے عورتوں اور بچوں کے سامنے جلتی ہوئی زمین پر شہید کر دیئے گئے تو بے اختیار اس کے قلب و دماغ میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پورے وجود سے

یزید کی پلیدی اور قساوت قلبی پر لعنت ملامت کرتا ہے۔

اسی طرح امام حسین علیہ السلام پر گریہ ہر زمان مکان میں ظلم اور ظالم کے خلاف ایک آواز اور ایک طرح کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور کبھی کبھی یہی گریہ دشمن کو کچلنے کا بہترین ذریعہ بن ہو جاتا ہے۔لہٰذ جہاں بھی گریہ بے رحم دشمنوں کی رسوائی کا سبب بنے اور الٰہی پیغام لوگوں تک پہنچ جائے تو اسے ایک قسم کا نہی عن المنکر دین کے راستے کو استوار کرنے اور ظلم وستم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں عملی قدم کہا جا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ گریہ کی چند قسمیں ہیں جیسے خوف خدا سے گریہ،شوق کا گریہ،محبت کا گرم و پیام آور گریہ وغیرہ اگر اس گریہ کا صحیح اور مناسب مقصد ہو تو یہ گریہ اپنی تمام قسموں میں سب سی زیادہ اچھا ہے۔

ہاں ایک گریہ مایوسی ،لاچاری ،عاجزی اور شکست کی وجہ سے ہوتا ہے جسے گریہ ذلت کہتے ہیں اور اس طرح کا گریہ ان عظیم ہستیوں سے بہت دور ہے اور اولیائے خدا اور اس کے آزاد بندے اس طرح کا گریہ کبھی نہیں کرتے۔

اسی طرح گریہ اور عزاداری کی دو قسم ہے مثبت اور منفی منفی گریہ قابل مذمت اور نقصان دہ ہے لیکن مثبت گریہ اپنے ساتھ بہت سے اصلاحی فوائد لئے ہوئے ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ گریہ کبھی کبھی نہی عن المنکر اور طاغوتیوں کے خلاف قیامت برپا کرنے اور جہاد کی صف میں کھڑے ہو کر جنگ کرنے کا سب سے اچھا اسلحہ ثابت ہوتا ہے۔

اسلام کے بعض دستور العمل میں سیاسی پہلو بھی لایا جاتا ہے، چنانچہ عزاداری کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ گریہ کرنے یہاں تک کہ رونے والوں جیسی صورت

بنانے (تباکی) میں ایک سیاسی پہلو پوشیدہ ہے، (جیسا کہ مناظرۂ نمبر ۸۱ میں آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کی اپنے او پر دس سال تک گریہ کرنے کی وصیت میں پڑھا۔)

ائمہ علیہم السلام واقعہ کربلا کے سبب عزاداری کے ضمن میں حق و باطل کے چہرہ کو بے نقاب کرنا چاہتے تھے اور لوگوں کو غفلت سے نکالنا چاہتے تھے،لہٰذا انھوں نے ہر موقع اور مناسبت سے واقعہ عاشورہ کو زندہ رکھا،یہاں تک کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

امام سجاد علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ لکھا تھا:

خزیٰ و شقی قاتل الحسین بن علی علیہ السلام۔ منتہی الآمال،ج ۲،ص ۳

حسین بن علی علیہ السلام کا قاتل ذلیل اور رسوا ہوا۔

حقیقتاً امام سجاد علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی پر اس جملہ کو صرف اس لئے کندہ کروا رکھا تھا کہ شہادت امام حسین علیہ السلام لوگوں کے دلوں میں تازہ دم ہوتی رہے اور لوگوں کی نظر جب بھی میری اس انگوٹھی پر پڑے تو انھیں بنی امیہ کے مظالم یاد آجائیں اور سیاسی لحاظ سے بیدار رہیں۔

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور گریہ دو طرح کا ہے۔مثبت و منفی،اب اس میں منفی اور قابل مذمت وہ گریہ ہے جو رونے والوں کے عجز و ناتوانی اور شکست کو ثابت کرے لیکن مثبت وہ گریہ ہے جو لوگوں کی عزت،شجاعت ،صلاحیت اور بیداری کا سبب بنے۔

بسمه سبحانه وبذکره ولیه

تکفیر

اخبرنا سیف بن عمر عن عبید اللہ بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ: اذا رأیتم تسبون أصحابی فقولوا لعنة اللہ علی شرکم ۔سنن ترمذی باب فی سب اصحاب ج ۵ ص ۳۵۹ حدیث ۳۹۶۸۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب دیکھو کہ لوگ میرے اصحاب کو برا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ لعنت ہو تمہارے اس شر پر۔ پھر اس کے فوراً بعد یہ منقول ہے ہے کہ هذا الحدیث المنکر لا نعرفه من حدیث ۔ یہ حدیث منکر ہے۔اس حدیث کا راوی "سیف بن عمر" ہے علم الرجال کے امام علامہ ذہبی نے اپنی مشہور کتاب میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: قال ابو داؤد لیس بشی۔۔۔قال ابن حبان اتهم بالزندقة، وقال ابن عدی حدیثه منکر۔۔۔و کان سیف یضع الحدیث۔ابوداؤد نے کہا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ابن حبان نے کہا: اسے زندیق کہا گیا ہے ابن عدی نے کہا کے اس کی عام حدیثیں منکر ہوتی ہیں۔سیف بن عمر حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔

حدثنا أبو بکر بن إسحاق الفقیه، أنبأ موسی بن إسحاق القاضي، ثنا أبو بکر بن أبي شیبة، ثنا أبو أسامة، ووکیع، عن هشام بن عروة، عن أبیه، عن

عائشة رضي الله عنها، (لیغیظ بهم الکفار (1)) قالت: أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، أمروا بالاستغفار لهم فسبوهم هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه: مستدرک الحاکم ج ۸ ص ۹۶ ۳ تفسیر الدرّ المنثور سوره فتح ج ۶ ص ۸۳: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۳۔ ازالة الخفا جلد دوم ص ۱ ۵ ۹ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جہاں اصحاب رسولؐ کے لئے مغفرت چاہنے کا حکم دیا تھا وہاں لوگ اصحاب کو گالیاں دیتے ہیں۔لوگ اصحاب رسول کو گالیوں کا مستحق جانتے تھے مزید یہ کے یہاں برات یا لعنت نہیں گالیاں فسبوهم لفظ ہے۔اور یہ گالیاں دینے والے کون تھے کیا وہ اصحاب رسولؐ نہیں تھے؟ معاویة امرنی ان العن علیا۔معاویہ نے مجھے یہ حکم دیا تھا میں حضرت علیؑ پر لعنت کروں۔

مولانا مودودی اپنی معروف کتاب خلافت وملوکیت طبع ادارہ ترجمان القرآن لاہور ص ۱۷۴ میں لکھتے ہیں: ایک نہایت مکروہ بدعت معاویہ کے عہد میں خود اُن کے حکم سے اور تمام گورنر خطبوں میں بر سر منبر رسولؐ پر عین روضۂ نبویؐ کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں، شریعت درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خصوصاً جمعہ کے خطبے میں۔عمر ابن عبد العزیز نے اپنی خلافت میں اس کو بند کرایا۔الطبری ج ۴ ص ۱۸۴، البدایة والنہایة ج ۸ ص ۲۵۹، ابن الاثیر ج ۳ ص ۲۳۴۔

امام مالک نے لیغیظ بهم الکفار کی تفسیر رافضیوں کے کفر کی قرآنی دلیل دی بحوالہ تفسیر ابن کثیر سورۂ فتح۔

امام مالک:

امام مالک میں ناصبیت کا عنصر غالب تھا چنانچہ قاضی عیاض جو مالکی تھے اُن کے عقائد ونظریات پرتبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ: امام مالک کے مجلس درس میں کسی نے اُن سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا ابوبکر، اُس نے پوچھا پھر کون؟ مالک نے کہا عمر، اُس نے پوچھا پھر کون؟ انہوں نے جواب دیا مظلوم ومقتول عثمان۔(ترتیب المدارک وتقریب قاضی عیاض ص ۸۲)

دور جدید کے معروف مصری عالم ابوزہرہ فواد یونی ورسٹی قاہرہ میں لاء کالج کے فقہ طلبائے درجہ عالیہ کو اسلامی قانون پڑھاتے ہیں اس روایت پرتبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ **وقد جائت الاشارة الی ذلک فی احدی الروایات السابقة و ھو فی ھذا القول یضرب علی نغمة معاویه والامویین**۔ یعنی۔ گزشتہ روایت میں کسی ایک میں اس طرف اشارہ موجود ہے اس قول میں امام مالک، معاویہ اور امویوں کے ہمنوا ہیں، (مالک حیاۃ وعصرہ مطبوعی مصر ص ۸۵)

پھر مزید یہ لکھتے ہیں کے امام مالک نے علی رضی اللہ عنہ کی پوری قدر ومنزلت پہچانی نہیں۔ بعض معاصرین کا یہ خیال ہے کہ امام مالک نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے احادیث روایات نہیں کی ہیں۔ حتی کے اِن پر یہ اتہام ہے کہ اس کا اسبب اُن کی اموی فکر تھی، (مالک حیاتہ وعصرہ مطبع مصر)

ابوحنیفہ:

امام شافعی نے بیان کیا ہے امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ابوحنیفہ کو

دیکھا ہے؟ تو امام مالک نے کہا ہاں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے اگر وہ تجھ سے اس ستون کے متعلق بحث کرے تو اپنی حجت سے اسے سونے کا ثابت کردے۔ ابوحنیفہ قیاس کے امام تھے۔ ابوحنیفہ کی وفات ۱۵۰ ھ میں ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۴۵۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق ص ۳۴۸ میں قیاس کے زیرعنوان تحریر فرماتے ہیں کہ ''ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل سب قیاس کے قائل ہوئے ہیں اور ان کے مسائل کا ایک بڑا ماخذ قیاس ہے، لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہیں۔ ابن حزم، داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔ قیاس کا وجود نہ تھا''۔ علامہ موصوف نے اس کے لئے مسند دارمی، ص ۳۲ کا حوالہ دیا ہے۔

''محبوب سبحانی غوث اعظم دستگیر پیران پیر'' عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب غُنیۃ الطالبین کے ص ۱۸۱'' میں فرمایا رسولُ اکرم نے سب سے بُرے اور بڑی بلا کے وہ فرقے ہوں گے جو دین کے کاموں میں اپنے قیاس اور عقل سے کام لیں گے۔ حرام کو حلال، حلال کو حرام بنائیں گے''۔

قال جعفر بن محمد الصادق: لعله الذي يقيس الدين برايه؟۔ فقال له ابو حنيفة: نعم أنا ذلک أصلحک الله، فقال له جعفر: اتق الله ولا تقس الدين

برأيک فإن أول من قاس برأيه اِبليس اِذ قال: أنا خير منه فاخطأ بقياسه فضل۔۔۔۔اتق یاعبدالله! ولا تقس الدين برأيک فإنا نقف غدا ومن خالفنا بين يدي الله فنقول قال الله وقال رسول الله وتقول أنت وأصحابک: سمعنا ورأينا فيفعل الله بنا وبكم ما يشاء۔ حياة الحيوان الكبرى تاليف الدميری متوفی ۸۰۸ھ جلد اول ص ۴۴۹ باب الظاء المعجمة تحت الظبي؛ طبع دار الاحياء التراث العربي بيروت لبنان۔

امام جعفرؑ صادقؑ نے ابوحنیفہ کی سخت مذمت کی اور کہا: کہ اللہ سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کرو، اس لئے کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جبکہ اُس نے یہ کہا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں پس اس قول سے اُس نے قیاس کیا اور گمراہ ہوا اس کے بعد امام جعفر صادقؑ نے ابوحنیفہ سے چند سوال کئے جس کا جواب سے دینے سے وہ قاصر رہے۔ ختم کلام پر امام جعفرؑ صادق نے فرمایا: اے بندۂ خدا! اللہ سے ڈر اور دین میں اپنی رائے سے قیاس مت کر۔ بلا شبہ ہم اور ہمارے مخالفین کل اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پس ہم کہیں گے کہ اللہ اور رسولؐ نے جو کہا ہم نے اس کے مطابق احکام بتلائے اور تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے ہم نے سنا اور اپنے سے رائے دی۔ حیاۃ الحیوان الدمیری (اردو) ج ۲ ص ۴۱۹ باب الظاء المعجمة، الظبی طبع ادارۂ اسلامیات لاہور پاکستان۔۔تاریخ ابن خلکان المعروف وفيات الاعيان وابناء الزمان جلد ا ص ۲۳۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

ثم اخرج عن سليمان بن حسّان الحلبی، قال: سمعت الاوزاعی ما

لا أحصيه يقول عمد أبو حنيفة إلى عرى الاسلام فنقضها عروة عروة. ثمّ أخرج عن سلمة بن كلثوم، وكان من العابدين، قال: قال الاوزاعی لمّامات أبو حنيفة: قال ابو حنيفة الحمد لله إن كان لينقض الاسلام عروة عروة. ثمّ أخرج عن ابن مهدی، قال: كنت عند سفيان الثوری إذ جاء نعی أبی حنيفة، فقال: الحمد لله الذی أراح المسلمين منه، لقد كان ينقض عرى الاسلام عروة عروة، ما ولد فی الاسلام مولود أشأم علی الاسلام منه۔ سلیمان بن حسان الحلبی کہتے ہیں کہ میں سفیان ثوری کی خدمت میں تھا کہ ابوحنیفہ کی خبر موت سنی گئی تو سفیان ثوری نے کہا: الحمد للہ اور کہا: یہ اسلام کے حبل المتین کو توڑتا تھا اور اسلام میں اس سے زیادہ بدنام کوئی پیدا نہیں ہوا۔

تاریخ بغداد: ۴۱۳ ج ۱۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت؛ تاريخ صغير بخاری ج ۲ ص ۹۳ أبی عبدالله محمد بن اسمعيل بخاری متوفی ۲۲۶ھ؛ الكامل عبدالله بن عدی ج ۷ ص ۸۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری متوفی ۲۳۰ھ اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں ایک مقام پر تابعین کے پانچویں طبقہ میں جلد ششم ص ۳۹۰ پر اور مکرر جلد ہفتم ص ۳۴۱ میں بغداد کے محدثین کے طبقہ میں ابوحنیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

عبدالقادر جیلانی جن کو عقیدت مند محبوب سبحانی اور غوث اعظم، دستگیر اور نا معلوم کیا کیا مانتے ہیں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۲ پر "تہتر

فرقوں کا بیان'' کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ''اصل میں یہ تہتر (۷۳) گروہ دس گروہ ہیں۔
(۱) اہل سنت (۲) خارجی (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجیہ (۶) مشبّہ (۷) بھمیہ (۸) ضراریہ (۹) بخاریہ (۱۰) کلابیہ۔ پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور خارجی فرقے میں ۱۵ فرقے ہیں اور معتزلہ میں ۶ فرقے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ میں ہیں اور ۳۲ فرقے شیعہ کے ہیں، جھیمیہ، بخاری، ضراریہ، کلابیہ۔

ہر ایک اُن میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مشبہہ کے ہیں۔ پس یہ سب ملا کر تہتر فرقے ہوئے جیسا کے رسولؐ اکرم نے اُنکی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ صرف ایک گروہ ہی نجات پانے والا ہے وہ ہے اہل سنت والجماعت کا''۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں عبد القادر جیلانی ''محبوب سبحانی، پیران پیر'' لکھتے ہیں کے مرجیہ فرقہ میں بارہ فرقے ہیں ''جھیمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، یونانیہ، بخاریہ،، غیلانیہ، شیلبیہ، حنفیہ، معاذیہ، مرسیہ، کرامیہ۔ اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ حنفیہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ یہ حنفیہ امام بوحنیفہ نعمان بن ثابت کے ماننے والے ہیں۔

چنانچہ بر بنائے تقسیم عبد القادر جیلانی:۔

(۱) حنفیہ فرقہ اہل سنت نہیں ہے۔ (۲) اور چونکہ صرف اہل سنت ہی جنتی ہیں اور نجات پانے والے ہیں لہذا حنفیہ فرقہ جنتی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر محمود مصری نے ایک مقالہ لکھا ''شیعہ اور سنی'' جو مصر میں ''مختار الاسلامی'' شمارہ ۹۰ طبع ۸ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ صفحہ ۳۱ میں تحریر کرتے ہیں۔

Imam Malik said that Abu Hanifa was the worst of people and that it would have been easier for him to raise his sword against Muslim.

الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد و مدینۃ الاسلام طبع ۱۴۱۷ھ دار العلمیۃ بیروت، جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۲ میں کہ ''امام مالک نے کہا کہ ابوحنیفہ کا فتنہ زیادہ نقصان دہ ہے بہ نسبت شیطان کے فتنہ کے''۔ كانت فتنة أبي حنيفة أضرّ على هذه الامّة من فتنة إبليس۔ تاريخ بغداد ۱۳: ۴۱۶ ط. دار الكتب العلمية بيروت۔

عن الامام مالک بن أنس، قال: ما ولد في الاسلام مولود أضرّ على أهل الاسلام من أبي حنيفة۔ تاريخ بغداد ۱۳: ۴۱۵ ط. دار الكتب العلمية بيروت.

''امام مالک نے کہا کہ اسلام کو ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے نقصان نہیں پہنچایا''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۸ ہے کہ ''امام شافعی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے بھی دین میں فساد نہیں کیا''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۱ میں امام شافعی کا قول کہ ''ابوحنیفہ کے فتوے مسلسل ایسے بدلتے ہیں جیسے گرگٹ کا رنگ''۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۴ پر ہے کہ ابن مبارک کہتے ہیں جو شخص ابوحنیفہ کی کتاب ''الحیل'' پڑھ لے تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کتاب الحیل شیطان کے سوا کوئی اور تشکیل دے سکتا ہو۔ وہ مجلس جس میں نبیؐ پر درود نہ بھیجا گیا ہو وہ ابوحنیفہ کی مجلس ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۰ پر ہے کہ ''امام شافعی کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ کے پیروکاروں کی ایک کتاب دیکھی جس میں ۱۳۰ ورق تھے اس میں سے ۸۰ ورق قرآن اور سنت کے خلاف تھے''۔

امام شافعی:

مشہور حنفی عالم اور شام کے حاکم شرف الدین عیسیٰ ابی بکر متوفی ۶۲۴ھ انہوں نے کتاب ''الجامع الکبیر'' جیسی کتاب کی ضخیم شرح تحریر کی۔ انہوں نے شافعی مسلک ترک کر کے حنفی مذہب اختیار کرلیا۔ ایک دن اُس کے باپ نے اُس سے پوچھا: کہ تمہارا سارا خاندان شافعی ہے تم حنفی کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اترغبون عن اتکون فیکم رجل واحد مسلم۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میں ایک مرد مسلمان ہو جائے۔ الفوائد البهيه طبع لکھنؤ ص ۶۲۔ اس بات سے واضح ہوا کہ شافعی تمام غیر مسلم ہیں۔ عالم دین فقیہ وقت محمد بن موسیٰ متوفی ۵۰۶ھ نے شافعی مذہب کے لوگوں سے متعلق یہ اظہار کیا: لو کان امر احزت الجزية من الشافعة۔ میزان الاعتدال ج ۲۴ ص ۵۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۲۴۹ حاشیہ ۳ طبع بیروت۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے لاینبغی للحنفی ان یزوج بنته من شافعی المذهب ولکن یتزوج منهم۔ کسی حنفی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی شافعی سے کرے لیکن حنفی مرد شافعی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔ بزازیہ برحاشیہ الفتاوی الهندیہ ج ۴ ص ۱۱۲ طبع کوئٹہ۔ مطلب یہ کہ جس طرح یہود و نصاریٰ اہل کتاب سے نکاح جائز (اہل سنت کے ہاں) مگر مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب سے حرام ہے۔ شیخ ابو حاتم کا قول

ہے کہ من لم یکن حنبلیا فلیس بمسلم۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۶۲۴، اسی کتاب کی جلد ۱۸ ص ۵۰۸؛ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۱۸۷۔

حنبلیوں نے شہر مرو میں شافعیوں کی مسجد جلا ڈالی اور کئی جانیں تلف ہوئیں بازار جلا دئے گئے، مدرسوں کو آگ لگا دی گئی کثرت سے شافعی مارے گئے۔ مراۃ الجنان ج ۳ ص ۳۰۷ طبع حیدرآباد دکن، البدایۃ والنهایۃ ج ۱۱ ص ۱۶۲؛ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ ص ۲۱۳۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی مشہور تصنیف الدرر الکامنہ (ج ۱ ص ۱۴۴۔۱۶۰) میں ابن تیمیہ کے بارے میں یہ تحریر فرماتے ہیں: انھوں نے اپنے بارے میں یہ خیال کرلیا تھا کہ وہ مجتہد ہیں لہذا چھوٹے، بڑے قدیم وجدید سب ہی علماء پر رد و قدح کرنے لگے تھے حتیٰ کہ وہ حضرت عمر تک بھی پہونچ گئے اور بعض امور میں اُن کو خطا کار قرار دیا، حضرت علیؑ کے بارے میں کہا کہ آپؑ نے سترہ امور میں غلطی کی، نص کتاب اللہ کی مخالفت کی (معاذ اللہ) مذہب حنابلہ کے لئے متعصب تھا ابن تیمیہ مذہب اشاعرہ کی بھی توہین کرتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے امام غزالی کو بھی بُرا بھلا کہہ دیا کچھ لوگوں کو اس قدر ناگوار گذرا کہ اُن کے قتل کے درپے ہو گئے تھے۔ آگے ابن حجر لکھتے ہیں: ابن تیمیہ کی اس قدر مذمت کی کہ لکھا کہ: حضرت علیؑ جہاں گئے بے یار و مددگار ہی رہے، اُنہوں نے (معاذ اللہ) ریاست وحکومت کے لئے لڑائی کی تھی نہ کہ دین کے لئے، حضرت عثمان مال کی محبت رکھتے تھے اور حضرت ابوبکر بڑی عمر میں اسلام لائے تھے جو کچھ کہتے وہ خود سمجھتے نہیں تھے'' ابوبکر اسلم شیخا (لا) یدری ما یقول، و علی علیه السلام اسلم صبیا لا یصح اسلامه۔ اور حضرت علیؑ بچپن میں اسلام لائے اُن کا اسلام (معاذ اللہ) صحیح نہیں۔ کتاب

ابن تیمیہ منہاج السنۃ النبویہ ج ۱ ص ۶۰۔۶۱۔

شاہ عبد العزیز کتاب فتاویٰ عزیزی کامل مطبع ایچ ایم سعید کراچی ص ۲۴۷۔ ۲۴۸ لکھتے ہیں: ابن تیمیہ کا کلام جو کہ منہاج السنہ وغیر کتابوں میں ہے اُس کے بعض کلام سے وحشت ہوتی ہے۔ خصوصاً اُن اُمور سے زیادہ وحشت ہوتی ہے کہ اُس نے اہل بیتؑ کے حق میں تفریط کی ہے اور انحضرت ﷺ کی زیارت سے منع کیا اور صوفیائے کرام کی تحقیر کی، اس کے زمانے میں شام ومغرب اور مصر کے علماء کرام نے اس کے کلام کی رد کی۔

اس کے کلام کو علماء اہلسنت نے رد کیا۔

ابن تیمیہ نے امام غزالی اور امام الحرمین کو یہودی ونصاریٰ سے بڑھ کر کافر قرار دیا۔

ملاحظہ ہو: موافقہ المعقل لابن تیمیہ (انوار الباری شرح بخاری ج ۱۱ ص ۲۳۹ طبع ملتان پاکستان)

احمد ابن حجر مکی اپنی کتاب الجواھر المنظم میں اور علامہ تقی الدین الحصنی نے "دفع الشبہ" میں ابن تیمیہ کو گمراہ کہا ہے۔ معارف السنن ج ۳ ص ۳۳۱۔

تمام مذاہب نے جمع ہو کر ابن تیمیہ کے عقائد کی وجہ سے یہ اعلان کیا کہ: ثم نودی بدمشق و غیرھا من کان علی عقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ و دمہ مراۃ الجنان امام یافعی ج ۲ ص ۶۳۳، ج ۴ ص ۲۴۰ طبع حیدر آباد دکن۔ جو شخص بھی ابن تیمیہ کے دین پر ہے اُس کی جان اور مال مباح ہے (یعنی یہ لوگ کافر ہیں اور ان سے اِن ہی جیسا برتاؤ کیا جانا چاہیے)۔

علامہ شیخ ابو بکر المقری متوفی ۷۶۴ھ کا یہ اعلان عام تھا کہ تمام حنبلی مذہب والے

••

کافر ہیں۔ شذرات الذہب ج ۳ ص ۳۵۳ بیروت۔

طبقات الشافعیہ۔ امام سبکی ج ۴ ص ۲۳۴ شافعی اور حنبلیوں میں بہت بڑا فساد ہوا اور بہت سارے لوگ قتل کیے گئے، حنبلیوں نے محمد بن محمد ابو منصور الفقیہ متوفی ۵۶۷ کو حنبلیوں نے محض تعصب کی بنا پر زہر دے کر مار ڈالا۔ تاریخ کامل ج ۱۱ ص ۳۷۶ مراۃ الجنان ج ۳ ص ۳۸۲

قاضی حارث بن مسکین مالکی نے مصر میں یہ حکم جاری کیا تھا کہ حنفیوں اور شافعیوں کو مسجد سے نکال دیا جائے اور اُن کے مصلے چھین لیے جائیں، بیت الحرام کعبہ میں الگ الگ مصلے تھے لوگ الگ الگ نماز ادا کرتے تھے یہ ۸۰۱ھ سے تھا اس کو سعودی وہابیوں نے ۱۳۶۲ھ صرف ۷۰ سال قبل ختم کیا۔

محمد بن عبد الوہاب کے ماننے والے دیگر مسلمانوں کے نزدیک خارجی نظریہ کے حامل ہیں۔ علامہ ابن عابدین ردمختار معروف فتاویٰ شامی لکھتے ہیں ج ۳ ص ۴۲۷ ۔نجدی کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں جو اُن کا جیسا عقیدہ رکھتے ہیں جو بھی اُن کے عقیدہ کا مخالف ہے وہ مشرک ہے (خالف اعتقادھم مشرکون واسبحاوا بذالک قتل اھل السنۃ و قتل علماءھم)۔ اور انہوں نے اہل سنت اور اُن کے علماء کا قتل مباح قرار دیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک تمام بریلوی سُنی گمراہ اور مشرک، (کنزالایمان پر پابندی کیوں؟ ص ۳ طبع ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد، آج انٹرنیٹ پر U Tube یوٹیوب پر تلاش فرمائیں تو ایک تماشہ نظر آئے گا۔

••

deobandi vs ahl-e-hadeeth

http://www.youtube.com/results?search_query=deobandi&aq=f

http://www.youtube.com/watch?v=t_FMeCA42W4

بریلوی سنی حضرات کے نزدیک دیوبندی کافر اور مرتد ہیں۔

Ahmad Raza Khan Kafir - Barelvi Ullama K Fatwa

http://www.youtube.com/results?search_query=Barelvi+kafir

اُن کا قول ہے کہ دیوبندی وغیرہ کے بارے میں کہ نہ اُن کی نماز، نماز ہے اور نہ اُن کے پیچھے نماز جائز ہے، بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ ملے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے۔

فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۱۹۱۔ وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد، مسجد ہے یا نہیں؟ اُس کے جواب میں ہے کہ کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (ملفوضات حصہ اول ص ۹۵ طبع حسنی پریس دہلی)

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

اسرائلیات

جہاں شیعوں پر بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں وہیں یہ بھی الزام ہے کہ: یہود اور روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش سے اُمت مسلمہ بدعات و خرافات میں کھوگئی ہے کہ اسلام جس کی رات بھی دن کی مانند تابندہ درخشندہ ہے اس کی صحیح و سچی تعلیمات بدعتوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں چھپ کر رہ گئی ہیں بدعتوں کا ایسا سیاہ غلاف چڑھا دیا گیا ہے جس میں اسلام کا صحیح چہرہ نظر نہیں آتا ہے"۔ حقیقت ملاحظہ ہو:-

ذونواس یہودی نے بعض قطعات حجاز و عرب کے فتح کر کے بکثرت عرب قبائل کو یہودی بنالیا تھا حتّٰی کے بنی تیم (حضرت ابوبکر کا قبیلہ) اور بنی عدی (حضرت عمر کا قبیلہ) اور بنی اُمیہ تک یہودی ہو گئے تھے (تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ طبری جلد اول حالات "اصحاب الاخدود")۔ اسی وجہ سے اصحاب کو یہودیت سے رغبت و الفت ہوگئی تھی اس لئے قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنو لا تتخذو الیہود و النصارٰی اولیا (سورہ المائدہ آیت ۵۱۔ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو سرپرست مت بناؤ ان میں سے بعض دوست ہیں بعض کے اور تم میں سے جو کوئی دوست رکھے گا تو وہ بیشک اُن

میں سے ہوگا بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر کو میلان و رغبت توریت سے ہوگئی تھی اسی لئے انہی لوگوں حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبقات الکبیر ج ۳ ص ۲۷۰؛ تاریخ ابن عساکر ج ۴۴ ص ۵۱؛ أسد الغابۃ ج ۴ ص ۵۷؛ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۶۷۔

حدثنا أبو يحيى الرازي،حدثنا سهل بن عثمان،حدثنا علي بن مسهر، عن داود عن الشعبي، قال قال عمر بن الخطاب: كنت آتي اليهود عند دراستهم التوراة فأعجب من موافقةالتوراة للقرآن وموافقة القرآن للتوراةهداية الحياري في أجوبة اليهود والنصارىٰ ج ۱ ص ۷۷ عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں یہودیوں کے ہاں جاتا تھا جب کہ اُن کے ہاں درسِ تورات ہوتی تھی۔

حدثنا أبو يحيى الرازي،حدثنا سهل بن عثمان،حدثنا علي بن مسهر، عن داود عن الشعبي، قال قال عمر بن الخطاب: كنت آتي اليهود عند دراستهم التوراةفأعجب من موافقة التوراة للقرآن وموافقة القرآن للتوراة

یہی مضمون ہے کہ میں یہودیوں کے ہاں جاتا تھا جب کے اُن کے ہاں درس تورات ہوتی تھی اور تعجب کرتا تھا کہ قران اور تورات میں کتنی موافقات ہیں۔

ثم حدث فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم فقالوا: ما من أصحابک أحد أكرم علينا منک لأنک تأتينا . قلت: وما ذاک إلا أني أعجب من كتب الله كيف يصدق بعضها بعضاً، كيف تصدق التوراة الفرقان والفرقان التوراة ـ قلت: والله يا رسول الله ما قمت من عند اليهود إلا إليک

لأخبرک بما قالوا لي، وقلت لهم فوجدت الله قد سبقني الدر المنثور ج ۱ ص ۱۱۶۷ (عربي)-)اردو) ج ۱ ص ۲۵۴ تفسير طبري ج ۲ ص ۳۸۲

میں یہودیوں کے ہاں جاتا تھا جب کہ وہ تورات کا درس ہوتا تھا اور مجھے اس پر تعجب ہوتا تھا کیسے تورات قران کی تصدیق کرتا اور قران تورات کی تصدیق کرتا ہے۔

جب میں نے ایک دن آ کر رسول اللہ کو بتلایا کہ میں وہاں سے اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتلاؤں جو بات میں نے وہاں سُنی ہے اور رسول اللہ نے میرے کہنے سے قبل مجھے وہ سب باتیں سُنا دیں۔ اور تعجب ہوا کہ اللہ نے اپنے نبی کو آگاہ فرمادیا۔

حدثنا أبو يحيى الرازي، حدثنا سهل بن عثمان، حدثنا علي بن مسهر، عن داود عن الشعبي، قال قال عمر بن الخطاب: كنت آتي اليهود عند دراستهم التوراة أعجب من موافقة التوراة للقرآن وموافقة القرآن للتوراةثم حدث فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم فقالوا : ما من أصحابک أحد أكرم علينا منک لأنک تأتينا. قلت : وما ذاک إلا أني أعجب من كتب الله كيف يصدق بعضها بعضاً، كيف تصدق التوراة الفرقان والفرقان التوراة، فمر النبي صلى الله عليه وسلم يوماً وأنا أكلمهم فقلت : أنشدكم بالله وما تقرأون من كتابه، أتعلمون أنه رسول الله؟قالوا : نعم . فقلت : هلكتم والله، تعلمون أنه رسول الله ثم لا تتبعونه؟ فقالوا : لم نهلک ولكن سألناه من يأتيه بنبوّته فقال: عدوّنا جبريل، لأنه ينزل بالغلظة والشدة والحرب والهلاک ونحو هذا، فقلت فمن سلمكم من الملائكة؟ فقالوا : ميكائيل ينزل بالقطر

والرحمة وكذا. قلت: وكيف منزلتهما من ربهما؟ فقالوا: أحدهما عن يمينه والآخر من الجانب الآخر. قلت: فإنه لا يحل لجبريل أن يعادي ميكائيل، ولا يحل لميكائيل أن يسالم عدوّ جبريل، وإني أشهد أنهما وربهما سلم لمن سالموا وحرب لمن حاربوا، ثم أتيت النبي صلى الله عليه وسلم وأنا أريد أن أخبره، فلما لقيته قال: ألا أخبرك بآيات أنزلت عليّ؟ قلت: بلى يا رسول الله فقرأ (من كان عدوا لجبريل) حتى بلغ (الكافرين) قلت: والله يا رسول الله ما قمت من عند اليهود إلا إليك لأخبرك بما قالوا لي، وقلت لهم فوجدت الله قد سبقني . صحيح الإسناد ولكن الشعبي لم يدرك عمر .«الدر المنثور ج ٦ ص ٣٦٧ تفسير ابن كثير ج ٣ ص ٢٦٨٧ سورة يوسف

مسند احمد سے ایک حدیث کہ عمر ابن خطاب کو کسی اہل کتاب سے ایک کتاب ہاتھ لگی وہ اسے لے کر رسول اکرم کے پاس آئے اور آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے لگے آپ سخت غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے خطاب کے بیٹے! کیا تو بہک گیا؟۔ اُس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ایک روشن دلیل لے کر آیا ہوں۔ اگر آج موسیٰ ہوتے تو بجز میری تابعداری کو اُن کو بھی نجات نہ ہوتی۔ دوسری روایت ہے کہ فرمایا حضرت عمر نے کہ: بنو قریظہ قبیلہ کے میرے دوست نے تورات میں سے چند باتیں لکھ دیں تا کہ میں آپ (آنحضرت) کو سناؤں۔ یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا یہ دیکھ کر عبداللہ بن ثابت نے کہا اے عمر! تو دیکھ نہیں رہا ہے آنحضرت ؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپؐ انحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ؐ کی

جان ہے اگر تم میں موسیٰ ہوتے اور تم اُن کی پیروی کرتے یقیناً تم سب گمراہ ہو جاتے۔

عمر ابن خطاب کہتے ہیں میں نے جا کر اہل کتاب کی ایک کتاب لی پھر اُسے چمڑے میں لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے پوچھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ میں نے کہا ایک کتاب ہے اہل کتاب کی اس لئے لکھ کر لے آیا ہوں تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو۔ اس پر آپؐ اس قدر غضبناک ہوئے کہ آپ نے لوگوں کو جمع ہونے کا اعلان کروایا۔ فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر تم میں موسیٰ ہوتے اور تم اُن کی پیروی کرتے یقیناً تم سب گمراہ ہو جاتے۔ پس لوگ ہتھیار لگا کر آئے تا کہ جس نے رسول ؐ کو ناراض کیا ہے اُس کی خبر لیں۔ اور منبر نبی کے قریب ہتھیار باندھ کر بیٹھ گئے۔ جب سب بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا میں نے جامع کلمات لے کر آیا ہوں۔ میں دین کی باتیں واضح اور روشن لے آیا ہوں۔ خبردار تم بہک نہ جانا۔ یہ سُن کر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور اللہ اور رسول کے اور اس کے دین سے راضی ہوئے۔

عمر ابن خطاب فرماتے ہیں کہ میں خیبر گیا تھا وہاں کے ایک یہودی کی باتیں مجھے بہت پسند آئیں میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ اُن باتوں کو لکھ دے۔ چنانچہ میں وہ کتاب لے کر خوشی خوشی چلا آیا اور رسول اللہ کے سامنے وہ پڑھنے لگا۔ جب میں سر اُٹھا تو دیکھا آپ کو غضبناک پایا۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق'' صفحہ ۳۷۳ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور میں لکھتے ہیں:

یہ امر بھی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہودیوں کے ہاں جس دن درس توریت

ہوا کرتا تھا، حضرت عمرؓ اکثر شریک ہوتے تھے اور اُن کا بیان ہے کہ میں یہودیوں کے دن اُن کے ہاں جایا کرتا تھا۔ چنانچہ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں ہم تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم، حضرت عمر نے کہا: میں یہودیوں کے پاس اُن کے درس کے دن جاتا تھا۔ تفسیر الدر المنثور جلد ا ص ۹۰۔ (کنز العمال بروایت بیہقی وغیرہ جلد اول صفحہ ۲۳۳)

چنانچہ جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۱۰۸

امام احمد، ابن خزیمہ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ نے ذکر کیا کہ عویم بن ساعدہ انصاری نے بیان کیا کہ سول اللہ ﷺ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اُن کے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے رسول اللہ ﷺ اُن سے اُس طہارت کے بارے میں پوچھا کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف فرمائی؟ تو اُنہوں نے عرض کی: ہم بخدا یا رسول اللہ کچھ بھی نہیں جانتے سوائے اس کے کہ ہمارے پڑوس میں یہودی رہتے ہیں اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرم گاہوں کو پانی سے دھوتے ہیں۔ پس ہم بھی اُن ہی کی طرح دھوتے ہیں۔

یہ یاد رہے تنزیل کے حساب سورہ برات آخری سورہ ہے: آخر سورة نزلت كاملة برائة۔ صحیح بخاری ج۵ ص ۱۱۵ یفسیر جامع البیان طبری ج۶ ص ۵۶، تفسیر در المنثور ج ۲ ص ۲۵۱ اس روایت سے یہی نتیجہ اخذ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ اور نہ صحابہ کرام کو آخر زمانے تک پانی سے طہارت کا علم نہیں تھا، اسی لئے

بالخصوص مسجد قبا کے اطراف رہنے والوں کی تعریف مذکور ہوئی اور طہارت پانی سے کرنا مسلمانوں نے یہودیوں سے سیکھا۔ نہ تو اللہ کو ہی (معاذ اللہ) طہارت کا خیال ہوا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی۔ (معاذ اللہ)

عبد اللہ بن سلام بن حارث یہودی تھے اُن کا تعلق یثرب کے یہودی قبیلے بنو قینقاع سے تھا۔ بعد ہجرت نبی کریم ﷺ اسلام لائے اور مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے انہوں نے بعد وفات رسول ﷺ اسلامی روایات کے لباس میں یہودیت کو خوب پھیلایا۔

اسلامی شریعت میں یہودی تحریفات اور مسخ روایات کو شامل کرنے کی انتہائی کوشش کی ان کی وفات ۴۳ھ میں معاویہ کے دور حکومت میں ہوئی۔

محمود ابوریہ جو عصر حاضر کے علماء مصر سے ہیں اور محقق عالم دین مانے جاتے ہیں اپنی کتاب "اضواء علی السنة المحمدیه اور دفاع من الحدیث ص ۱۴۵ طبع دار المعارف مصر بعنوان الاسرائیلات فی الحدیث میں لکھتے ہیں: جب دعوت اسلام کی طاقت و شوکت میں اضافہ ہوگیا اور اُس کے سامنے ہر قوت مغلوب ہوگی تو مخالفین اسلام کے لئے کوئی چارہ نظر آیا سوائے اس کے نہ رہ گیا کہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے اسلام میں مختلف عقائد کو داخل کریں۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون نے لکھا کہ تفاسیر میں ہر طرح کی مقبول اور غیر مقبول روایات علمائے یہود کعب الاحبار و وہب بن منبہ اور عبد للہ بن سلام وغیرہ جیسے لوگوں سے روایات لی گئیں۔ چنانچہ تفسیر اُن کے منقولات سے بھر گئی۔ مقدمہ ابن خلدون ج ا ص ۴۳۹ تا ۴۴۰۔ اور تفسیر المنار ج ۹ ص ۲۱ طبع دار المنار مصر۔ اور ڈاکٹر احمد امین المصری ضحی الاسلام ج ۲ ص ۱۳۹ الفصل الرابع الحدیث والتفسیر

بیروت میں تحریر فرماتے ہیں: بعض صحابہ کرام، وہب بن منبہ، کعب الاحبار اور عبداللہ بن سلام سے روایات اخذ کرتے رہے اس لئے کہ ان کے ہاں تورات، انجیل کے شوارحات موجود تھے۔ ان کے سبب کے بنیاد پر ان سب یہودی علماء (وہب بن منبہ، کعب الاحبار اور عبداللہ بن سلام) نے غلط اور متروک روایات کی خوب نشر و اشاعت جاری رکھی۔ کبھی یہ کہتے کہ یہ اُن کی کتابوں میں ہے اور کبھی یہ دعویٰ کرتے کہ یہ باتیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنی ہیں، حالانکہ درحقیقت یہ اُن کی من گھڑت باتیں تھیں۔ صحابہ ان یہودیوں کے اقوال میں سے سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے سے قاصر تھے اس لئے کہ وہ عبرانی زبان سے واقف نہیں تھے۔ اس طرح صحابہ اور تابعین نے فریب کاروں سے بغیر تنقید اور تحقیق کے اُن تمام روایات کو قبول کرلیا اس بھروسے پر کہ وہ قابل اعتماد ہیں۔

کعب الاحبار اس کا مکمل نام کعب بن متع حمیری ہے اور کعب الاحبار یا کعب الحبر کے لقب سے مشہور یمن کا رہنے والا تھا یہودی مذہب کا ممتاز عالم تھا۔ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں اسلام لایا اور حضرت عمر کی شفقتوں کی بدولت مدینہ ہی میں رہنے لگا اور حضرت عثمان کے دور میں وہ شام میں مقیم ہوگیا اس لئے کہ ایک تو یہ معاویہ کی شفقتیں حاصل تھیں اور دوسرے یہ کہ یہاں یہود و نصاریٰ کثیر تعداد میں تھے۔ حمص جو ناصبیت کا مرکز تھا رہائش پذیر ہوا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ بنی اُمیہ زیر سر پرستی اسلامیات کے خلاف کام کریں۔

چنانچہ اپنے سابقہ ہم وطن ابو ہریرہ کی اکثر احادیث کا ذریعہ یہی کعب الاحبار ہیں۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ ابو ہریرہ کعب الاحبار سے روایت کرتے تھے: فحدثت

به کعبا (یعنی کعب الاحبار) تحفة الاحوضی المبارکپوری ج ٦ ص ١٠٢؛ تهذيب الكمال المزی ج ٢٤ ص ١٩٤ کے حاشیہ اور تهذيب التهذيب ابن حجر عسقلانی ج ٨ ص ٢٩٤؛ الاصابة ج ٥ ص ٤٨٤۔ تاریخ طبری ج ١ ص ١٨٦ ابو ہریرہ کی اکثر احادیث کا ذریعہ یہی کعب الاحبار ہیں اکثر روایات میں یہ عن ابو هريرة عن كعب الاحبار ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے کعب الاحبار کا یہ قول ملتا ہے کہ: مارأيت لم يقرء التواراة اعلم بما فيها من ابى هريرة۔ میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے توریت پڑھے بغیر اس کا مطلب کا علم ابو ہریرہ سے زیادہ حاصل کرلیا ہو۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ١ ص ٣٦

یہ یہودی عالم اپنے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے جس حد تک ممکن ہوا خلفاء اور حکمرانوں کے دلوں میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر سے ملاقات کے دوران کعب الاحبار نے کہا: انا لنجدك فى كتاب الله على باب من ابواب جهنم تمنع الناس ان يقعوا فيها فاذامت لم يزلوا يقتمحون فيها الى يوم القيامة: یعنی ہم نے آپ (حضرت عمر) کے نام کو کتاب اللہ (توریت) میں دیکھا کہ آپ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اس میں جانے روک رہے ہیں لیکن آپ کی وفات کے بعد قیامت تک لوگ ہمیشہ دوزخ میں جاتے رہیں گے۔ الطبقات ابن سعد ج ٣ ص ٢٤٠ طبع بیروت۔ اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ یہ فضیلت نبی اکرم ﷺ کو ملی اور نہ حضرت ابوبکر کو کہ باوجود اعمال بد کے لوگوں کو جو جہنم کے مستحق تھے جہنم سے بچا رہے ہیں۔ اور پھر حضرت عمر کے مرنے کے بعد وہ دیوار جو جہنم

سے روک رہی تھی ہٹادی گئی۔

اسی طرح حضرت عمر، زخمی ہوئے تو کعب نے کہا: **لئن سال عمر ربه لیبقینه الله**: اگر عمر چاہیں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں تو اللہ اُن کو طویل حیات عطا کرے گا طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۳۲

تاریخ طبری حالات وفات حضرت عمر میں ہے کہ کعب الاحبار نے حضرت عمر سے کہا کہ اُن کا ذکر توریت میں ہے۔ ص ۳ ص ۲۳۱

کعب کی تعریف بزبان معاویہ: **ألا ان کعب الاحبار احد العلماء**۔ واضح رہے کہ کعب الاحبار علماء میں سے ایک ہے۔ الطبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۵۸ (عربی) بیروت۔

"حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔ قیاس کا وجود نہ تھا۔ (مسند دارمی صفحہ ۳۲)"۔

دور خلافت حضرت عثمان میں ایک دن حضرت عثمان نے: **فقال عثمان أترون بآسأ أن تا خذمالا من بیت المال المسلمین فقال کعب: لا بأس بذلک، فرفع ابو ذر ﷺ العصا فدفع بها فی صدر کعب قال: یا بن الیهودما أجراک علی القول فی دیننا**۔ حضرت عثمان نے سوال کیا کہ: کیا اس میں کوئی حرج ہے کہ ہم مسلمانوں کے بیت المال سے کچھ لے لیں اور اُس کو اپنے کاموں میں خرچ کریں؟ (personal use) کعب الاحبار نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابوذرؓ جو اس وقت موجود تھے اپنا عصا کعب کے سینہ پر رکھ کر ڈھکیلا اور کہا: تم کتنی لاپروائی سے ہمارے دین کے بارے میں فتوی دیتے ہو۔ مروج الذہب ج ۲ ص

۳۳۹ طبع بیروت ۱۹۶۵۔

غور طلب ہے کہ حضرت ابوذرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی موجودگی میں خلیفہ وقت فتوی لے رہے ہیں ایک چند برسوں کے بظاہر مسلمان سے۔ چنانچہ اس جرم میں حضرت ابوذرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو سزا کے طور پر معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک دن وہ معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی اثنا میں سورہ کہف کی آیت ۸۶ کی تلاوت کی گئی تو ابن عباس فرماتے ہیں انھوں نے اُس پر اعتراض کیا تو معاویہ نے اس سلسلہ میں عبداللہ بن عمر عاص سے تصدیق چاہی اُس نے معاویہ کی قرات کی تائید کی تو ابن عباسؓ نے فرمایا قرآن ہمارے گھر نازل ہوا ہے نہ کہ تمہارے گھر۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے معاویہ نے ایک شخص کو کعب الاحبار کے پاس بھیجا تا کہ تصدیق ہوسکے۔ تفسیر درالمنثور ج ۴ ص ۲۴۸

سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ یہودی احادیث، مسلم معاشرے اور تاریخ و تفسیر میں سرائت کرگئیں اور بدعتیں شروع ہوگئیں۔ **علامہ حافظ جلال الدین السیوطی** کتاب تاریخ الخلفاء طبع نفیس اکیڈی کراچی ص ۱۴۰ بعنوان "اولیت اور ایجادات حضرت عمرؓ"

هو اول من سن قیام شهر رمضان۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ماہ رمضان مبارک میں تراویح کی ایجاد کی۔

اس کا بدعت ہونا خود حضرت عمر نے فرمایا ہی یہ **نعمت البدعة** ہے۔ جناب شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۳۴۹

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ رمضان میں اور غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ۔ تیسیر الباری جلد دوم ص ۱۷۱ میں اس روایت کی تشریح علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔

اب جو لوگ رمضان کے مہینے میں ۲۰ رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعت تراویح کی خلفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی۔

هو اول من ضرب فی الخمر ثمانین حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں شراب پینے کی جو سزا پہلے تھی ۴۰ درے اس کو ۸۰ کر دیا۔ الفاروق۔ ۲۱۴

وهو اول من حرم المتعة۔ آپ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔

واول من نهی عن بيع أمهات الأولاد۔ اولاد والی کنیزوں کی خرید و فروخت کو منع کیا۔

هو أول من سمی امیر المؤمنین۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اپنے آپ کو امیر المؤمنین کہلوانے کا حکم دیا۔

واول من جمع الناس فی صلاة الجنایز علی أربع تکبیرات۔ نماز جنازہ میں صرف چار تکبیر کہنے کا حکم جاری کیا۔

واول من اعال الفرایض۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میراث میں عول کی صورت (تقسیم حصہ والوں کو تقسیم برابر نہ ہو سکے) رائج کی۔

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو

فرمایا: **یا عمر لا تبل قائما**۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ (مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶

ابو بکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: **کان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط اوحجر ولم يمسه ماء(المصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص ۴۷، کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسلہ ۲۷۲۳۶) قلت اجمع علی ذلک علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا علی الاستنجاء من الحائط اطبق علی علی تقلید العلماء**۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں (شاہ ولی اللہ محدث) کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶

حضرت عمر ابن خطاب تیمم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح مترجم": حضرت عمر کو جنب کے واسطے تیمم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جنب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ سنن ابی داؤد ص ۱۶۴

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

کیا شیخین قریشی تھے؟

شجرہ اباواجداد سرور کائنات
محمد مصطفی ﷺ

۱	مالک	
۲	فہر	
۳	غالب	
۴	لوی	
۵	کعب	← بن عدی......حضرت عمر بن خطاب
۶	مرہ	← بنی تیم......حضرت ابوبکر
۷	کلاب	
۸	قصی	← قریش
۹	عبدمناف (مغیرہ)	
۱۰	حضرت ہاشم علیہ السلام	
۱۱	حضرت عبدالمطلب علیہ السلام	← حضرت ابوطالب علیہ السلام
۱۲	حضرت عبداللہ علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام
۱۳	حضرت محمد صلی ﷺ	
۱۴	حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا	
۱۵	حضرت حسنین علیہما السلام	

قصی ہی کو قریش کا لقب دیا گیا تھا اسلئے کہ آپ ہی نے تمام اولادِ اسماعیل جو ہر طرف بس گئے تھے مکہ میں جمع کیا تھا۔ اس کے ثبوت میں سیر اور تاریخ کے حوالے آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ:-

النبیؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف (مغیرہ) بن قصی یہ ہی قریش ہیں اور دوسرا سلسلہ حسنین علیہما السلام بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہے۔

قُصَی نے قبیلہ قریش کے اُن لوگوں کو مکے بلایا جو دوسرے شہروں منتشر تھے اور اُن کے بارہ قبیلے بنادئے۔ چونکہ قُصی نے قریش کے اِدھر اُدھر کے بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا اس لئے اس کو 'مُجَمِّع' جمع کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ بعض مورخین نے اس طرح روایت کی ہے کہ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے قصی کو مجمع کا نام دیا۔ سیرت الحلبیہ (اردو) ج اول ص ۵۷۔

ایک قول یہ ہے کہ قصی قریش کو جمع کرنے والے ہیں اس لئے اس سے پہلے لوگوں میں کسی کی اولاد کو قریش نہیں کہا جاتا۔ مقصد یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کے متعلق یہ ثابت کریں کہ وہ قریش میں سے نہیں تھے۔ اس لئے ان دونوں حضرات کو امامت عظمیٰ یعنی خلافت پر کوئی حق نہیں تھا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان تھا امام یعنی قوم کا سردار ہمیشہ قریش سے ہونا چاہئے۔ سیرت الحلبیہ (اردو) ج اول ص ۴۷ (فتح الباری جلد ۶ ص ۲۸۸؛ طبقات ابن سعد (اردو) جلد اول ص ۹۲، عربی جلد اول ص ۶۹؛ طبری (اردو) جلد اول ص ۷۴، عربی جلد ۲ ص ۲۲ تا ۲۳؛ تیسیر الباری شرح صحیح البخاری باب مناقب قریش میں یہ مذکور ہے کہ قصی ہی پہلی مرتبہ قریش کے نام سے موسوم ہوئے؛ سیرۃ النبی اردو علامہ شبلی نعمانی جلد اول ص ۱۱۰ طبع الفیصل ناشران لاہور میں علامہ شبلی لکھتے ہیں: علامہ ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں لکھا ہے قریش کا لقب قصی ہی کو ملا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ قصی نے چونکہ خاندان کو جمع کر کے کعبہ کے آس پاس بسایا اس لئے ان کو قریش کہتے ہیں کیونکہ تقریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں اسی بنا پر اُن کو مجمع بھی کہتے تھے؛ تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۵۰۸ فصل ۲۸ میں قصی کو قریش

ابطح لکھا ہے۔

علامہ ابن عبدربہ جو قدیم نسب داں تھے لکھتے ہیں فجمعهم قصی بن کلاب فسموا قريشا۔ قصی بن کلاب نے جمع کیا عرب کو اسی وجہ سے وہ قریش کہے گئے۔

عقد فرید ج ۲ ص ۳۸

طبقات ابن سعد ج ا ص ۳۶ تا ۴۲ قصی نے لوگوں کو ایک جگہ منسلک کیا اس لئے قریش کہلائے گئے۔

تاریخ کامل ج ۲ ص ۱۰ علامہ ابن اثیر جزری: قيل لما جمعهم قصی قيل لهم قريش۔ کہتے ہیں کہ جب قصی نے عرب کو جمع کیا تب ان لوگوں کو قریش کہنے لگے۔

تاریخ طبری (عربی) ج ۲ ص ۱۸۸ لما نزل قصى الحرم و غلب عليه فعل افعالا جميلة فقيل له القرشي فهو اول من سمع به۔ جب قصی حرم (مکہ) میں آ کر مقیم ہوئے اور اس پر غالب ہوئے اور وہاں بڑے اچھے اچھے کام کئے تو سب لوگ ان کو قرشی کہنے لگے۔

فقال عبد الملك بن مروان ما سمعت هذا ولكن سمعت ان قصيا كان يقال له القرشي ولم تسمه قريش قبله۔ عبد الملک بن مروان نے جواب میں کہا کہ: میں آج تک یہ نہیں سنا بلکہ یہ سنتا آتا ہوں کہ قصی کو قرشی کہتے ہیں اور اُن کے پہلے کسی کا نام قریش ہوا ہی نہیں۔

اس سلسلہ میں دور رسالت پناہ ﷺ میں جو ایک واقعہ ہوا تھا قابل توجہ ہے:-

أخبرنا أبو البركات إسماعيل بن أبي سعيد الصوفي ببغداد ا

خبرنا روح ياسين بن سهل القاضي اخبرنا ابو الحسن رشأ بن نظيف بن ما شاء الله المقري أخبرني ابو عبد الوهاب بن جعفر بن علي الميداني حدثنا أبو سليمان محمد بن عبد الله بن زبر الربعي اخبرنا ابي ثنا عبد الكريم بن الهيثم بن العاقولي و أحمد بن السري بن سنان و هذا لفظ أحمد قالا حدثنا إسماعيل بن مهران السكوني حدثني أحمد بن محمد بن أبي نصر السكوني حدثني أبان بن عثمان الأحمر عن ابن تغلب عن عكرمة عن عبد الله بن عباس حدثني علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: لما أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بأن يعرض نفسه على القبائل من العرب خرج و أنا معه و أبو بكر رضي الله عنه فدفعنا إلى مجلس من مجالس العرب فتقدم أبو بكر وسلّم و كان ابو بكر مقدما فی کلّ خير و كان رجلاً نسابة فسلم فردوا عليه فقال: ممن القوم؟ قالوا: من ربيعة، قال و ایّ دبيعة انتم: آمن هامتها أم من لهازمها؟ قالوا: بل من هامتها العظمى، قال: و أي هامتها العظمى أنتم؟ قالوا: ذهل الأكبر، قال لهم ابو بكر أفمنكم عوف الذي كان يقال لا حر بوادي عوف؟ قالوا: لا، قال: أفمنكم الوفزان بن شريک قاتل الملوک و سالبها أنفسها؟ قالوا: لا، قال: أفمنكم المزدلف صاحب العمامة الفردة؟ قالوا: لا، قال: أفأنتم أخوال الملوک من كندة؟ قالوا: لا، قال: أفأنتم أصهار الملوک من لخم؟ قالوا: لا، قال: فلستم بذهل الأكبر بل أنتم من ذهل الأصغر، قال فوثب اليه منعم غلام يد عى دعفل بن حنظلة الذهلی حين نقل وجهه فاخذ بزمام ناقة ابی بكر و هو

نقول فقال:

إن على سائلنا أن نسألـه

والعبء لاثعرفه أوثحمله

يا هذا إنک سألتنا فلم نكتمک شيئاً، ونحن نريد ان نسائل فمن انتَ؟قال: رجل من قريش، قال: بخ بخ أهل الشرف والرئاسة! فمن أي قريش أنت؟قال: من تيم بن مرة، قال: أمكنت والله الرامي من صفاء الثغرة، أفمنكم قصي بن كلاب الذي جمع القبائل من فهر فكان يدعى مجمعاً؟ قال: لا، قال: أفمنكم هاشم الذي هشم الثريد لقومه ورجال مكة مسنتون عجاف؟ قال: لا، قال: أفمنكم شيبة الحمد مطعم طير السماء الذي كأن وجهه قمر يضيء ليل الظلام الداجلي؟ قال: لا، قال: أفمن المفيضين أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل الندوة أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل الرفادة أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل الحجابة أنت؟قال: لا، قال: أفمن أهل السقاية أنت؟ يسأل عنهما قال: لا، قال: واجتذب أبو بكر زمام ناقته فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال دغفل :

صادف دَرَّ السيل درّ يدفعه

يهيضه طوراً وطوراً يصدعه

والله لو ثبت لأخبرتک أنک من زمعات قريش أو ما أنا بدغفل؛ فتبسم النبي صلى الله عليه وسلم، قال علي رضي الله عنه فقلت له: يا أبا بكر! لقد وقعت من الأعرابي على باقعة، قال: أجل يا أبا الحسن! إن لكل طامة طامة والبلاء موكل

بالمنطق .قال علي رضي الله عنه : ثم دفعنا إلى مجلس آخر-وذكر قصة عرض النبي صلى الله عليه وسلم نفسه على القبائل.الانساب السمعانی ج ۱ ص۳۷؛البداية والنهاية ج۳ص ۱۷۵ (عربی)۔

تاریخ ابن کثیر (اردو ترجمہ یہ واقعہ نکال دیا گیا ہے)؛السیرۃ النبوۃ ابن کثیر ج ۲ص ۱۶۵؛ ابن عساکر ج۱۷ص ۲۹۸؛ سیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ ص ۱۵۲(اردو جلد ۳ ص ۲۱)؛کتاب سبائک الذھب مطبوعہ بمبئی ہندوستان ص ٦

اور ابونعیم نے شاہد کے طور پر قصۂ عامر بن صعصہ اور اس کی ردِ قبیح پر کعب بن مالک ؓ کی حدیث پیش کی ہے اور اس سے بھی نادر اور طولانی وہ روایت ہے جسے ابونعیم، حاکم اور بیھقی نے پیش کیا ہے۔ابان بن عبداللہ بجلی کی حدیث سے جسے اُنھوں نے ابان بن تغلب ؒ اور انھوں نے عکرمہ اور انھوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کی علیؑ ابن ابی طالب نے انھوں نے فرمایا: کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا کہ وہ خود کو قبائل عرب تک پہنچائیں تو میں اُن کے ساتھ روانہ ہوا اور ابوبکر منیٰ میں تھے یہاں تک کہ ہم عرب کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں گئے۔ابوبکر آگے بڑھے اور انھوں نے سلام کیا۔اور ابوبکر ہر خیر میں آگے رہتے تھے اور نسب کے ماہر تھے۔اُنھوں نے سوال کیا تمھارا تعلق کس قبیلہ سے ہے تو انھوں نے جواب دیا ربیعہ سے، انھوں نے سوال کیا تمھارا تعلق کس ربیعہ سے ہے کیا اُن عالی ہمت بہادر اور سخی لوگوں سے یا شکست خوردہ رسوائے زمانہ لوگوں سے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا تعلق جری، سخی میں باعظمت لوگوں سے ہے۔تو ابوبکر نے کہا تم کس باعظمت گروہ باہمت سے تعلق رکھتے ہو۔تو

انھوں نے جواب دیا ذهل الأكبر سے۔ابو بکر نے اُن سے کہا کہ تم سے اُس ”عوف“ کا تعلق ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ عوف کی وادی میں گرمی کا گذر نہیں۔انھوں نے جواب دیا نہیں۔تو ابو بکر نے کہا تم میں بسطام بن قیس تھا۔ پرچم کا مالک اور زندہ لوگوں کی منتہا۔انھوں نے کہا نہیں۔ابو بکر نے پوچھا کیا تم میں حوفزان بن شریک تھا جو بادشاہوں کا قاتل اور اپنے نفوس کو اُن سے بچانے والا تھا۔انھوں نے جواب دیا نہیں۔ابو بکر کہا کیا تم میں جساس بن مرّہ بن ذهل اہل حرم کا محافظ اور پڑوسیوں کا بچانے والا تھا۔انھوں نے کہا نہیں۔ابو بکر نے کہا کیا تم میں مزدلف تھا جس کا عمامہ سب سے منفرد ہوتا تھا۔انہوں نے کہا نہیں۔تو ابو بکر نے کہا کیا تم لوگ بادشاہان کندہ کے اخوال میں سے ہو؟۔انہوں نے جواب دیا نہیں۔ابو بکر نے کہا کیا تم اخوال میں سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ابو بکر نے کہا کیا تم لخم کے بادشاہوں کے اصہار (داماد۔رشتہ دار) میں سے ہو۔پھر ابو بکر نے کہا تم ذهل اکبر سے تعلق نہیں رکھتے ہو بلکہ تمہارا تعلق ذهل اصغر سے ہے۔علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا ان میں سے ایک لڑکا اُچک کر آگے آیا اُس کا نام دغفل بن حنظلہ الذهلی تھا۔جب اُس کا چہرہ نظر آیا تو اس نے آگے بڑھ کر ابو بکر کے ناقے کی مہار کو تھام لیا اور یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یوں ہے:
جس نے ہم سے سوال کیا ہم بھی اُس سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ہم نہیں جانتے اُس کا بوجھ کتنا ہوگا۔ہوگا اور نہ ہو ہم اس سے اُٹھانے والے ہیں۔پھر اس لڑکے نے سوال کیا:
اے شخص! تم نے ہم سے پوچھا وہ ہم نے بتادیا۔اور کچھ بھی نہیں چھپایا۔اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ تو تم کون ہو؟۔ابو بکر نے جواب دیا کہ میں قریش کا ایک فرد ہوں۔تو

اُس لڑکے نے کہا مبارک ہو مبارک ہو صاحبان سیادت و ریاست،عرب کے قائد اور رہنما آپ کا قریش کے کس خاندان سے تعلق ہے؟۔ابو بکر نے جواب دیا بنی تیم بن مرّہ۔تو اس لڑکے کہا تیر پھیکنے والے نے برابر کا ذرّہ میرے لئے مہیا کر دیا ہے۔پھر کہا کیا تم میں قصی بن کلاب تھا۔اور اُنھوں نے ہر طرف سے اپنی قوم کو اکھٹا کیا اور اُنہیں مکّے میں بسا دیا اور پھر گھروں پر قبضہ کیا اور قریش کو اُن کے گھروں میں بسایا اسی وجہ سے عرب کے لوگوں نے اُن کا نام مجمّع رکھا۔اور اُن کے بارے میں شاعر نے کہا۔کیا وہ تمہارا باپ نہیں جسے مجمّع کہا جاتا ہے۔اسی کے ذریعہ اللہ نے فہر کے قبائل کو یکجا کیا۔ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔اس لڑکے نے کہا کیا تم میں سے عبد مناف ہے جس تک وصیتوں کی تکمیل ہوتی ہے جو شرفاء الاسخیاء سرداروں کا باپ تھا۔تو ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔تو جوان گویا ہوا کیا تم میں سے عمر بن عبد مناف ہاشم تھا جس نے اپنی قوم اور اہل مکّہ کے لئے ”ثرید“ کا اہتمام کیا تھا۔(ثرید روٹیوں کو ٹکڑے کر کے شوربے میں ڈال کر لوگوں کو کھلانا)۔اس پر لڑکے نے چھ اشعار کہے حضرت ہاشم کی شان میں۔ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔تو اس لڑکے نے پوچھا کیا تم میں عبد المطلب شیبۃ الحمد اور کاروان مکہ کا والی تھا،جو اسمان کے پرندوں،جنگلی جانوروں اور صحرا کے درندوں کو تک کھانا کھلایا کرتا تھا،جس کا چہرہ تاریک رات میں چودھویں کے چاند طرح چمکتا تھا،ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔اس لڑکے کہا کیا تمہارا تعلق فیاضی کرنے والوں سے ہے؟ابو بکر نے کہا نہیں،اس لڑکے نے کہا کیا تم اُن لوگوں میں سے ہو جنہیں کعبہ کی دربانی کی خدمت سونپی گئی تھی؟۔ ابو بکر نے کہا نہیں۔اس لڑکے نے پوچھا کیا تم اہل ندوہ (لوگوں کو اپنی آواز سے اعلان

کے ذریعہ ایک جمع کرنے والا۔ یہ بھی ایک اعزاز تھا اس زمانے میں) سے ہو؟ ابوبکر کہا نہیں ۔اس لڑکے نے کہا کیا تم اہل سقایہ (مکے میں پانی پلانے والے) سے ہو؟ ۔ ابوبکر نے جواب دیا نہیں ۔تو اُس نے کہا کیا تم اُن لوگوں میں سو ہو جو حاجیوں کے مہمان نوازی کیا کرتے تھے؟ ۔ابوبکر نے جواب دیا نہیں ۔تو اس لڑکے نے پوچھا کیا تمہارا تعلق اُن لوگوں سے ہو جو دوسروں کو فیض پہنچاتے ہیں ۔تو ابوبکر نے جواب دیا نہیں ۔اس کے بعد ابوبکر نے اُس لڑکے کے ہاتھ سے اپنے ناقے کی مہار چھڑائی ۔تو نوجوان نے ابوبکر سے کو یہ شعر سنایا: سیلاب کے موتی سے موتی ٹکرا رہا ہے اور اُس اُٹھا کر پھینک رہا ہے ۔کبھی تو اسے پستی میں لے جاتا ہے اور کبھی بلندی میں لے آتا ہے ۔پھر اس لڑکے نے کہا: خدا کی قسم اے قریشی بھائی اگر یہ بات متحقق ہو جائے تو میں تمہیں بتلاؤں کہ تمہارا تعلق قریش کے رذیل لوگوں سے ہے ۔تم اُن کے (قریش کے) معزز اور شرفاء میں سے نہیں ہو ۔(المنجد لغات دار الاشاعت کراچی ،حرف ’’ز‘‘ ص ۴۴۱ میں زمعات کے معنی رزیل لوگ ،ناپسند لکھا ہے) ۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے ۔علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا تمہارا پالا عرب کے ایک زیرک آدمی سے پڑا ہے ۔ابوبکر نے جواب دیا: ابوالحسن ایسا ہی ہے ارے یہ تو کوئی بڑی مصیبت نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ انسان بات کر کے بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے ۔(یعنی اپنے ہی الفاظ سے مصیبت میں گھر جاتا ہے ۔اگر ابوبکر اُس کے قبیلے کو ذلیل کرنے کے لئے سوالات نہ کرتے تو وہ ایک لڑکا ابوبکر کو بے بس نہ کر دیتا ۔دوسری بات یہ کہ اُس لڑکے کو علم تھا کہ ابوبکر کون سے خاندان اور قبیلے سے ہیں

جب ابوبکر نے اپنے آپ کو قریشی بتلایا تو اُس نے سوالات کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قریش تو اولاد قصی سے ہیں اور بنی تیم کیسے قریشی ہو سکتے ہو ۔جب کہ تمہارے قبیلے کو کوئی اعزاز ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ قریشی کہلائے جا سکتے ہوں) ۔

مصنف حلبی لکھتے ہیں: اس طرح گویا اُس نوجوان کا مطلب یہ تھا کہ تمہارے نسب میں کوئی معزز اور بڑے لوگ نہیں ہے (یعنی جیسے تم نے ہماری کمزوریاں گنائی تھیں ایسے ہی تمہارے نسب میں بھی کمزوریاں ہیں) ۔انتہیٰ سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۲۱ ۔ .الانساب السمعانی ج ۱ ص ۳۷ ،البدایۃ و النھایۃ ج ۳ ص ۱۷۵ (عربی) ۔تاریخ ابن کثیر اردو ترجمہ میں سے یہ واقعہ نکال دیا گیا ہے) ؛السیرۃ النبوۃ ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶۵ ؛ابن عساکر ج ۱۷ ص ۲۹۸ ؛سیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ ص ۱۵۲ ؛ کتاب سبائک الذھب مطبوعہ بمبئی ہندوستان ص ۶ ؛ریاض النضرۃ ص ۱۵۳

مزید یہ کہ اس لڑکے نے جب دیکھا کہ حضرت ابوبکر نے اپنے اونٹ کی مہار موڑ لی تو یہ کہا کہ: لو ثبت لا خبرتک انک من دعیان قریش اگر تم کچھ دیر رک جاتے تو یہ ثابت کرتا کہ تم کس خاندان سے ہو ۔

اب جب کہ یہ ثابت ہو چکا کہ قصی ہی قریشی تھے اور اُن کی نسل قریش کہلاتی تھی ، اور بن تیم (حضرت ابوبکرؓ کا قبیلہ) اور بن عدی (حضرت عمرؓ کا قبیلہ) غیر قریشی تھے ہم آپ کی خدمت میں یہ مشہور اور معروف حدیث پیش کرتے ہیں ۔ سمعت جابر بن سمرۃ قال سمعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون اثنا عشر أمیرا فقال کلمة لم أسمعھا فقال أبي إنه قال کلھم من قریش ۔میرے بعد (۱۲) امیر ہوں گے (ایک

دوسری حدیث میں **لا یزال امر امتی صالحا حتی یمضی منهم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش** ۱۲ خلفاء لکھا ہے۔ میری اُمت کا دین اُس وقت تک درست رہے گا جب تک اُس میں میرے بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے) جو سب قریش سے ہوں گے۔ یہ حدیث صحاح ستہ کے تمام کتابوں (تفاسیر، وسیرت) میں موجود ہے۔

اب رہے بنی امیہ جو قرابت رسول کے دعوی دار ہیں ملاحظہ ہو: **ان امیه کان غلاما رومیا لعبد شمس فلما انفاه کیسا فطنا اعتقه و تبناه فقیل امیة ابن عبد شمس کما کانوا یقولون قبل نزول الأیة زید ابن محمد** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امیہ دراصل عبد شمس (فرزند عبد مناف آپ کا اصل نام مغیرہ تھا) کا ایک رومی (Roman غلام تھا۔ جب انھوں نے اس کو ہوشیار اور بافہم پایا تو آزاد کر دیا اور بیٹا بنالیا جس کی وجہ سے اُمیہ ابن عبد شمس کہا جانے لگا جیسا کہ آیت اُترنے سے قبل لوگ زیدؓ کو "زید بن محمدؐ" کہا کرتے تھے۔ معاویہ کے دور میں ایک شخص آیا انہوں نے اس سے اس کی عمر پوچھی تو اس نے بتایا ۲۴۰ سال ہے۔ معاویہ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کیا دیکھا۔ اُس نے کہا: مصیبت کے دور بھی اور فراغت کے دور بھی۔ اگر مرنے والے نہ مرتے تو یہ دنیا بھر جاتی اور اگر پیدا ہونے والے پیدا نہیں ہوتے تو آج دنیا ویران ہو جاتی۔ پھر معاویہ نے اس سے پوچھا تم نے عبد المطلب کو دیکھا تھا۔ اُس نے کہا ہاں میں نے اُن کو اُن کے بڑھاپے کا زمانہ دیکھا ہے، جب کہ وہ بھاری بھرکم، باوقار اور شاندار آدمی تھے **شیخا وسیما، منسما۔ جسیما**۔ اُن کے دس بیٹے تھے جو اُن کے ارد گرد رہتے تھے جیسے چاند اور ستارے ہوتے ہیں **یحف به عشرة من بنیه کأنهم النجوم**۔ پھر معاویہ نے اپنے جد امیہ بن عبد شمس کے بارے میں پوچھا کہ کیا تم نے انہیں بھی دیکھا ہے۔ اُس نے کہا

دیکھا ہے وہ ایک نابینا کالے رنگ کے اور بدشکل آدمی تھے **أخفش أزرق، ذمیما یقوده عبده ذکوان** (امیہ)۔ اُن کو ان کا غلام ذکوان راہبر کے طور ہاتھ پکڑ کر پھراتا تھا۔ معاویہ نے کہا تیرا بُرا ہو۔ خاموش ہو جا۔ تو ذکوان کو غلام کہتا ہے حالانکہ وہ ان کا بیٹا تھا۔ اس پر اِس نے کہا یہ بات تم کہتے ہو (تاریخ ابن عساکر ج ۹ ص ۲۲۱، اور جلد ۳۸ ص ۲۰۲؛ شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید ج ۱۵ ص ۲۳۲) سیرۃ الحلبیہ جلد ۴ ص ۵۴ (اردو) امیہ نے حضرت ہاشم کو مفاخرت (مفاخرت کے معنی دو آدمیوں کا ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتانا اور تفاخر کرنا ہے۔ عربوں میں یہ دستور تھا کہ اس طرح کی شرط کرتے تھے کہ دونوں فریق ایک حکم کے سامنے اپنے مفاخر اور بڑائیاں بیان کرتے تھے قاضی جس کے حق میں فیصلہ دے وہ جیت جاتا تھا۔ مترجم)۔ ہاشم نے اپنی بلند مرتبہ حیثیت کی وجہ سے امیہ کی اس دعوت کو مسترد کر دیا تھا مگر قریش نے جب مجبور کیا تو اس شرط پر راضی ہوئے کہ پچاس سیاہ آنکھوں والے اونٹ پر جو مکہ میں ذبح کئے جائیں اور مکہ سے دس برس تک جلاوطنی۔ امیہ اس کے لئے راضی ہو گیا اور ایک کاہن خزاعی کو اپنا قاضی بنایا جو عسفان میں رہتا تھا یہ دونوں ایک جماعت کے ساتھ کاہن سے ملنے گئے جب یہ وہاں پہنچے تو ان کے کچھ بتانے سے پہلے ہی کاہن بول اُٹھا "قسم ہے چمکنے والے چاند کی، قسم ہے جھلملانے والے ستاروں کی، قسم ہے برسنے والے بادلوں کی، قسم ہے فضا میں اُڑنے والے پرندوں کی اور قسم ہے اس کی جس نے علماء کے ذریعہ مسافر کی رہنمائی کی کہ بڑائیوں اور مرتبوں مین ہاشم، امیّہ پر سبقت لے گئے"۔ سیرۃ الحلبیہ جلد اول ص ۴۹ اس طرح ہاشم کو امیہ پر فتح ہوئی، امیہ جلاوطن ہو کر شام چلا گیا اور دس سال تک وہیں رہا۔ یہ پہلی عداوت اور دشمنی تھی جو ہاشم اور امیہ میں قائم ہوئی پھر ان کی اولادوں نے یہ دشمنی وراثت میں پائی۔ سیرۃ الحلبیہ جلد اول ص ۵۰۔

بسمہ سبحانہ

ایمان حضرت ابو طالب علیہ السلام

سیاست اخبار حیدر آباد دکن ۱۹ر جنوری ۲۰۰۳ء میں سوالات اور جوابات کے ذیل میں جناب مولانا رضوان القاسمی صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا کہ ”اسلام لانے کی حضرت ابو طالب کو سعادت نصیب نہیں ہوسکی۔ اگر چہ کہ وہ آپؐ (حضورؐ اکرم) پر نہایت مشفق اور مہربان تھے ہر آڑے وقت میں کام آتے تھے آپؐ کی نصرت و اعانت کی بے نظیر مثال قائم کی۔ اس بنیاد پر آپؐ کی خواہش تھی کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں مگر آپؐ نے جب وہ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے آخر وقت میں ان کے سامنے کلمہ شہادت کی تلقین کی تو انہوں نے چند اشعار کے ذریعہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا مگر بعض سماجی احساسات اور معاشرتی بندشوں کی وجہ سے کلمہ ادا نہ کر سکے“۔

کسی روایت کو جانچنے کے لئے اُس کے راویان کی تحقیق ضروری ہے۔ اس سلسلے میں جو روایتیں ملیں اس کا مختصر تجزیہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) اسحٰق بن ابراہیم نے عبد الرزاق سے، معمر، زہری، سعید بن المسیب اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب ابو طالبؑ کا وقت وفات آیا تو رسولؐ اللہ اُن کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل اور عبد اللہ ابن ابی اُمیہ کو بیٹھے دیکھا۔

رسولؐ اکرم نے فرمایا اے چچا! تم کہہ لو کلمہ لا الہ الا اللّٰہ میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لئے۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ بولے اے ابو طالب، عبد المطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسولؐ اللہ برابر یہی بات اُن سے کہتے رہے اور ادھر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ روکتے رہے۔ یہاں تک ابو طالبؑ نے کہا کہ ”میں عبد المطلب کے دین پر ہوں“۔ اور انکار کیا لا الہ الا اللّٰہ کہنے سے تو رسولؐ اللہ نے کہا قسم خدا کی میں تمہارے لئے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع کرنے کا حکم نہ آئے۔ اُس وقت یہ آیت اُتری ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم۔ سورہ برأت آیت ۱۱۳۔ ترجمہ نبی کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے کا حق نہیں ہے خواہ وہ کتنے ہی عزیز قریب کیوں نہ ہو اس لئے کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر جب رسولؐ اللہ مغموم ہوئے تو ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انک لا تھدی من احببت ولکن اللّٰہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین۔ سورہ قصص آیت ۵۶۔ ترجمہ نبی اپنے پاس سے کسی کو ہدایت نہیں کر سکتا ہے۔ یہ تو صرف اللہ کا کام ہے وہ ہی بہتر جانتا ہے۔ صحیح مسلم جلد اول باب الدلیل علیٰ صحۃ اسلام من حضرہ الموت۔ ص ۱۰۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور۔

(۲) اسی روایت کو شعیب، زہری اور پھر سعید بن المسیب سے بیان کیا گیا ہے۔

(۳) اسی روایت کو حرملہ بن یحیٰ، عبد اللہ ابن وہب، یونس، ابن شہاب، سعید اور پھر مسیب سے نقل کیا گیا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم راویوں پر روشنی ڈالیں اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کریں یہ بتلانے پر مجبور ہیں کہ جس نے بھی یہ حدیث گھڑی اس کے ذہن ناقص میں سوروں کے ترتیب تنزیل کا علم ہی نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس روایت میں جو سب سے پہلے آیت نازل ہوئی وہ سورہ برات کی ہے پھر سورۂ قصص کی آیت۔ سورۂ برات متفقہ علیہ ہے کہ مدنی سورہ ہے چنانچہ اس سورہ کے ذیل میں وہ مشہورترین واقعہ ہے کہ جس میں آنحضرتؐ نے ابوبکر کو یہ سورہ دیکر روانہ کیا تھا جا کر مکہ میں پڑھنا اور وہ راستے ہی میں تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یہ کام یا آپ کریں یا وہ جو آپؐ سے ہو۔ یہ واقعہ تمام معتبر تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے۔ چنانچہ رسولؐ اکرم نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور ابوبکر روتے ہوئے واپس آئے۔ کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ پھر اس سورہ میں غار کا واقعہ ہے جو مکہ مدینہ کے راستے کا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی یاد دلا رہا ان مسلمانوں کو جو نصرت نبیؐ سے پیچھے ہٹ رہے تھے کہ ہم نے اپنے نبیؐ کی اس وقت مدد کی تھی جب وہ ایک غار میں تھے۔ تنزیل کے حساب سے سورۂ برات کا نمبر ۱۱۳ ہے اور سورۂ قصص کا نمبر ۴۸ ہے جو مکی ہے۔

پہلی حدیث میں جو نام لئے گئے ہیں انکی ترتیب کے لحاظ سے تجزیہ حسب ذیل ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم: دارقطنی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے ابن عدی اور ازدی نے واضع حدیث اور کاذب قرار دیا ہے حاکم نے غیر قوی اور ضعیف کہا۔ امام نسائی نے غیر ثقہ، امام ابوداؤد نے لاشئی محض، محمد بن عوف طلائی نے کاذب قرار دیا ہے، یہ وہ ہے جس کی احادیث منکر اور ناقابل عمل ہیں۔

میزان الاعتدال جلد ا ص ۱۸۱۔ عبدالرزاق۔ یہ عبدالرزاق بن عمر الثقفی ہے جو ضعیف،

غیر معتبر، منکر الحدیث اور بقول دارقطنی اور مسہری کے جب زہری کی روایات کی کتاب گم ہوگئی تو اس نے اپنے پاس سے دوسری روایتیں بنانا شروع کردیا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ سلسلہ نمبر ۵۰۴۱، ۶۰۸۰۔

معمر ابن راشد: اس کے بارے میں ہے کہ یہ کذاب، مجہول اور منکر روایات تھا۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس کے اوہام مشہور ہیں اور ابوحاتم کا قول ہے کہ بصرہ کے اس کے تمام روایات مشکوک ہیں، ثابت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۱۵۴۔

شعیب: دوسری روایت میں جو لوگ آتے ہیں اس میں قابل ذکر شعیب ہیں۔ اس نام کے تقریباً ۱۳۰ افراد اس میزان الاعتدال میں موجود ہیں اور کمال کی بات یہ ہے ہر ایک نام کے آگے یہ لکھا ہوا ہے کہ کذاب، ضعیف، راوی منکرات اور مجہول۔ ان ناموں کی فہرست میں ایک نام قابل دید ہے اور وہ یہ ہے شعیب بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن ابی قحافہ جن کے بارے میں دارقطنی نے لکھا ان کے روایات قابل متروک ہیں میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶۔

تیسری حدیث کے راویان:

حرملہ بن یحیٰ التجیبی: یہ انوکھی حدیثوں کا راوی تھا، ابوحاتم نے اسے قابل استدلال نہیں سمجھا، عبداللہ بن محمد فرہاذان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۴۷۳۔

یونس: اس نام کے کئی لوگ فہرست میں ہیں اور کمال یہ ہے کہ سب کے سب کاذب، بدبخت اور منکر الحدیث ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۷۸۔

ان تینوں روایات میں سلسلہ آکر ختم ہوتا ہے سعید بن المسیب اوران کے باپ

میسب پر۔ میسب بن حزن اپنے باپ حزن کے ساتھ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے ۔ جب
حزن مسلمان ہوئے تو رسولؐ اکرم نے ان سے اپنا نام بدلنے کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ اور
اسوقت میسب بہت کم سن تھے ۔ سعید بن المسیب یہ حضرت عمر کے مرنے کے ۲ سال بعد
پیدا ہوئے تھے یعنی ۲۴ یا ۲۵ ہجری میں اس طرح سے یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے یا ان
کے باپ نے حضرت ابوطالب کو دیکھا بھی ہوگا۔ مزید یہ کہ جب ان کو کسی وجہ سے سزا دی
جارہی تھی تو مروان ابن حکم نے اپنی سفارش سے ان کو چھڑالیا تھا اور انھوں نے زندگی بھر
کبھی بنی اُمیہ کی برائی میں کچھ نہیں کہا، (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ
جلد ا ص ۶۲)۔

اسی سعید بن میسب سے روایت ہے کہ ایک روز عمر ابن خطاب اپنے دور خلافت
میں اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اُس کے بارے
میں تم لوگ فتویٰ دو، اصحاب نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے
ایک جاریہ (لونڈی) گذر رہی تھی، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اُس سے جماع کیا
حالانکہ میں روزہ دار تھا، سارے اصحاب نے اس کو سُن کر تعجب کیا۔ (طبقات ابن سعد جلد
۲ ص ۳۸۳)

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ خلیفۂ وقت، جانشین رسولؐ اور وہ بھی ایسا کہ جس
نے رسولؐ اکرم کو وقت وفات گمراہی سے بچنے کا نوشتہ لکھنے سے روک دیا تھا کہ ہم کو آپؐ
کی تحریر کی ضرورت نہیں ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ اور خود مسائل دینی میں اجتہاد بھی
کرتا تھا وہ کیسے حالت روزہ میں کسی غیر کی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کا حل بھی پوچھ رہا ہو۔

تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال کے مصنف محمد بن احمد بن عثمان شیخ الامام
العلامۃ الحافظ شمس الدین ابوعبداللہ الذہبی ولادت ۶۷۳ھ وفات ۷۴۸ھ۔ ان کے
ہم عصر محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جلد ثانی ص ۱۸۴۔ میں
لکھتے ہیں یہ حافظ بے بدل اور عالم بینظیر۔ انہوں نے علم حدیث اور اس کے رجال میں بدرجہ
کمال حاصل کیا۔ احادیث کے اسباب و احوال پر غور کرتے تھے۔ راویوں کے احوال سے
واقف تھے۔ تواریخ کے مبہم مقامات کی تشریح اور توضیح کی۔ دیگر علماء اور محققین نے بھی ان
کی بہت عمدہ الفاظ کے ساتھ توثیق اور تصدیق کی ہے اور ان کے علم وثقہ کی تعریف کی
ہے۔ جیسے طبقات الشافعیہ، تاج الدین سبکی۔ درر کامنہ ابن حجر عسقلانی، طبقات الحفاظ جلال
الدین سیوطی، بستان المحدثین۔ شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشری۔ وغیرہ وغیرہ۔

سعید بن المسیب کے تعارف میں ایک بات قابل تحریر ہے کہ یہ ابوہریرہ کے
واحد داماد تھے۔ حضرت علیؑ اور خاندان حضرت علیؑ سے ان کی دشمنی اور معاویہ کی و بنی اُمیہ
کی دوستی اور سرپرستی اظہر من الشمس ہے۔

سعید ابن میسب سے ایک روایت نظر آتی ہے جس سے ان کے اعتقاد اور
معاویہ پروری کا اظہار ہوتا ہے۔

ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے سعید بن
المسیب سے رسولؐ اللہ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو سعید بن المسیب نے کہا زہری سنو جو
شخص حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کا محب ہونے کی حالت میں
مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے

گا اللہ اس پر حساب میں روز قیامت سختی نہیں کرے گا۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۹۹۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں "معاویہ کے تمام کام فی اللہ تھے اس لئے مجھے اُمید ہے کہ اللہ اس پر عذاب نہیں کرے گا" اعیان الشیعہ جلد ۳۵ ص ۸۰۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جس کو ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۱۰۲ میں تحریر کیا ہے نقل کرتے ہیں:

عبدالرحمن بن الاسود نے ابو داؤد ہمدانی سے نقل کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں سعید ابن مسیب کے پاس بیٹھا تھا کہ عمر ابن علی ابن ابی طالب آگئے، سعید نے اُن سے کہا کہ "آپ اپنے بھائیوں کی طرح مسجد میں کیوں نہیں آتے اُن لوگوں کی آمد ورفت زیادہ ہے" حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "کیا یہ بھی ضروری ہے کہ "میں جب مسجد میں آوں تو تم کو اس کا گواہ بناؤں؟" سعید نے کہا "ناراض نہ ہوں اس لئے کہ میں نے آپ کے والد سے سنا کہ میرے لئے (حضرت علیؑ) اور اولاد عبدالمطلب کے لئے ایک ایسا مرتبہ ہے جو پوری کائنات میں سب سے افضل ہے"۔

حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "میرے باپ نے یہ بھی کہا تھا "اگر کوئی کلمۂ حق کسی منافق کے دل تک پہنچ گیا ہے تو وہ مرنے سے پہلے ہی اُس کو ظاہر کردے گا"۔ سعید بن المسیب نے یہ سُن کر کہا کہ "آپ نے مجھ کو منافق بنا دیا"۔ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "جو کچھ مجھ کو کہنا تھا وہ کہہ دیا"۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

یہ ابن ابی الحدید جن کا اصلی نام عبدالحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید

عزالدین المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا۔ فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطاء تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) "اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک گٹھی پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے" خلافت وملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹، الفرق بین الفرق ص ۱۰۰، الشہرستانی جلد ۱ ص ۳۴۔ ان کے بارے میں محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جزاول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔ علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی معجم الالقاب میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

مذکورہ حدیث میں چونکہ حضرت عبدالمطلب کا حوالہ دیا گیا ہے لہٰذا مختصراً حضرت ابوطالب اور حضرت عبدالمطلب کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ حضرت ابوطالب اور ان کے والد حضرت عبدالمطلب کو کسی نے غیر اسلامی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چنانچہ امام المورخین ابوالحسن مسعودی اپنی کتاب مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ "عربوں میں جو لوگ توحید خداندی کا اقرار کرنے والے، عہد میں ثابت قدم تھے ان میں ممتاز ترین شخصیت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کی تھی"۔ مسعودی جلد دوم صفحہ ۸۶۔

"ابن الندیم نے لکھا ہے کہ میں نے مامون رشید کے کتب خانہ میں ایک دستاویز دیکھی تھی جو عبدالمطلب بن ہاشم، آنحضرت ﷺ کے جد امجد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ یہ تھے:۔ "یہ عبدالمطلب بن ہاشم (جو مکہ کا باشندہ ہے) کا قرضہ فلاں

شخص پر ہے جو صنعا کا رہنے والا ہے۔ یہ چاندی کے ہزار درہم ہیں۔ جب طلب کیا جائے گا وہ ادا کرے گا۔ اللہ اور دو فرشتے اس کے گواہ ہیں"۔ اس دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے کسی حمیری شخص کو ہزار درہم قرض دئے تھے۔ خاتمہ میں اللہ اور دو فرشتوں کی گواہی لکھی ہے، جس سے ظاہر ہوتا کہ اس زمانہ میں فرشتوں (اور شائد کراماً کاتبین کا) اعتقاد موجود تھا"۔ سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۷ علامہ شبلی نعمانی۔

آنحضرتؐ نے حنین کی جنگ میں جو کفار کے خلاف ہو رہی تھی جو رجز پڑھا (وہ اشعار جو جنگ میں فخراً پڑھے جاتے ہیں) "میں بیٹا ہوں عبدالمطلب کا" صحیح مسلم باب حنین جلد ۵ صفحہ ۵۲۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۴۱۴۔ کیا کوئی کافر کے مقابل میں فخراً اپنے کافر آباواجداد کا نام لے سکتا ہے؟۔

فرمایا رسولؐ اللہ نے" میں زمانہ جاہلیت کی کسی برائی سے ملوث نہیں ہوا حتیٰ کہ میں ہمیشہ اسلامی نکاح سے ہی پیدا ہوا۔ میں نکاح سے پیدا ہوا۔ آدم سے لیکر ابتک میرے ماں باپ کبھی جاہلیت کے زنا سفاحت کے قریب تک نہیں گئے۔ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام مطہرہ، مصفا مہذبہ میں منتقل ہوا"۔ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۶۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔

عقد رسولؐ اللہ پر جو خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا اسکا ابتدائی کلمہ یہ ہے" الحمد اللہ الذی اذہب عنا الکرب ورفع عنا الھموم" مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۵۔

تاریخ ابن الخلدون جلد اول صفحہ ۳۶ میں اسی خطبہ نکاح کے سلسلے میں یہ لکھا کہ جناب

ابو طالب نے یہ فرمایا" الحمد اللہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمعیل"۔

جب ایک سال خشک حالی ہوئی اور لوگوں کے جانوں پر آبنی تو دعائے استقا کے لئے خواب میں دعا کرنے والے کے صفات بیان کئے گئے نہایت شریف خاندان کا ہو بلند و بالا ہو بھاری بھرکم ہو سفید رنگ والا ہو تو یہ صفت سوائے حضرت عبدالمطلب کے کسی میں نہ پائی اور آپ ایک پہاڑ ابوقبیس پر چڑھ گئے ساتھ میں رسولؐ اکرم بھی تھے اور اُس وقت آپؐ بہت کم سن تھے اور حضرت عبدالمطلب نے یہ دعا کی: اللھم۔ھولاء عبیدک وبنو عبیدک واماؤک وبنات وامائک وقد نزل بنا ماتری وتتابعت علینا ۔۔الخ" لوگ ابھی پلٹے بھی نہ تھے کہ اتنی بارش ہوئی کہ ندیاں نالے بہنے لگے۔ اس پر رقیقہ بنت ابو صیفی بن ہاشم بن عبد مناف نے حمد باری کی وہ یہ:

بشیبۃ الحمد اسقی اللہ بلدتنا::وقد فقدتنا الحیاء واجلوذ المطر۔

منا من اللہ بالمیمون طائرہ::وخیر من بُشرت یوماً بہ مضر۔

طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۲۸۔

جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ سے ملنے گئے تو آپ کا جو تعارف کرایا وہ ان الفاظ سے کیا گیا" اے بادشاہ تیرے حضور میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام عرب کا سردار، فضل وعظمت وشرف میں سب پر فائق ہے۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۱۔

جب ابرہہ نے حملہ کرنا چاہا کعبہ پر حضرت عبدالمطلب نے اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے دعا کی"

لاھم ان المرء یمنع رحله		فامنع حلالک
لا یغبلن صلیبھم و محالھم		غدوًامحالک
ان کنت تارکھم وقبلتنا		فأمر مابدالک

یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے متاع و سامان کعبہ کی حفاظت کر اور اُن کے صلیب اور اُن کے فریب و مکر تیری قدرت پر غالب نہیں آسکتے: جب اللہ نے اپنا عذاب نازل کیا تو حضرت عبدالمطلب نیچے اُتر آئے اور جو دو شخص دشمن کی فوج سے بچ گئے تھے آئے اور حضرت عبدالمطلب کے سر کو بوسہ دیا کہا آنتَ کنت اعلم تو بہت جاننے والا ہے طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۲۔

تمام عرب میں سوائے اولاد حضرت عبدالمطلب کے کسی ایک باپ کی ایسی اولاد نہیں تھی۔ جو ان سے زیادہ شریف اور جسامت والا ہو۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۴

جب آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کی اطلاع حضرت عبدالمطلب کو ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے پاکدامن لڑکا عنایت عطا کیا یہ وہ ہے جو جو گھوارہ ہی میں سب پر سردار ہوگا میں اس کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۷۴

حضرت ابو طالب جب کئی سال شعب ابو طالب میں محصور رہے تو آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایک دن کعبہ میں گئے اور دعا کی "اے اللہ! ہماری مدد کر اُس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے یا ہم سے قطع رحم کرے" طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۷۸۔

طبقات ابن سعد کے مصنف ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری المتوفٰی ۲۳۰ھ کی

شہرۂ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کرلی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے"۔ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۶۹۶

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

قاتل

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت کے چھ مہینے کے بعد امام حسن علیہ السلام نے حکومت سے دست برداری اختیار کرلی اور اُس کی وجہ مسلمانوں کو مزید خون ریزی سے بچانا تھا۔ چنانچہ جن شرائط پر صلح ہوئی اُن میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ معاویہ کے مرنے کے بعد خلافت (ظاہری) پھر امام حسنؑ کی طرف واپس ہوگی۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی (اردو) ص ۱۹۲ نفیس اکیڈمی کراچی) **معاوية و الأمر إلى الله فأرسل إليه الحسن يبذل له تسليم الأمر إليه على أن تكون له الخلافة من بعده۔**

یہ حقیقت ہے کہ جب کسی کا قتل پوشیدہ طور پر ہوتا ہے تو پہلے Motive and Beneficiary معلوم کیا جاتا ہے۔ شرائط صلح سے یہ ثابت ہے اگر معاویہ مرجائے تو حکومت امام حسن کو واپس آجاتی۔ اور یہ امکان بھی تھا اس لئے کہ امام حسنؑ اسوقت صرف ۴۷ کے تھے ان کے زندہ رہنے کی توقع زیادہ تھی بہ نسبت معاویہ کے جو

اس وقت ۶۷ سال کے تھے۔ چنانچہ ذیل میں اہل سنت کے اکابر اور "معتبر" علماء کی "معتبر اور ثقہ" کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ قتل امام حسنؑ میں بلاشک وشبہہ معاویہ کا ہاتھ تھا۔

وقال قتادة وأبو بكر بن حفص سم الحسن بن علي سمته امرأته جعدة بنت الأشعث بن قيس الكندي. وقالت طائفة كان ذلك منها بتدسيس معاوية إليها وما بذل لها من ذلك منع من ذلك مروان بن حكم في خبر يطول ذكره۔ الاستيعاب ج ۱ ص ۱۱۵ باب حنظلة

قتادہ اور ابوبکر بن حفص فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ کو زہر دیا گیا تھا، آپؑ کو آپ کی زوجہ جعدہ بنت الاشعث الکندی نے زہر دیا، محدثین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جعدہ نے آپ کو اس لئے زہر دیا کہ معاویہ نے اسے پوشیدہ طور سے کہا تھا کہ وہ امام حسنؑ کو زہر دے اور اس مقصد کے لئے مال خرچ کیا تھا مروان بن حکم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن ہونے سے روک دیا تھا۔ **الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ابن عبد البر ج ۱ ص ۱۱۵۔**

جعدہ بنت اشعث کون تھی؟: اشعث بن قیس الکندی صحابی رسول تھا۔ خلافت ابوبکر کے دور میں یہ مرتد ہوگیا تھا اور جب حضرت ابوبکر کی فوج کے لوگ اسے قید کرکے لے آئے تو اس نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ مجھے معاف کردیں میں آپ کے لئے مفید ثابت ہوں گا۔ آپ اپنی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ کا عقد مجھ سے کردیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر اپنی بہن ام فروہ کو اشعث بن قیس کے عقد میں دیدیا۔ جس سے ایک بیٹی جعدہ پیدا ہوئیں اور دوسرا محمد بن اشعث جو حضرت مسلم ابن عقیل کا قاتل تھا اور کربلا

میں قاتلان امام حسینؑ میں سے تھا۔ اشعث بن قیس یہ وہی شخص ہے جس نے صفین میں معاویہ کے ساتھ مل کر جب قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے تھے تو جناب امیرؑ کے لشکر میں بغاوت کروادی تھی۔

اسلم مولیٰ عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ **فعلت و فعلت** کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرائم کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں میں نے سُنا اشعث کہہ رہا تھا ابوبکر سے کہ: آپ مجھ کو باقی رکھئے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابوبکر نے ایسا ہی کیا۔ ابو عمر کہتے ہیں ابوبکر کی بہن اُم فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔ ازالۃ الخفاء، شاہ ولی اللہ محدث جلد سوم ص ۱۴۶

مسعودی اپنی کتاب مروج الذہب میں لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا "میں نے تین خطائیں کیں۔ ایک تو یہ خطا کہ میری زندگی میں فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا دروازہ توڑا گیا دوسری یہ کہ میں نے فجاءۃ کو قتل کر دیا ہوتا، تیسری بات یہ کہ میں نے یوم سقیفہ کی ذمہ داری کو ایک ایسے شخص پر چھوڑ دی جو خود امیر تھا اور میں اس کا نائب تھا۔ (ترجمہ میں غلطی ہے اصل میں کہا تھا "زندہ جلایا نہ ہوتا اور سقیفہ میں میں کسی کا نائب ہوتا") ان کے علاوہ تین باتیں اور ہیں جن پر مجھ کو افسوس رہے گا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جب اشعث بن قیس کو قید کر کے سامنے لایا گیا تو میں نے فوراً بغاوت کے الزام میں اُس کی گردن مروادی ہوتی کیونکہ وہ بانی شر تھا"۔ مروج الذہب تاریخ مسعودی

حصہ اول ص ۲۳۶ نفیس اکیڈمی کراچی (**ابو عبیدہ فی کتاب الاموال، العقیلی، فضائل الصحابة الخشيمة بن سليمان الطرابلسی، العجم الكبير الطبرانی، ابن عساکر، السنن لسعید بن منصور**) کتاب کنز العمال کے مترجم مولانا احسان اللہ شائق استاذ ومعین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی) اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں۔:

فائدہ: یہ حدیث حسن ہے مگر اس میں حضور ﷺ سے مروی کوئی بات نہیں۔ اس کو امام بخاریؒ نے کلام الصحابۃ مین تخریج کیا ہے۔

وذكر أن امرأته جَعْدة بنت الأشعث بن قيس الكندي سقته السم، وقد كان معاوية دسَّ إليها: إنک إن احتلْتِ في قتل الحسن وَجَّهت إليک بمائة ألف درهم، وزوَّجتک من يزيد. فكان ذلک الذي بعثها على سَمّه، فلما مات وَفَى لها معاوية بالمال، وأرسل إليها: إنا نحب حياة يزيد، ولولا ذلک لوفينا لک بتزويجه۔ مروج الذهب مسعودی ج ۱ ص ۳۴۶ باب ذكر الذي سمه۔ بات یہ ہے کہ حضرت امام حسنؑ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث ابن قیس الکندی نے آپؑ کو زہر پلایا تھا اور معاویہ نے ہی اسکو اکسایا تھا اور اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ: اگر تو کسی طرح سے حسنؑ کو ہلاک کر دے تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تیرا بیاہ یزید سے کر دوں گا۔ پس اسی بات پر اس عورت نے امام حسن کو زہر دیا۔ جب امام حسنؑ شہید ہو گئے تو معاویہ نے ایک لاکھ درہم تو دے دیا مگر بیاہ کے متعلق اس کو یہ پیغام بھیج دیا کہ ہم کو یزید کی زندگی عزیز ہے اگر اس کے ساتھ تیری شادی ہو جائے گی تو تیرے ہاتھوں اُس کی جان بھی جا سکتی ہے۔ (مروج الذہب تاریخ مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۶ نفیس

اکیڈمی کراچی)

مورخ مسعودی کے بارے میں دور جدید کے مشہور محدث علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق کے دیباچہ میں صفحہ ۸ میں یوں لکھتے ہیں: امام المورخین ابوالحسن بن حسین المسعودی متوفی ۳۴۶ھ مطابق فوات الوفیات ابن شاکر فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا"۔

علامہ محمد بن شاکر ابن احمد اپنی کتاب فوات الوفیات الجزالثانی صفحہ ۴۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ "علی بن حسین بن علی ابوالحسن مسعودی اولاد عبداللہ ابن مسعودؓ میں سے تھا۔ نہایت زبردست علامہ، مورخ اور بہت سے نادر علوم والا انسان تھا"۔ اور مولانا مودودی اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں صفحہ ۳۱۰ میں مسعودی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "وہ بلا شبہ معتزلی تھا اور ثقہ تھا"۔ مشہور فرانسیسی مستشرق اسکالیجر Scaliger نے علم التاریخ میں مسعودی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا "تاریخ نگاری میں اس کے نظریات حرف باحرف مستند اور صحیح ہیں۔ رہا عام تفصیلات کا معاملہ تو وہاں بھی اس کے خلوص سے انکار نہیں کیا جاسکتا، وہ سراپا خلوص تھا اور بہر حال مخلص" جعل معاوية لجعدة بنت الأشعث امرأة الحسن مائة ألف حتى سمته، معاویہ نے حضرت امام حسنؑ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کو ایک لاکھ دیا اور اس نے اسی لئے زہر دیا تھا۔ ربیع الابرار زمخشري ج ۱ س۴۳۸ باب الموت وما يتصل به من ذكر القبر : وقد سمعت بعض من يقول: كان معاوية قد تلطف لبعض خدمه أن يسقيه سما. اور بعض یہ کہتے ہیں کہ معاویہ ہی نے آپ کو بعض خادموں کے ذریعہ امام حسنؑ کو زہر دلوایا۔

تهذيب الكمال في اسماء الرجال المزي ج٦ ص ۲۵۲ باب من اسماء الحسن؛ سير أعلام النبلاء ذهبي ج۴ ص ۳۷۷، تاريخ دمشق ابن عساكر ج۱۳ ص۳۱۸؛ البداية والنهاية ابن كثير ج۸ ص ۳۳ باب الحسن ابن علي سن تسع واربعين (عربی)؛ (تاریخ ابن کثیر جلد ہشتم ۷۹ نفیس اکیڈمی کراچی)

وتوفي الحسن من سم سقته زوجته جعدة بنت الأشعث، قيل فعلت ذلك بأمر معاوية، وقيل بأمر يزيد بن معاوية، ووعدها أنه يتزوجها إن فعلت ذلك، فسقته السم وطالبت يزيد أن يتزوجها فأبى المختصر في اخبار البشر ج ۱ ص۱۲۷ باب اخبار معاوية بن ابي سفيان امام حسنؑ کی زہر سے وفات جس کو اُن کی زوجہ جعدہ بنت اشعث نے معاویہ کے حکم پر دیا تھا بعض کہتے ہیں بحکم یزید دیا تھا۔ اور مزید اجلہ علماء اہل سنت نے جیسے تذكرة خواص الامة لسبط ابن جوزی فقال معاوية سمي الحسن وازوجک الحسن۔ علی ما نقل از علامہ ابوالحسن مدائنی؛ دس اليه معاوية سما علی يد جعدة بنت الاشعث؛ حسن السريرة از علامہ عبدالقادر ابن محمد طبری (یہ محب طبری صاحب ریاض النضرۃ کے بھانجے تھے اور یہ اہل سنت کے نہایت ہی جید اور "معتبر" علماء سے ہیں؛ شواہد النبوۃ از ملا جامی: مشہور آنست کہ وی (یعنی حضرت امام حسنؑ) را خاتون وی جعدہ زہر دادہ بفرمودۃ معاویہ؛ مفتاح النجات از مرزا محمد معتمد لکھتے ہیں وقد جاء الخبر الی معاوية بموت الحسن بن علی رضی اللہ عنهما فسجد شكر اللہ تعالی وبان السرور فی وجهه ؛ جب معاویہ کو

امام حسن بن علی (علیہ السلام) کے مرنے کی اطلاع ملی تو اُس نے شکر خداوندی کا سجدہ کیا اور خوشی اُس کے چہرے سے ظاہر ہوئی۔

قال ابن خلكان: لما مرض الحسن رضي الله تعالى عنه، كتب مروان بن حكم إلى معاوية بذلک، فكتب إليه معاوية أن أقبل المطي إلي بخبر الحسن، فلما بلغ معاوية موته سمع تكبيرة من الخضراء، فكبر أهل الشام لذلک التكبير، فقالت فاختة بنت قريظة لمعاوية: أقر الله عينک ما الذي كبرت لأجله؟ فقال: مات الحسن، فقالت أعلى موت ابن فاطمة تكبر. فقال: وَاللهِ ما كبرت شماتة بموته، ولكن استراح قلبي ودخل عليه ابن عباس رضي الله تعالى عنهما فقال له: يا ابن عباس هل تحري ما حدث في أهل بيتک؟ فقال: لا أثري ما حدث. إلا أني أراک مستبشرا وقد بلغني تكبيرک، فقال: مات الحسن فقال ابن عباس يرحم الله أبا محمد ثلاثا، والله يا معاوية لا تسد حفرته حفرتک، ولا يزيد عمره في عمرک، ولئن كنا قد أصبنا بالحسن، فلقد أصبنا بإمام المتقين وخاتم النبيين، فجبر الله تلک الصدعة، وسكن تلک العبرة، وكان الله الخلف علينا من بعمه. ابن خلکان کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن زہر کہ وجہ سے بیمار ہوئے تو مروان نے معاویہ کو اُس کی خبر لکھ بھیجی اور معاویہ نے پوشیدہ طور پر مروان کو مسلسل خبر دینے کا حکم دیا۔ جب عبداللہ ابن عباس معاویہ کے پاس آئے اور کہا میں مسجد میں تھا یکا یک معاویہ کے قصر سے تکبیر بلند ہوئی اور اس کے ساتھ اوروں نے بھی تکبیر کہی۔ فاختة بنت قریظة نے اپنے جھروکے سے معاویہ سے پوچھا: خدا امیر

المومنین کو خوش رکھے یہ کونسی خبر تھی جس کو سن کر آپ اس قدر مسرور ہیں، معاویہ نے جواب دیا خبر موت حسنؑ ابن علیؑ ہے، اس کو سن کر فاختہ نے کہا: انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پھر جی بھر کر روئی۔ پھر جب ابن عباسؓ معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے کہا: ابن عباس! حسنؑ نے وفات پائی۔ تو ابن عباسؓ نے پوچھا کیا تو نے اسی لئے تکبیر بلند کی تھی؟۔

وكان الحسن رضى الله تعالى عنه قد سم، سمته إمرأته جعدة بنت الأشعث، فمكث شهرين يرفع من تحته في اليوم كذا وكذا مرة طست من، وكان رضي الله تعالى عنه يقول: سقيت السم مرارا ما أصابني فيها ما أصابني في هفة المرة- حياة الحيوان باب خلافة معاوية ج ۱ ص ۵۵

مرض الحسن بن علي مرضه الذي مات فيه، فكتب عامل المدينة إلى معاوية يخبره بشكاية الحسن، فكتب إليه معاوية: إن استطعت ألا يمضى يوم يمر بي إلا يأتيني فيه خبره فافعل، فلم يزل يكتب إليه بحاله حتى توفى. فكتب إليه بذلک، فلما أتاه الخبر أظهر فرحا وسرورا، حتى سجد وسجد من كان معه، فبلغ ذلک عبد الله بن عباس، الامامة السياسة امام ابي محمد دينوري ج ۱ ص ۲۲۹ ترجمہ وہ ہی ہے جو اس کے قبل کے مذکور ہو چکا، مزید یہ کہ معاویہ نے موت کی خبر سُن کر سجدہ شکر کیا۔

جمرة اطفاها الله: یہ معاویہ نے شہادت امام حسنؑ کے بعد کہا کہ اللہ نے ایک آگ کی چنگاری کو بجھا دیا۔ النصائح الکافیہ محمد ابن عقیل ص ۱۲۳؛ تاریخ ابن عساکر ج ۶۸ ص ۹۳؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۳ ص ۱۵۸؛ سنن ابی داؤد کتاب لباس

ج ٢ ص ٢٧٥ ۔لغات الحدیث مولانا وحیدالزمان حرف ''ج'' ص ٨٨

وتوفي الحسن من سم سقته زوجته جعدة بنت الأشعث قيل فعلت ذلک بأمر معاوية وقيل بأمر يزيد بن معاوية ووعدها أنه يتزوجها إن فعلت ذلک فسقته السم وطالبت يزيد أن يتزوجها فأبى. وكان الحسن قد أوصى أن يدفن عند جده رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما توفي أرادوا ذلک وكان على المدينة مروان بن الحكم من قبل معاوية فمنع من ذلک وكاد يقع بين بني أمية وبين بني هاشم بسبب ذلک فتنة فقالت عائشة رضي الله عنها: البيت بيتي ولا آذن أن يدفن فيه فدفن بالبقيع ولما بلغ معاوية موت الحسن خر ساجداً . تاريخ أبي الفداء ج ١ ص ٢٨٤ باب اخبار الحسن ابنه مختصر في اخبار البشر ابو الفداء أخبار معوية ج ١ ص ١٢٧

ترجمہ وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے مزید اس میں یہ کہ جب امام حسنؑ کو اُن کی وصیت کے بنا پر روضہ رسولؐ کے پاس لایا گیا تو حضرت عائشہ نے روک دیا کہ یہ مکان میرا مکان ہے اور اجازت نہ دینے پر جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ معاویہ نے موت کی خبر سُن کر سجدہ شکر کیا۔

فلما رأت عائشة السلاح والرجال، قالت: البيت بيتي ولا آذن أن يدفن فيه أحد۔ ۔انساب الاشراف، بلاذری۔ باب وفاۃ الحسن ج ا ص ٣٨٩۔

حضرت عائشہ مسلح لوگوں کے ساتھ وارد ہوئیں دفن امام حسنؑ کو اُن کے جدؐ کے پاس دفن کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ میرا مکان ہے۔

حضرت عائشہ کا یہ دعوی غلط تھا اس لئے کے امام حسنؑ بچپن سے اُسی گھر میں اپنے نانا کے ساتھ گذارے تھے، اگر انہیں یہ معلوم رہتا کہ یہ مکان حضرت عائشہ کا ہے تو وہ کبھی بھی اپنے دفن کے لئے وصیت نہ کرتے اور نہ امام حسینؑ دفن کے لئے لے آتے ۔ آل محمد علیہم السلام ہمیشہ لوگوں کو عطا کرتے رہے کبھی کسی سے لیا کچھ نہیں ۔ دلیل یہ ہے کہ جب امام حسینؑ وارد کربلا ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے زمین کربلا کو اُن کے مالکوں سے خرید لیا اور اُنہیں دوبارہ ہبہ کر دیا۔ امام حسینؑ نہیں چاہتے تھے کے وہ غیر کی زمین میں دفن ہوں۔

لَعَنَ اللهُ اُمَّةً قَتَلَتْکَ، وَلَعَنَ اللهُ اُمَّةً ظَلَمَتْکَ، وَلَعَنَ اللهُ اُمَّةً سَمِعَتْ بِذٰلِکَ فَرَضِيَتْ بِهِ.

بسمه سبحانه و بذکر ولیه

دفن رسولؐ اللہ

چو صحابہ حُبِ دنیا داشتند
مصطفی را بے کفن انداختند

مولانا رومؒ

دفن رسول اکرم ﷺ میں صحابہ کی غیر حاضری۔

ا۔عن عروة ان ابابکر و عمر لم یشهدوا دفن النبي و کانا في الانصار فدفن قبل ان یرجعها -عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر آنحضرت ﷺ کے دفن میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں انصار کے پاس تھے اور ان دونوں کے واپس آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ دفن ہو چکے تھے۔ **کنز العمال ج۵ ص ۶۵ سلسلہ ۱۴۱۳۹، جامع المسانید سیوطی ج۱۳ ص ۲۶ سلسلہ ۱۰۳۵۔ مصنف ابن ابی شیبة ج۸ ص ۵۲**۔ صرف چار لوگ تھے۔ **وولی دفن الرسول إخفاءه دون الناس أربعة، علی علیہ السلام و العباس، و الفضل و صالح۔ المطالب عالیه ابن حجر**

باب وفاة سیدنا رسول ج ۱۲ ص ۲۹۰ سلسلہ ۴۴۴۔ ازالة الخفاء جلد اول ص ۱۷: صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعیّن و تقرر کی طرف مائل ہوئی۔

ب۔ اعلم ایضا ان الصحابة رضوان الله علیهم اجمعین إجمعوا علی أن نصب الامام بعد انقراض زمن النبوة واجب بل جعلوه أهم الواجبات حیث اشتغلوا به عن دفن رسول الله۔ صواعق محرقه ابن حجر مکی مقدمه ثانیه جلد ۱ ص ۲۵۔ جان لو کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بات پر اجماع کیا کہ زمانہ نبوت کے ختم ہونے پر امام کا مقرر کرنا واجب ہے بلکہ اس کو ان لوگوں نے سب سے زیادہ اہم اور واجب سمجھا اس حد تک کہ اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان لوگوں دفن رسول کو بھی چھوڑ دیا۔

ملا علی قاری اپنی تصنیف شرح فقه اکبر ص ۱۷۵: ما أخرجه مسلم من حدیث ابن عمر بلفظ من مات بغیر امام مات میتة جاهلیة و لان صحابة جعلوا اهم المهمات نصب الامام حتی قدموه علی دفنه علیه الصلوٰة و السلام

ملا علی قاری اپنی تصنیف شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۷۵ تحریر کرتے ہیں کہ امام مسلم کے حوالے سے کہ عبداللہ ابن عمر کی یہ حدیث جو کوئی مرجائے بغیر امام کے وہ جہالت کی موت مرا اس لئے اصحاب نے امام کے انتخاب کو مقدم کیا دفن رسول ﷺ پر۔

ج۔ عن عائشة قالت دخلت ابی بکر فقال فی کم کفنتم النبی قالت فی ثلاثة اثوب بیض صحولیة لیس فیهما قمیص و عمامة۔ قال لها ای یوم توفی رسول

ا{ قالت یوم الاثنین۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس حاضر ہوئی تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ رسول ؐ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا تھا؟ میں نے کہا تین صحول کے بنے ہوئے کپڑوں میں جن میں قمیص تھا نہ عمامہ پھر انھوں نے پوچھا رسولؐ کی وفات کس دن ہوئی؟۔میں نے کہا دوشنبہ کے دن،۔ریاض النظرۃ ج ۱ ص ۱۷۹ تاریخ صغیر بخاری ص ۲۴؛ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۰، وصحیح البخاری پ ۶ ص ۴ باب موت یوم الثنین۔

ے۔یحتمل ان یکون السوال عن قدر الکفن حقیقة لانه لم یحضر ذلک لاشتغاله بامر البیعة۔فتح الباری ج ۶ ص ۴ اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر کا سوال کفن کے متعلق حقیقت پر مبنی ہو کیوں کہ وہ اُس وقت اپنی بیعت کے احتمال میں مشغول تھے۔رسولؐ کو کفن پہناتے وقت وہاں موجود تھے ہی نہیں۔

ہ۔حدثني الزهري عن علي بن حسين قال فلما فرغ من غسل رسول الله كفن في ثلاثة أثواب ثوبين صحاريين و برد حبرة أدرج فيها إدراجا۔طبری جلد ۳ ص ۲۰۴ (عربی) حضرت علی ابن الحسین (جو ۳۸ ہجری میں پیدا ہوئے تھے) زہری نے بیان کیا کہ آپؑ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسل دے چکے تو آپ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا دو کپڑے صحاری کے تھے اور ایک نقشی بیلدار چادر (یمنی) انہیں پارچوں میں آنحضرتؐ کو لپیٹ دیا گیا۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں یہ لکھنے پر مجبور ہوئے:-

''اس بات کا بھی انتظار نہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین سے

فراغت حاصل کرلی جائے۔کس کے قیاس میں آسکتا ہے کہ رسولؐ اللہ انتقال فرمائیں اور جن لوگوں کو اُن سے عشق و محبت کا دعویٰ ہو وہ ان کو بے گوروکفن چھوڑ کر چلے جائیں اور اس بندوبست میں مصروف ہوں کہ مسند حکومت اوروں کے قبضہ میں نہ آجائے۔تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل اُن لوگوں سے (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) سرزد ہوا جو آسمان اسلام کے مہر و ماہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔

اس فعل کی ناگواری اُس وقت اور نمایاں ہوجاتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو آنحضرتؐ سے فطری تعلق تھا،یعنی حضرت علیؓ و خاندان بنی ہاشم اُن پر فطری تعلق کا پورا پورا اثر ہوا اور وہ اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دردوغم اور تجہیز و تکفین سے اُن کو باتوں کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی۔

یہ سچ ہے کہ حضرت عمرؓ و ابوبکرؓ وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے یہ بھی سچ ہے کہ اُنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر خلافت کے باب میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اس طرح ان کوششوں میں مصروف رہے کہ گویا اُن پر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا۔کتاب الفاروق شمس العلماء علامہ شبلی نعمانیؒ صفحہ ۷۳ باب سقیفہ بنی ساعدہ،حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اور حضرت عمرؓ کا استخلاف۔طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

شجاعت حضرت عمر فاروق

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے ☆☆ یہ بازو بڑے آزمائے ہوئے ہیں

۱۶۸۳۸ ۔ جبار فی الجاهلیة و خوّار فی الاسلام ۔ ابوبکر نے یہ عمر سے کہا کہ تو جہالت کے زمانے میں بڑا سرکش تھا اور اسلام لانے کے بعد ناتواں اور کمزور ہوگیا۔ کنز العمال ج ۶ ص ۵۲۷، ج ۱۲ ص ۴۹۴

حدثنا یحیی بن سلیمان قال: حدثنی ابن وهاب قال حدثنی عمر بن محمد قال: فأخبرنی جدی زید بن عبدالله بن عمر عن ابیه قال: بئنما هو فی الدار خائفا ۔۔۔ الخ کتاب المناقب باب اسلام عمر ابن خطاب

زید بن عبداللہ ابن عمر ابن خطاب نے اپنے والد عبداللہ ابن عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد عمر ابن خطاب ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے رہتے تھے جب عاص بن وائل نے دیکھا کہ یہ خوف زدہ ہیں تو پوچھا کہ تیرا یہ حال کیوں ہے تو کہا لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو مجھ کو مار ڈالیں گے ۔ جب

لوگ عمر کے گھر آئے تو عاص نے لوگوں سے پوچھا کیوں آئے ہو تو لوگوں نے جواب دیا ”خطاب کے بیٹے کی خبر لینے آئے ہیں“۔ اس پر عاص نے کہا تم عمر کو مت ستاؤ۔ یہ سنتے ہی لوگ چلے گئے۔

تیسیر البار ی، ج ۵، باب اسلام عمر بن خطاب، ح ۲۰۴، ص ۱۶۰ ۔

۔عن عروة في نزول النبي صلى الله عليه وسلم الحديبية قال: وفزعت قريش لنزوله عليهم وأحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يبعث إليهم رجلا من أصحابه فدعا عمر بن الخطاب ليبعثه إليهم فقال: يا رسول الله إني لألعنهم وليس أحد بمكة من بني كعب يغضب لي إن أوذيت فأرسل عثمان

۳۰۰۲۵ ۔ حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفاء قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپ عثمان بن عفان کو بھیجئے کہ بنی اُمیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۸۱

۴۲۹۱ ۔ كان يوم أحد هزمنا ففررت حتى صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

بعث عمر و بعث الناس الی مدنیتهم او قصرهم فقاتلوهم فلم یلبثوا ان هزموا عمر و اصحابه فجآؤا یجبنونه ویجبنهم۔ مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۳۷؛ مجمع الزوائد ج۶ ص ۱۵۱؛ کنزالعمال ج۱۰ ص ۴۶۲ سلسلہ ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر ج۴۲ ص ۹۳؛ طبری (عربی) ج۲ ص ۳۰۰ (اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔ رسول اللہ ﷺ خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت عمر کو بھیجا اور اُن کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا اُن یہودیوں کے شہر یا قصر کی طرف تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حضرت عمر اور اُن کے اصحاب شکست کھا کر پسپا ہو کر واپس آئے اُن کے ساتھی اُن پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے اور حضرت عمر اُن ساتھیوں پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت مرتضیٰؑ نے ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اُس کے ترک کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کیا۔ ازلۃ الخفاء شاہ ولی اللہ محدث جلد ۳ ص ۱۷۸

جنگ حنین میں آنحضرتؐ کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ صحیح بخاری ج ۲، ب ۵۲۴، ح ۱۴۴۵؛ اُن بھاگنے والوں میں عمر ابن خطاب تھے (معهم بعمر بن خطاب۔ صحیح بخاری ج ۲، ب ۵۲۴، ح ۱۴۴۸، تیسیر الباری شرح صحیح البخاری جلد ۵ ص ۴۸۱۔

۳۵۸۸۸۔ فوطئه وطأ شديدا و هو غضبان اليه أخته تحجزه عن زوجها ففخها عمر بيده فشجها۔ فلم رأت الدم

جب حضرت عمر کو یہ معلوم ہوا کہ اُن کی بہنوئی اور بہن دونوں مسلمان ہو چکے ہیں یہ اُن کے گھر گئے اور اپنے بہنوئی کو خوب پیٹا اور بہن کو اتنا مارا کہ چہرہ زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ جب عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی قمیض اور چادر پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا: اے عمر! تو باز نہ آئے گا جب تک تجھ پر بھی وحی نازل ہو جیسا ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا: مثل ما انزل بالولید بن المغیرة یعنی الخزی والنکال۔

طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶۹ باب اسلام عمر (عربی) اردو ۳ ص ۵۶؛ تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۱۴؛ کنزالعمال ج ۱۲ ص ۶۰۹

۳۵۷۴۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ: قال لی عمر: کان أول إسلامی أن ضرب أختی المخاض فأخرجت من البیت۔۔ الخ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ: حضرت عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں اپنی بہن کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ اس کا ذکر اور کتابوں میں ہے جیسے ابن عساکر تاریخ ج ۴۴ ص ۲۹؛ تاریخ اسلام الذہبی ج ۱ ص ۱۷۳؛ السیرة الحلبیة ج ۲ ص ۱۸

۴۲۹۱۱۔ عن سعيد بن المسيب قال: لما مات أبو بكر بكي عليه فقال عمر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الميت يعذب ببكاء الحي، فأبوا إلا أن يبكوا، فقال عمر لهشام بن الوليد: قم فأخرج النساءَ فقالت عائشة: أخرجک، فقال عمر: ادخل فقد أذنت لک! فدخل، فقالت عائشة: أمخرجي أنت يا بني! فقال: أما لک، فقد أذنت لک، فجعل يخرجهن امرأة

امرأة وهو يضربهن بالدرة حتى خرجت أم فروة وفرق بينهن.

۴۲۹۱۱ ـ سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو اُن پر رو یا گیا مغرب اور عشاء کے درمیان ہم لوگ صبح کر دی اسی حالت میں (یعنی صبح تک روتے رہے) ۔عمر ابن خطاب نے ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ اُن عورتوں کو باہر نکالو۔حضرت عائشہ نے کہا میں تمہیں باہر نکالدوں گی، حضرت عمر نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں نے تمہیں اجازت دی ہے چنانچہ پھر وہ ایک ایک عورتوں کو باہر نکالنے لگے اور درے سے مارنے لگے اُن میں ابوبکر بہن اُم فروہ بھی تھیں۔

۴۲۹۰۶ ـ عن نصر بن أبي عاصم أن عمر سمع نواحة بالمدينة ليلا فأتاها فدخل عليها، ففرق النساء، فأدرک النائحة فجعل يضربها بالدرة، فوقع خمارها فقالوا: شعرها يا أمير المؤمنين! فقال: أجل، فلا حرمة لها.

۴۲۹۰۶ ـ نصر بن ابی عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رات کے وقت مدینہ میں نوحے کی آواز سُنی تو آپ اس کے گھر میں گئے اور عورتوں کو منتشر کیا اور نوحہ کرنے والیوں کو درے سے مارنے لگے اس میں کسی عورت کا حجاب گر گیا تو لوگوں نے کہا: یا امیر المومنین اُسکے بال نظر آرہے ہیں ۔حضرت عمر نے جواب دیا: ہاں مجھے بھی نظر آرہے ہیں جو شریعت کے خلاف ورزی کرے اُس کی عزت وحرمت نہیں۔

کیا خلیفہ دوم عمر بن خطاب زمانہ جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے؟

زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی تاریخ ، انسان کو آج بھی پریشان کر دیتی ہے ۔جاہل عرب بے عزتی اور مفلسی کے ڈر سے کہ شاید لڑکی کبھی جنگ میں دشمنوں کے ہاتھ لگ جائے، لڑکیوں کو کمسنی میں زندہ درگور کر دیتے تھے اور ان افراد میں سے جو لڑکیوں زندہ دفن کر دیتے تھے خلیفہ دوم عمر بن خطاب بھی تھے

طبرانی نے معجم کبیر جلد ۱۸ ص ۳۳۷ سلسہ ۸۶۳ میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے:

863 حدثنا عَبْدَانُ بن أَحْمَدَ ثنا الْحُسَيْنُ بن مَهْدِيٍّ الأُبُلِّيّ ثنا عبد الرَّزَّاقِ أنا إِسْرَائِيلُ ثنا سِمَاکُ بن حَرْبٍ قال سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بن بَشِيرٍ يقول سمعت عُمَرَ بن الْخَطَّابِ يقول وَسُئِلَ عن قَوْلِهِ وإذا المؤدة سئلت قال جاء قَيْسُ بن عَاصِمٍ إلى رسول اللهِ صلى اللهُ عليه وسلم قال إني وَأَدْتُ ثَمَانِيَ بنات لي في الْجَاهِلِيَّةِ قال اعتق عن كل وَاحِدَةٍ منها رَقَبَةً قلت إني صَاحِبُ إِبِلٍ قال اهْدِ إن شِئْتَ عن كل وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ بَدَنَةً.

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے سورہ التکویر آیت۸ : وإذا المؤدة سئلت کی تفسیر سنی کہ وہ کہتے ہیں کہ : قیس بن عاصم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ : میں نے زمانہ جاہلیت میں 8 بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا اب کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ہر ایک لڑکی کے بدلے ایک غلام

آزاد کرو۔ میں (عمرابن خطاب) نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ: میں چوبان ہوں اور اونٹ میرے پاس ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہر ایک لڑکی کے بدلے ایک اونٹ ہدیہ دو

الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب (متوفی 360ھ)، المعجم الکبیر، ج 18 ص 337، تحقیق: حمدی بن عبدالمجید السلفی، ناشر: مکتبة الزهراء - الموصل، الطبعة: الثانیة، 1404ھ – 1983 م.

ہیثمی اس سندروایت کی بارے میں کہتے ہیں:

رواه البزار والطبراني ورجال البزار رجال الصحيح غير حسين بن مهدي الأيلي وهو ثقة

اس روایت کو بزار اور طبرانی نے نقل کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح روایت کے راوی ہیں سوائے حسین بن مہدی کہ وہ ثقہ ہے۔

الهيثمي، ابو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر (متوفاى 807هـ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 7 ص 134، ناشر: دار الريان للتراث/ دار الكتاب العربي - القاهرة، بيروت 1407 هـ.

نووی شافعی نے کتاب المجموع میں لکھا ہے:

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إنِّي وَأَدْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ: أَعْتِقْ عَنْ كُلِّ مَوْؤُودٍ رَقَبَةً. والمؤدةُ البنتُ المقتولةِ عندما تَوَلَّدَ، كان أهلُ الجاهليةِ يفعلونَ ذلك مخافةَ العارِ والفقرِ.

عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ: وہ کہتے ہیں: اے رسول خدا ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں، اپنی بیٹیوں زندہ دفن کر دیا تھا {اب کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: ہر زندہ دفن کی جانے والی بیٹی کے بدلے ایک غلام آزاد کرو۔

”موؤدۃ“ سے مراد وہ لڑکی ہے جسے ولادت کے وقت قتل کر دیا جاتا تھا۔ زمان جاہلیت میں لوگ بے عزتی اور فقر کے خدشہ کی وجہ سے یہ کام کرتے تھے۔

النووي الشافعي، محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف بن مر بن جمعة بن حزام (متوفاى 676هـ)، المجموع، ج19، ص 187، ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، التكملة الثانية.

ماوردی بصری شافعی نے بھی کتاب الحاوی الکبیر جلد ۱۳ ص ۱۴۸ باب کفارۃ میں لکھا ہے:

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إنِّي وَأَدْتُ فِي الْجَاهِلِية. فَقَالَ: أَعْتِقْ عَنْ كُلِّ مَوْؤُودٍ رَقَبة. وَذَلِكَ أَنَّ الْعَرَبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَتْ تَحْفِرُ تَحْتَ الْحَامِلِ إذَا ضَرَبَهَا الطَّلْقُ حُفَيْرَةً يَسْقُطُ فِيهَا وَلَدُهَا إذَا وَضَعَتْهُ، فَإِنْ كَانَ ذَكَرًا أَخْرَجُوهُ مِنْهَا، وَإِنْ كَانَ أُنْثَى تُرِكَتْ فِي حُفْرَتِهَا، وَطُمَّ التُّرَابُ عَلَيْهَا حَتَّى تَمُوتَ، وَهَذَا قَتْلُ عَمْدٍ، وَقَدْ أُوجِبَتْ فِيهِ الْكَفَّارَةُ.

عمر بن خطاب سے نقل ہوا ہے کہ: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں نے زمانہ جاہلیت میں، اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا۔ اب کیا کروں؟} آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ہر لڑکی کے عوض ایک غلام آزاد کرو اس کی وجہ یہ تھی کہ جاہلیت میں عرب،

حاملہ عورت کے نیچے گڑھا بناتے تھے جب عورت وضع حمل کرتی تھی وہ مولود اس میں جا گرتا تھا اگر لڑکا ہوتا تھا تو اسے باہر نکال لیتے تھے اور اگر لڑکی ہوتی تو اسے اسی میں دفن کر دیتے تھے تاکہ مرجائے یہ کام قتل عمد شمار ہوتا ہے اور دوسرے احکام کے ساتھ ساتھ کفارے کا باعث بنتا ہے۔

الماوردي البصري الشافعي، أبو الحسن علي بن محمد بن حبيب (متوفى 450هـ)، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني، ج13 ص 67، تحقيق الشيخ علي محمد معوض - الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، ناشر: دار الكتب العالمية - بيروت - لبنان، الطباعة: الأولى، 1419هـ-1999م.

محمد امین شنقیطی متوفی 1393ھ نے اضواء البیان میں اور تمیمی حنبلی متوفی 1225ھ نے الفواکہ العذاب میں لکھا ہے:

وقد جاءَ عن عمرَ رضي الله عنه قولُه : أمرانِ في الجاهليةِ . أحدُهما : يُبْكِيني والآخرُ يُضحِكُني . أما الذي يبكيني : فقد ذَهبتُ بابنةٍ لي لِوَأْدِها، فكنتُ أحفَرُ لها الحفرةَ وتَنْفُضُ الترابَ عن لِحْيَتِي وهي لا تدري ماذا أريدُ لها، فإذا تَذَكّرتُ ذلک بَكَيتُ . والأخرى : كنت أصْنَعُ إلهًا من التمرِ أضَعُهُ عند رأسي يَحرُسُنِي لَيلاً، فإذا أصْبَحتُ مُعَافًى أكلتُه، فإذا تَذَكرت ذلک ضَحِكْتُ من نَفسي.

عمر بن خطاب سے نقل ہوا ہے کہ زمانہ جاہلیت کی دو یادیں ایسی ہیں کہ ایک

مجھے رلاتی ہے اور دوسری ہنساتی ہے وہ یاد جو رلاتی ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر رہا تھا اور وہ میری داڑھی پر مٹی جو لگ گئی تھی اپنے ہاتھ سے صاف کر رہی تھی لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ میں اسکے ساتھ کیا کرنے والا ہوں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں رو پڑتا ہوں اور دوسری یاد جسے میں یاد کر کے ہنستا ہوں وہ یہ ہے میں خدا کے بت کو کھجور سے بناتا تھا اور رات میں اپنے سرہانے رکھ لیا کرتا تھا جب صبح بھوکا اٹھتا تھا تو اسے کھا لیتا تھا جب بھی اس بات کو یاد کرتا ہوں تو ہنسے بغیر نہیں رہ پاتا ہوں۔

کتاب عبقرية عمر بن خطاب تاليف عباس محمود العقاد ص ۲۲۲؛ الجكني الشنقيطي، محمد الأمين بن محمد بن المختار (متوفى 1393هـ.(، أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، ج 8 ص 439، تحقيق: مكتب البحوث والدراسات، ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر. -بيروت. -1415هـ - 1995م. التميمي الحنبلي، حمد بن ناصر بن عثمان آل معمر (متوفى 1225هـ)، الفواكه العذاب في الرد علي من لم يحكم السنة والكتاب، ج9 ص 80، طبق برنامه الجامع الكبير.

عمر اپنی بیوی کی پٹائی کرتے ہیں:

عمر کی ایک بری صفت یہ بھی تھی کہ ہمیشہ اپنی بیوی کی پٹائی کیا کرتے تھے۔ ابن ماجہ نے سنن میں جو کہ صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے لکھا ہے:

اشعث بن قیس سے نقل ہے وہ کہتا ہے:

ضيفتُ عُمَرَ لَيلَةً فلما كان في جَوْفِ اللَّيلِ قامَ إلى امْرَاتِهِ يَضرِبُهَا

فَحَجَزْتُ بَیْنَهُمَا.

ایک رات میں عمر کا مہمان تھا جب آدھی رات ہوگئی تو عمر نے اپنی بیوی کی پٹائی شروع کر دی تب میں نے جا کر بیچ بچاؤ کروایا اور دونوں کو الگ کر دیا۔ جب عمر میرے پاس آئے تو کہا: فلما اوَی إلی فِرَاشِهِ قال لي يا اشْعَثُ احْفَظْ عَنِّي شيئا سَمِعْتُهُ عن رسول اللهِ صلی الله علیه وسلم لَا يُسْئَلُ الرَّجُلُ فِيمَ يَضْرِبُ امْرَاتَهُ۔

اے اشعث! ایک قول رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اسے یاد رکھو! وہ یہ ہے کہ مرد سے اپنی بیوی کو مارنے کے بارے میں کوئی سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔

القزويني، محمد بن يزيد ابو عبدالله (متوفى 275ه)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 639 ح1986، بَاب ضَرْبِ النِّسَاءِ، تحقيق محمد فو اد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت؛ المقدسي الحنبلي، ابو عبدالله محمد بن عبد الواحد بن احمد (متوفى 643ه)، الاحاديث المختارة، ج 1، ص 189، تحقيق عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، ناشر: مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطباعة: الاولى، 1410هـ؛ المزي، يوسف بن الزكي عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفى742هـ)، تهذيب الكمال، ج18 ص 31، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مو سسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ه 1980م؛

القرشي الدمشقي، اسماعيل بن عمربن كثير ابوالفداء (متوفى 774هـ)، تفسير القرآن العظيم، ج 1ص 493، ناشر: دار الفكر -

بيروت 1401هـ.

اسی روایت سے مشابہ مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے: الشيباني، احمد بن حنبل ابو عبدالله (متوفى 241هـ)، مسند الإمام احمد بن حنبل، ج 1 ص 20، ناشر: مو سسة قرطبة مصر.

ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے حضرت عمر فاروق کا جناب محسن کو شہید کرنا، ناممکن بات نہیں ہے۔

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

کیا معاویہ کاتب وحی تھا؟

جو چیز ہمیں روایات اور تاریخی کتب سے ملتی ہے اور ثابت شدہ ہے، وہ یہ ہے امیر المومنین علی علیہ السلام، ابی بن کعب، زید بن ثابت کاتب وحی تھے لیکن معاویہ بن ابوسفیان کا بھی کاتب وحی ہونا ثابت نہیں ہے اور اہل سنت کے بزرگ علماء نے اس بات کو بنو امیہ کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔

اہل سنت کے کتابوں میں اہم ترین روایت جو معاویہ کو کاتب وحی ہونا بتاتی ہے وہ صحیح مسلم نیشاپوری کی روایت ہے۔

روایت یہ ہے:

حدثني عَبّاسُ بن عبد الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَاَحْمَدُ بن جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قالا حدثنا النَّضْرُ وهو بن مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ حدثنا عِكْرِمَةُ حدثنا ابو زُمَيْلٍ حدثني بن عَبّاسٍ قال كان الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إلى ابي سُفْيَانَ ولا يُقَاعِدُونَهُ فقال لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ اُعْطِنِيهِنَّ قال نعم قال عِنْدِي اَحْسَنُ الْعَرَبِ وَاَجْمَلُهُ اُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ ابي سُفْيَانَ اُزَوِّجُكَهَا قال نعم قال وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بين يَدَيْكَ قال نعم قال وَتُؤَمِّرُنِي حتى اُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كما كنت اُقَاتِلُ

الْمُسْلِمِينَ قال نعم قال ابو زُمَيْلٍ وَلَوْلَا اَنَّهُ طَلَبَ ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم ما اَعْطَاهُ ذلك لِاَنَّهُ لم يَكُنْ يُسْاَلُ شيئا إلا قال نعم.

ابن عباس رض کہتے ہیں: مسلمین ابوسفیان کا احترام نہیں کرتے تھے اور اس کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرتے تھے تو ابوسفیان نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ: میں آپ سے تین چیزوں کا طلبگار ہوں اور خواہش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو ابوسفیان نے کہا: میرے پاس میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی خوبصورت اور جمیل ترین عورت ہے میں اس کی شادی آپ سے کرتا ہوں

آپ نے فرمایا قبول ہے۔ کہا اور معاویہ کو اپنے لئے کاتب قرار دیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے امیر قرار دیں تاکہ کفار سے جنگ کروں جس طرح مسلمانوں سے جنگ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا منظور ہے ابوزمیل کہتا ہے اگر ابوسفیان نبی صلی اللہ علیہ والہ سے طلب نہیں کرتا تو اسے عطا نہ کرتے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سوال کو رد نہیں کرتے ہیں۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج ابو الحسين القشيري (متوفى 261هـ)، صحيح مسلم، ج 4 ص 1945، ح 2501، كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، 40 بَاب من فَضَائِلِ ابي سُفْيَانَ بن حَرْبٍ، تحقيق: محمد فواد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. نووی (متوفی 676ھ) اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

واعلم ان هذا الحديث من الاحاديث المشهورة بالاشكال ووجه

الاشكال ا ن ا با سفيان إنّما ا سلم يوم فتح مكة سنة ثمان من الهجرة وهذا مشهور لا خلاف فيه وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد تزوّج ام حبيبة قبل ذلک بزمان طويل.قال ابو عبيدة وخليفة بن خياط وإبن البرقي والجمهور: تزّوجها سنة ست وقيل سنة سبع. ...

قال القاضي: والذي في مسلم هنا انّه زوّجها ابو سفيان غريب جدّاً وخبرها مع ابي سفيان حين ورد المدينة في حال كفره مشهور ولم يزد القاضي على هذا وقال ابن حزم هذا الحديث وهم من بعض الرواة؛ لانّه لا خلاف بين الناس انّ النبي صلى الله عليه وسلم تزّوج ام حبيبة قبل الفتح بدهر وهي بارض الحبشة وابوها كافر وفي رواية عن ابن حزم ايضاً انّه قال: موضوع. قال: والافة فيه من عِكْرِمَة بن عمار الراوي عن ابي زميل. ...

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جس پر اعتراض اور اشکال مشہور ومعروف ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یقینا ابوسفیان فتح مکہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوا ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ نے ام حبیبہ سے فتح مکہ سے بہت پہلے شادی کر رکھی تھی ۔

ابوعبیدہ ،خلیفہ بن خیاط ،ابن برقی اور جمہور نے کہا ہے رسول اکرم ﷺ نے ام حبیبہ سے ۶ ہجری میں شادی کی تھی اور کہا گیا ہے سات ہجری میں ۔

قاضی نے کہا ہے کہ : مسلم کی یہ روایت انتہائی عجیب وغریب ہے اور ابوسفیان کا مدینہ میں کفر کی حالت میں آنا مشہور ہے۔

ابن حزم نے کہا ہے : یہ حدیث بعض راویوں کا وہم ہے اس لئے اس میں اختلاف نہیں

ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے ام حبیبہ سے عام الفتح سے قبل شادی کی تھی اور اُم حبیبہ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھیں جبکہ آپ کا باپ کافر تھا اور ابن حزم سے دوسری روایت ہوئی ہے کہ یہ حدیث بناوٹی اور جعلی ہے اور اسکی مشکل اس لئے ہے کہ اس حدیث کا راوی عکرمہ بن عمار ہے جس نے ابوزمیل سے روایت کی ہے ۔

النووي، ابو زكريا يحيى بن شرف بن مري، شرح النووي على صحيح مسلم ، ج 16، ص 63، ناشر : دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية ، 1392 هـ.

شمس الدین ذہبی (متوفی 748ھ) نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے:

وفي صحيح مسلم قد ساق له اصلا منكرا عن سماک الحنفي عن ابن عباس في الثلاثة التي طلبها ابو سفيان وثلاثة احاديث اخر بالإسناد.

اس حدیث اور دوسری تین احادیث صحیح مسلم میں منکرات نقل ہوئی ہیں۔ ...

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، ميزان الاعتدال في نقد الرجال ، ج ۵، ص ۱۱۶ ، تحقيق : الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل احمد عبدالموجود، ناشر : دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة

وإبن ملقن شافعی (متوفی ۸۰۴ھ) نے بھی اس روایت پرتنقید کرتے ہوئے لکھا ہے:

هذا من الا حاديث المشهورة بالإشكال المعروفة بالإعضال، ووجه الإشكال : انّ ابا سفيان إنّما اسلم يوم الفتح، والفتح سنة ثمان، والنبي كان

قد تزّوجها قبل ذلک بزمن طویل. قَالَ خلیفة بن خیاط : والمشهور علی انّه تزّوجها سنة ست، ودخل بها سنة سبع. وقیل : تزّوجها سنة سبع، وقیل: سنة خمس.

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اشکال اور اعتراض میں مشہور ہیں اور کراہیت میں معروف ہیں اعتراض یہ ہے کہ ابوسفیان یوم فتح کو مسلمان ہوا ہے اور وہ ۸ ہجری ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ام حبیبہ سے ایک زمانہ قبل شادی کر لی تھی خلیفہ بن خیاط نے کہا ہے مشہور ہے شادی ۵ ہجری میں ہوئی اور زفاف ۶ ہجری میں کیا بعض نے سات اور بعض نے پانچ ہجری کہا ہے

الانصاري الشافعي، سراج الدين ابي حفص عمر بن علي بن احمد المعروف بابن الملقن، البدر المنير في تخريج الاحاديث والاثار الواقعة في الشرح الكبير، ج 6، ص 731، تحقيق : مصطفى ابو الغيط وعبدالله بن سليمان وياسر بن كمال، ناشر : دار الهجرة للنشر والتوزيع- الرياض-السعودية ، الطبعة : الاولى، 1425 هـ-2004م . ابن قيم الجوزيه (متوفى 751هـ)ابن تیمیہ کے خاص شاگرد نے اس روایت پر تفصیلی اعتراض کیا ہے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

وقد اشكل هذا الحديث على الناس فإنّ ام حبيبة تزّوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل إسلام ابي سفيان كما تقدم. زوّجها إيّاه النجاشي، ثم قَدِمَت على رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يسلم ابوها فكيف يقول بعد الفتح

ازوّجک ام حبيبة .فقالت طائف : هذا الحديث كذب لا اصل له. قال ابن حزم: كذبه عكرمة بن عمار وحمل عليه.

واستعظم ذلک ا خرون وقالوا : ا نّى يكون في صحيح مسلم حديث موضوع وإنما وجه الحديث انه طلب من النبي (ص) ان يجدد له العقد على ابنته ليبقى له وجه بين المسلمين وهذا ضعيف؛ فإنّ في الحديث ا ن النبي (ص) وعده وهو الصادق الوعد ولم ينقل ا حد قط ا نه جدّد العقد على ا م حبيبة. ومثل هذا لو كان، لنقل ولو نقل واحد عن واحد فحيث لم ينقله ا حد قط، علم انّه لم يقع ولم يزد القاضي عياض على استشكاله فقال: والذي وقع في مسلم من هذا غريب جدّاً عند اهل الخبر وخبرها مع ابي سفيان عند وروده إلى المدينة بسبب تجديد الصلح ودخوله عليها مشهور.

وقالت طائفة لم يتفق اهل النقل على انّ النبي (ص) تزّوج ام حبيبة رضي الله تعالى عنها وهي بارض الحبشة بل قد ذكر بعضهم ا ن النبي (ص) تزّوجها بالمدينة بعد قدومها من الحبشة حكاه ابو محمد المنذري وهذا من اضعف الاجوبة لوجوه:

احدها : انّ هذا القول لا يعرف به اثر صحيح ولا حسن ولا حكاه احد ممن يعتمد على نقله.

الثاني: ا ن قصة تزويج ا م حبيبة وهي با رض الحبشة قد جرت مجرى التواتر كتزويجه (ص) خديجة بمكة وعائشة بمكة وبنائه بعائشة بالمدينة

وتزويجه حفصة بالمدينة وصفية عام خيبر وميمونة في عمرة القضية ومثل هذه الوقائع شهرتها عند اهل العلم موجبة لقطعهم بها فلو جاء سند ظاهره الصحة يخالفها عَدّوه غلطا ولم يلتفتوا إليه ولا يمكنهم مكابرة نفوسهم في ذلك.

الثالث: انه من المعلوم عند اهل العلم بسيرة النبي (ص) واحواله انه لم يتاخر نكاح ام حبيبة إلى بعد فتح مكة ولا يقع ذلك في وهم احد منهم اصلا.

الرابع: ان ابا سفيان لما قدم المدينة دخل على ابنته ام حبيبة فلما ذهب ليجلس على فراش رسول الله (ص) طَوَته عنه، فقال: يا بنية ما ادري ارغبت بي عن هذا الفراش؟ ام رغبت به عني؟ قالت: بل هو فراش رسول الله (ص). قال: والله لقد اصابك يا بنية بعدي شرّ . وهذا مشهور عند اهل المغازي والسير.

الخامس: ان ام حبيبة كانت من مهاجرات الحبشة مع زوجها عبيد الله بن جحش ثم تَنَصّر زوجها وهلك بارض الحبشة ثم قدمت هي على رسول الله (ص) من الحبشة وكانت عنده ولم تكن عند ابيها، وهذا مما لا يشك فيه احد من اهل النقل ومن المعلوم ان اباها

لم يسلم إلا عام الفتح فكيف يقول: عندي اجمل العرب ازوّجك إياها؟ وهل كانت عنده بعد هجرتها وإسلامها قط؟ فإن كان، قال له هذا القول قبل إسلامه، فهو محال؛ فإنها لم تكن عنده ولم يكن له ولاية عليها اصلا وإن كان قاله بعد إسلامه فمحال ايضا؛ لان نكاحها لم يتاخر إلى بعد الفتح. ...

وقال ابو الفرج بن الجوزي: في هذا الحديث هو وهم من بعض الرواة لا شك فيه ولا تردد وقد اتهموا به عكرمة بن عمار راوي الحديث.

قال: وإنما قلنا إن هذا وهم؛ لان اهل التاريخ اجمعوا على ان ام حبيبة كانت تحت عبيد الله بن جحش وولدت له وهاجر بها وهما مسلمان إلى ارض الحبشة ثم تنصر وثبتت ام حبيبة على دينها فبعث رسول الله (ص) إلى النجاشي يخطبها عليه فزوجه إياها واصدقها عن رسول الله (ص) اربعة الاف درهم وذلك في سنة سبع من الهجرة وجاء ابو سفيان في زمن الهدنة فدخل عليها فثنت بساط رسول الله (ص) حتى لا يجلس عليه ولا خلاف ان اباسفيان ومعاوية اسلما في فتح مكة سنة ثمان ولا يعرف ان رسول الله (ص) امر اباسفيان اخر كلامه...

وقالت طائفة منهم البيهقي والمنذري رحمهما الله تعالى يحتمل ان تكون مسالة ابي سفيان النبي (ص) ان يزوجه ام حبيبة وقعت في بعض خرجاته إلى المدينة وهو كافر حين سمع نعي زوج ام حبيبة بارض الحبشة والمسالة الثانية والثالثة وقعتا بعد إسلامه فجمعها الراوي.

وهذا ايضا ضعيف جدا فان اباسفيان إنما قدم المدينة امنا بعد الهجرة في زمن الهدنة قبيل الفتح وكانت ام حبيبة إذ ذاك من نساء النبي (ص) ولم يقدم ابو سفيان قبل ذلك إلا مع الاحزاب عام الخندق ولولا الهدنة والصلح الذي كان بينهم وبين النبي (ص) لم يقدم المدينة فمتى قدم وزوج النبي

(ص) ام حبيبة فهذا غلط ظاهر .

وايضا فإنه لا يصح ان يكون تزويجه إياها في حال كفره إذ لا ولاية له عليها ولا تاخر ذلک إلى بعد إسلامه لما تقدم فعلى التقديرين لا يصح قوله ا زوجک ام حبيبة

وايضا فإن ظاهر الحديث يدل على ان المسائل الثلاثة وقعت منه في وقت واحد وانه قال ثلاث اعطنيهن الحديث ومعلوم ان سواله تاميره واتخاذ معاوية كاتبا إنما يتصور بعد إسلامه فكيف يقال بل سال بعض ذلک في حال كفره وبعضه وهو مسلم وسياق الحديث يرده. ...

وبالجملة فهذه الوجوه وامثالها مما يعلم بطلانها واستكراهها وغثاثتها ولا تفيد الناظر فيها علما بل النظر فيها والتعرض لابطالها من منارات العلم والله تعالى اعلم بالصواب

فالصواب ان الحديث غير محفوظ بل وقع فيه تخليط والله اعلم.

يعني

یہ حدیث عوام کے لئے مورد اعتراض واقع ہوئی ہے اس لئے کہ ام حبیبہ نے ابوسفیان کے مسلمان ہونے سے پہلے رسول اکرم ﷺ سے شادی کی تھی اور یہ شادی حبشہ میں نجاشی نے کروائی تھی لہٰذا کیسے ہوسکتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے کہے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث جھوٹی اور کذب ہے اور ابن حزم نے کہا اس حدیث کو عکرمہ بن عمار نے رسول اکرم

پر جھوٹ باندھا ہے۔

لیکن بعض نے اس حدیث کا دفاع کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح مسلم میں جعلی اور گھڑی ہوئی احادیث نہیں ہے لھذا اس کی توجیہ کی ہے اور کہا کہ : ابوسفیان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے درخواست کی وہ دوبارہ ام حبیبہ سے نکاح کریں تاکہ اس کی عزت مسلمانوں میں پیدا ہو لیکن توجیہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے اس کی درخواست کو قبول کیا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے ہیں جبکہ کسی نے نہیں کہا ہے کہ دوبارہ نکاح کیا گیا اور ایسی کوئی بات ہوتی تو ضرور نقل ہوتی پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ محدثین اور مورخین حبشہ میں ہونے والی ام حبیبہ کی شادی کو قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ مدینے میں ام حبیبہ کے لوٹنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ ام حبیبہ سے شادی کرتے ہیں اس قول کو ابو محمد منذری نے نقل کیا ہے لیکن یہ توجیہ ضعیف ترین قول ہے۔

ضعیف ہونے کے دلائل یہ ھے

اول :اس توجیہ اور جواب کو کہیں نہیں دیکھا گیا ہے اور نہ مورد اطمینان شخص نے نقل کیا ہے

دوم : ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں تواتر سے نقل ہوا ہے جس طرح سے ام المومنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا وعائشہ کا مکہ میں اور حفصہ، صفیہ، اور میمونہ کا مدینہ میں ہونا متواتر ہے اور اتنا مشہور ہے کہ جو یقین اور قطع تک پہونچ گیا ہے اور اگر کوئی اسکے خلاف ماخذ ہوتا بھی تو اس کو غلط قرار دیا جائے گا اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کی جائے گی

سوم : جوکوئی بھی سیرت اور تاریخ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ ام حبیبہ کی شادی فتح مکہ کے بعد نہیں ہوئی ہے اور کوئی ایسا گمان بھی نہیں کرسکتا ہے

چہارم : ابوسفیان مدینے آتا ہے اور ام حبیبہ کے ہاں جا کر جب مسند رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ پر بیٹھنا چاہتا ہے تو ام حبیبہ مسند کو ہٹا دیتی ہیں ابوسفیان کہتا ہے کہ : بیٹی ! کیا یہ مسند میرے لئے لائق نہیں ہے یا میں اسکا لائق نہیں ہوں ؟ : ام حبیبہ کہتی ہیں یہ مسند رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی مسند ہے (اشارہ اس بات کی طرف ہے تم کافر اس کے لائق نہیں ہو) ابوسفیان نے کہا : تم میرے بعد شر اور بدبختی میں چلی گئیں ۔

پنجم : ام حبیبہ نے اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی چونکہ انکا شوہر مرتد اور عیسائی ہوگیا تھا اور اسی جگہ مرگیا تھا ام حبیبہ حبشہ سے آنے کے بعد مدینے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کے گھر جاتی ہیں اور اپنے باپ کے گھر میں نہیں تھی اس میں کسی کو بھی شک وشبہ نہیں ہے اور ساتھ میں ابوسفیان فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا ہے پس ابوسفیان کیسے اس حدیث میں کہتا ہے کہ میری بیٹی سے نکاح کرلو جو عرب کی خوبصورت ترین اور جمیل ترین عورت ہے کیا ام حبیبہ حبشہ کے بعد اور اسکے مسلمان ہونے سے پہلے اپنے ابوسفیان کے گھر تھی ؟ جو محال ہے اس لئے انکی شادی فتح مکہ سے پہلے ہوئی تھی اور ابوسفیان فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔

ابن جوزی کہتا ہے کہ یہ روایت بلاشبہ اشتباہ ہے جو بعض راویان حدیث سے ہوا اور وہ عکرمہ بن عمار ہے اس لئے مورخوں کا اجماع ہے کہ ام حبیبہ عبداللہ بن جحش کی بیوی تھی اور ان سے ایک اولاد بھی تھی اور حبشہ ہجرت کی لیکن عبداللہ عیسائی

ہوگیا اور ام حبیبہ مسلمان رہیں رسول خدا ﷺ نے نجاشی کو پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح مجھ سے کردو اور ہزار درھم مہر رکھیں یہ واقعہ 7 ہجری میں پیش ایا لیکن ابوسفیان صلح کے زمانے میں مدینہ آیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر گیا مسند رسول اکرم ﷺ کو ام حبیبہ نے ہٹا یا دیا تا کہ ابوسفیان نہ بیٹھے ابوسفیان اور معاویہ کا مسلمان ہونا بلا اختلاف ۸ ہجری فتح مکہ کے بعد ہے۔

ایک دیگر گروہ نے جیسے بیہقی اور منذری کہتے ہیں کہ : احتمال پایا جاتا ہے ابوسفیان نے اپنے مدینے آنے کے بعد جب ام حبیبہ کا شوہر فوت ہوچکا تھا شادی کی پیشکش کی ہو اور دو پیشکش مسلمان ہونے کے بعد کی ہو اور راوی نے تینوں کو جمع کر دیا ہو.

لیکن یہ احتمال بھی ضعیف ہے اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ ابوسفیان ہجرت اور فتح مکہ سے پہلے صلح کے زمانے میں مدینے آیا تھا جب ام حبیبہ رسول اکرم ﷺ کے گھر میں تھیں اور اس سے پہلے جنگ احزاب کے علاوہ مدینے نہیں آیا تھا اس کے علاوہ ابوسفیان کافر تھا اور کافر مسلمان پر ولایت نہیں رکھتا ہے پس ابوسفیان کی خواہش کہ میں اپنی بیٹی کی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں جھوٹ اور باطل ہے۔

ساتھ میں حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تینوں خواہش ایک ساتھ طلب کی گئی ہیں اور دوسری طرف یہ کہا جارہا ہے کہ کتابت وحی معاویہ اور امیر ہونے کی خواہش مسلمان ہونے کے بعد کی گئی ہیں جبکہ بعض خواہش کفر کے زمانے میں کی تھی کیا یہ قابل جمع ہیں ؟

نتیجہ : وہ تمام دلائل جو اس حدیث کے بارے میں کہی گئیں ہیں سب باطل اور بے بنیاد ہیں اور علمی لحاظ سے اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اس حدیث

میں بہت شبہات ہیں۔

الزرعي الدمشقي، محمد بن ابي بكر ايوب (معروف به ابن قيم الجوزية)، جلاء الافهام في فضل الصلاة على محمد خير الانام، ج 1، ص 243-249، تحقيق : شعيب الارناووط - عبد القادر الارناووط، ناشر: دار العروبة

معاویہ کا کاتب وحی ہونا اور علماء اہل سنت:-

معاویہ معمولی خطوط کا کاتب تھا:

بہت سے اہل سنت کے بزرگ علماء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاویہ فقط معمولی خطوط رسول اکرم ﷺ لکھتا تھا۔

ایک واقعہ کے سلسلہ میں حنظلہؓ صحابی معاویہ کے دربار میں گئے۔ معاویہ نے اقرار کیا کہ حنظلہؓ کتابت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی اور وہ (یعنی معاویہ) حنظلہؓ کی کتابت کرتے تھے

كان يكتب للنبي ﷺ وأكتب له۔ انساب الاشراف ج ۱۳ ص ۲۶۔ وكان معاوية يكتب للنبي ﷺ فيما بينه و بين العرب تطهير الجنان (عربی قلمی ص ۸۔ ۹) اردو تنویر الجنان ص ۲۵

اور مدائینی نے کہا کہ زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور معاویہ ان تحریرات کو لکھتے تھے جو آنحضرت ﷺ کے اور اہل عرب کے درمیان میں ہوتی تھیں۔

شمس الدین ذہبی (متوفی 748ھ) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۲۳؛ دفع شبہ التشبیہ لابن جوزی ص ۲۴۳۔ میں لکھتے ہیں:

ونقل المفضل الغلابي عن ابي الحسن الكوفي قال كان زيد بن ثابت كاتب الوحي وكان معاوية كاتبا فيما بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين العرب.

زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور معاویہ عرب لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی طرف سے خط لکھتا تھا۔

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، سير اعلام النبلاء، ج 3ص 123، تحقيق :شعيب الا رناو وط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر : مو سسة الرسالة - بيروت، الطبعة : التاسعة، 1413هـ.

ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) نے بھی الإصابة میں لکھا ہے کہ::

وقال المدائني كان زيد بن ثابت يكتب الوحي وكان معاوية يكتب للنبي صلى الله عليه وسلم فيما بينه وبين العرب.

مدائنی کہتے ہیں : زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور معاویہ رسول صلی اللہ علیہ والہ کی جانب سے عرب کو خطوط لکھتا تھا۔

العسقلاني، احمد بن علي بن حجر ابو الفضل الشافعي، الإصابة في تمييز الصحابة، ج 6، ص 153، تحقيق : علي محمد البجاوي، ناشر : دار الجيل - بيروت، الطبعة : الاولى، 1412 - 1992.

ابن ابی الحدید شافعی (متوفی 655ھ) لکھتے ہیں کہ:

واختلف في كتابته له كيف كانت، فالذي عليه المحققون من اهل السيرة ا

ن الوحي كان يكتبه علي عليه السلام وزيد بن ثابت، وزيد بن ارقم، وان حنظلة بن الربيع التيمي ومعاوية بن ابي سفيان كانا يكتبان له إلى الملوك وإلى روساء القبائل، ويكتبان حوائجه بين يديه، ويكتبان ما يجبى من اموال الصدقات وما يقسم في اربابها.

تاریخ اور سیرت پیامبر گرامی ﷺ کے محققین لکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام اور زید بن ثابت اور زید بن ارقم وحی کو لکھا کرتا تھے جبکہ حنظلہ بن ربیع تیمی اور معاویہ وہ خطوط لکھا کرتے تھے جو دیگر مما لک اور قبائل کو لکھے جاتے تھے اور انکی حوائج کو لکھتے تھے اسی طرح بیت المال کا حساب کتاب۔

إبن ابي الحديد المعتزلي، ابو حامد عز الدين بن هبة الله، شرح نهج البلاغة، ج 1، ص 201ـ 202، تحقيق : محمد عبد الكريم النمري، ناشر : دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان، الطبعة : الاولى، 1418 هـ1998 - م.

محمود ابو رية مصري (متوفی 1385ھ) اہل سنت کے عالم ہیں، معاویہ کے کاتب وحی ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:-

ذلک انهم ارادوا ان يزدلفوا إلى معاوية فجعلوه من (كتاب الوحي) وامعنوا في هذا الازدلاف، فرووا انه كتب اية الكرسي بقلم من ذهب جاء به جبريل هدية لمعاوية له من فوق العرش، وقد فشا هذا الخبر بين كثير من الناس على حين انه في نفسه باطل، تاباه البداهة ويدفع من صدره العقل ! إذ كيف يامن النبي صلى الله عليه واله لمثل معاوية على ان يكتب له ماينزل في القران ! وهو

وابوه وامه ممن اسلموا كرها . ولما يدخل الايمان في قلوبهم ! إن هذا مما لا يمكن ان يقبله العقل السليم ! واما من ناحية النقل فإنه لم يات فيه خبر صحيح يو يده، ولقد كان على الذين (وضعوا) هذا الخبر ان يسندوه ببرهان يو يده وذلک بان ياتوا ولو باية واحدة قد نزلت في القران وكتبها معاوية ! على اننا لا نستعبد ان يكون قد كتب للنبي صلى الله عليه واله في بعض الاغراض التي لا تتصل بالوحي، لان هذا من الممكن، اما ان يكتب شيئا من القران فهذا من المستحيل . قال المدائني كان زيد بن ثابت يكتب الوحي وكان معاوية يكتب للنبي صلى الله عليه واله فيما بينه وبين العرب.

ایک گروہ نے معاویہ کی چاپلوسی اور تقرب کے لئے اس کے لئے کاتب وحی کا لقب گھڑا ہے اور کہتے ہیں معاویہ نے آیت الکرسی کو اس سونے کے قلم سے لکھا ہے جسے جبرئیل آسمان سے معاویہ کے لئے ہدیہ کے طور پر لائے تھے اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی جب کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے اور عقل اسے تسلیم نہیں کرتی ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کیسے اطمنیان ہو کہ جو معاویہ لکھ رہا ہے وہ وحی ہے اسلئے وہ خود اور اسکا باپ اور اسکی ماں نہیں چاہتے ہوئے مجبوراً اسلام قبول کیا تھا اور ان کے دلوں میں ایمان داخل بھی نہیں ہوا تھا اسے عقل سلیم قبول نہیں کرتی ہے جہاں تک نقل کا تعلق ہے تو کوئی بھی خبر صحیح اس کی تائید نہیں کرتی ہے اور مدعین کاتب وحی معاویہ پر لازم ہے کہ وہ مثال لائیں ایک آیت کی جسے معاویہ نے لکھا ہو وہ بتلائیں یا دیکھائیں۔لیکن ممکن ہے غیر وحی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کے لئے لکھا ہو لیکن قران لکھا ہو یہ محال ہے۔مدائنی نے لکھا

ہے زید بن ثابت وحی لکھتے تھے اور معاویہ خطوط عرب کے لئے لکھتا تھا

محمود ابو رية، شيخ المضيرة ابو هريرة، ص 205، ناشر: منشورات مؤسسة الاعلمي للمطبوعات، بيروت، الثالثة.

کتابت وحی، گناہ سے معصوم نہیں بناتی ہے:

کاتب وحی کا مرتد ہو جانا:

اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ معاویہ کاتب وحی تھا پھر بھی اس کے لئے فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے اور یہ باعث نہیں بنتا ہے کہ وہ گناہ سے بری ہو جائے اس لئے کہ عبد اللہ بن ابی سرح شیعہ سنی کے بالاتفاق قول کے مطابق کاتب وحی تھا لیکن زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ میں مرتد ہوگیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا اگر چہ وہ کعبہ کے پردے کو تھامے ہوئے ہو۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، نسائی نے المجتبي میں، ذہبی نے تاریخ الاسلام میں، ابن کثیر دمشقی نے البدایۃ والنہایۃ میں اور دیگر علمائے اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ:-

عن مصعب بن سعدٍ عن ابيهِ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ امَّنَ رَسُولُ اللهِ النَّاسَ إلاَّ ارْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَاتَيْنِ وَقَالَ اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِاسْتَارِ الْكَعْبَةِ : عِكْرِمَةَ بْنَ ابِي جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ حنظَلٍ، وَمَقِيسَ بْنَ صُبَابَةَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ سَعْدِ بْنِ ابِي سَرْحٍ---

فتح مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے حکم صادر فرمایا کہ اہل مکہ کو چھوڑ دیا جائے سوائے

چار افراد کے اور دو عورتوں کے: اور انھیں قتل کر دو اگر چہ انھیں کعبہ کے غلاف سے لپیٹا ہوا پاؤ وروہ عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن حنظل، مقیس بن صبابۃ اور عبداللہ بن ابی سرح تھے۔

إبن ابي شيبة الكوفي، ابو بكر عبد الله بن محمد، الكتاب المصنف في الاحاديث والاثار، ج ۱۱، ص ۷۱، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الاولى، 1409.

النسائي، احمد بن شعيب ابو عبد الرحمن، المجتبى من السنن، ج 7، ص 105، تحقيق : عبدالفتاح ابو غدة، ناشر : مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة : الثانية، 1986 - 1406

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والاعلام، ج 2، ص 552، تحقيق: د. عمر عبد السلام تدمرى، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان/ بيروت، الطبعة: الأولى، 1407هـ - 1987م. إبن كثير القرشي، إسماعيل بن عمر ابو الفداء، البداية والنهاية، ج 4، ص 298، ناشر: مكتبة المعارف بيروت

سمرقندي (متوفي 367هـ) تفسير آيه 93 سوره انعام میں لکھتے ہیں

»وَمَنْ قالَ سَانْزِلُ مِثْلَ ما انْزَلَ اللّهُ« يعني عبد الله بن ابي سرح كان كاتب الوحي فكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا املى عليه »سميعاً عليماً« يكتب عليماً حكيماً وإذا املى عليه »عليماً حكيماً« كتب هو سميعاً بصيراً أو شك وقال

إن كان محمد صلى الله عليه وسلم يوحى إليه فقد اوحي إلي وإن كان ينزل إليه فقد انزل إلي مثل ما انزل إليه فلحق بالمشركين وكفر

جس نے کہا کہ میں عنقریب جو خدا نازل کرتا ہے میں بھی نازل کرونگا یہ عبداللہ بن ابی سرح نے کہا تھا جو کاتب وحی تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ اسے کہتے تھے لکھو سمیعا علیما)، وہ لکھتا تھا : سمیعا حکیما اور جب فرماتے تھے لکھو علیما حکیما)، وہ لکھتا تھا : سمیعا بصیر اسی دوران اپنے عمل کی توجیہ میں کہتا تھا اگر محمد (ﷺ) پر وحی نازل ہوتی ہے تو مجھ پر بھی وحی نازل ہوتی ہے اس کے بعد مشرکین سے جاملا۔

السمرقندي ، نصر بن محمد بن احمد ابو الليث ، تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم، ج 1، ص 487، تحقيق : د.محمود مطرجي، ناشر :دار الفكر - بيروت.

کاتب وحی کی میت کو زمین نے قبول نہیں کیا۔

قابل توجہ بات یہ ہے ایک کاتب وحی مرتد ہوگیا اور عیسائیوں کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا جب مرا تو زمین نے اس کی لاش قبول نہیں کی

مسلم نیشابوری (متوفی 261ھ) لکھتے ہیں

حدثني محمد بن رَافِعٍ حدثنا ابو النَّضْرِ حدثنا سُلَيْمَانُ وهو بن الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ عن انَسِ بن مَالِكٍ قال كان مِنَّا رَجُلٌ من بَنِي النَّجَّارِ قد قَرَا الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وكان يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقَ هَارِبًا حتى لَحِقَ بِاهْلِ الْكِتَابِ قال فَرَفَعُوهُ قالوا هذا قد كان يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَاعْجِبُوا بِهِ فما لَبِثَ

إِنْ قَصَمَ الله عُنُقَهُ فِيهِمْ فَحَفَرُوا له فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتْ الْاَرْضُ قد نَبَذَتْهُ على وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا له فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتْ الْاَرْضُ قد نبذتهُ على وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا له فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتْ الْاَرْضُ قد نَبَذَتْهُ على وَجْهِهَا فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا.

انس بن مالک کہتے ہیں: بنو نجار کا ایک شخص جس نے سورہ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ کے لئے لکھا تھا بھاگ گیا اور اہل کتاب سے جاملا اہل کتاب کا اس شخص کو پناہ دینا فائدہ مند تھا اسی لئے اسکا احترام کرتے اور اسے عزت دیتے تھے کچھ عرصے میں ہی اس کا انتقال ہو جاتا ہے قبر بنائی گئی اور اسے دفن کرتے تو لاش فورا باہر واپس آجاتی درحقیقت اسکی لاش کو زمین قبول نہیں کر رہی تھی تین مرتبہ کوشش کی گئی لیکن ناکام ہوئے اور لاش کو ایسے ہی چھوڑ دیا۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج ابو الحسين القشيري (متوفاي 261هـ)، صحيح مسلم، ج 4، ص 2145، ح 2781، كِتَاب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَاَحْكَامِهِمْ، تحقيق : محمد فواد عبد الباقي، ناشر : دار إحياء التراث العربي بيروت.

معاویہ کی علی علیہ السلام سے دشمنی

کاتب وحی ہونا جب عبداللہ بن ابی سرح کے بنا لئے کوئی فائدہ مند ثابت نہیں ہوا اور اسے واصل جہنم ہونے سے نہ بچا سکے تو معاویہ کو کیسے گناہ سے پاک کرسکتا اور اسے کیسے گناہ سے مانع ہوسکتا ہے۔

کیا کاتب وحی ہونا اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ والہ پر خروج کرے اور ایک لاکھ مسلمانوں کے قتل کرے؟؟.

کیا علی علیہ السلام کو گالیاں دینے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کو گالیاں دینے کے مترادف نہیں ہیں؟ کیا اس کا کاتب وحی ہونا اس عظیم گناہ سے پاک کرسکتا ہے؟

ابن تیمیہ حرانی نے اعتراف کیا ہے کہ معاویۃ بن ابوسفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا تھا کہ علی علیہ السلام کو گالیاں دیں :

و اما حديث سعد لما امره معاوية بالسب فابى فقال ما منعك ان تسب علي بن ابي طالب فقال ثلاث قالهن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلن اسبه لان يكون لي واحدة منهن احب إلي من حمر النعم الحديث فهذا حديث صحيح رواه مسلم فيصححه.

معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ علی (علیہ السلام) کو گالیاں دے لیکن انھوں نے یہ کام نہیں کیا۔ معاویہ نے کہا تم کو کس چیز نے روکا ہے علیؑ کو گالیاں دینے سے؟۔ سعد نے کہا تین فضیلتیں علیؑ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے سنی ہے انکی بناء پر کبھی بھی سب وشتم نہیں کرونگا اگر ایک بھی فضیلت ان تین میں سے میرے لئے رسول صلی اللہ علیہ والہ فرماتے تو میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے گران بہا ہوتی یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم نے اسے صحیح میں نقل کیا ہے۔

إبن تيمية الحراني، احمد بن عبد الحليم ابو العباس، منهاج السنة النبوية، ج 5، ص 42، تحقيق : د. محمد رشاد سالم، ناشر : موسسة قرطبة، الطبعة

:الاولى، 1406.

احمد بن حنبل نے مسند میں، نسائی نے خصائص امیر مومنین علیہ السلام میں اور ذہبی نے تاریخ الاسلام میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کو سب و دشنام دینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کو سب و دشنام دینے کے برابر ہے

عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لِي اَيُسَبُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ قُلْتُ مَعَاذَ اللّٰهِ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي.

عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ میں (ام المومنین) ام سلمہ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کو گالیاں دی جارہی ہیں؟ میں نے کہا: معاذ اللہ۔ ام المومنین ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے سنا ہے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی گویا اس نے مجھے گالی دی ہے۔

الشيباني، احمد بن حنبل ابو عبدالله (متوفي 241هـ)، مسند احمد بن حنبل، ج 6، ص 323، ح 26791، ناشر : موسسة قرطبة مصر. النسائي، احمد بن شعيب ابو عبد الرحمن، خصائص امير المومنين علي بن ابي طالب، ج 1، ص 111، ح 91، باب ذكر قول النبي صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني، تحقيق : احمد ميرين البلوشي، ناشر : مكتبة المعلا - الكويت، الطبعة: الاولى، 1406.

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، تاريخ

الإسلام ووفيات المشاهير والاعلام، ج 3، ص 634، تحقيق : د. عمر عبد السلام تدمری، ناشر : دار الكتاب العربي - لبنان/ بيروت، الطبعة : الاولى، 1407هـ - 1987م.

حاکم نیشاپوری اس روایت کونقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

اسکی سند صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں ذکر نہیں کی ہے

الحاكم النيسابوري ، محمد بن عبدالله ابو عبدالله ،المستدرك على الصحيحين، ج 3، ص 130، تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة : الاولى، 1411 هـ1990 - م.

ہیثمی بھی کہتے ہیں:رواه احمد ورجاله رجال الصحيح غير ابی عبد الله الجدلي وهو ثقة

اسی روایت کو احمد نے نقل کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے عبداللہ جدلی کے وہ ثقہ ہے

الهيثمي، علي بن ابي بكر الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 9، ص 130، ناشر : دار الريان للتراث / دار الكتاب العربي - القاهرة، بيروت - 1407

<u>معاویہ حضرت عیسی علیہ السلام سے افضل (معاذ اللہ)</u>

بنی امیہ کا معاویہ کے بارے میں جعلی روایت سازی کی کہنی یہاں تک ترقی کر

گئی تھی کہ معاویہ کو اولو العزم انبیاء سے بھی افضل بنادیا

ابو سعد ابی (متوفی 421ھ) محاضرات میں اور صیرفی حنبلی (متوفی 500ھ) الطیورات میں لکھتے ہیں ۔

ان ثلاثة من المشايخ حضروا الجامع. فقال واحد لآخر: جُعلت فداك، ايهما افضل: معاوية بن ابي سفيان ام عيسى بن مريم؟ فقال: لا والله ما ادري. فقال الثالث: يا كشخان، تقيس كاتب الوحي إلى نبيّ النصارى؟

مشائخ کے تین افراد جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نے کہا معاویہ افضل ہے یا حضرت عیسی (علیہ السلام)؟ دوسرے نے کہا مجھے معلوم نہیں ۔تیسرے نے کہا کاتب وحی کو عیسائیوں کے نبی سے تقابل کرتے ہو؟۔

الابي، ابو سعد منصور بن الحسين، نثر الدر في المحاضرات، ج 7، ص 209، تحقيق : خالد عبد الغني محفوط، ناشر : دار الكتب العلمية- بيروت /لبنان، الطبعة : الاولى، 1424 هـ2004 - م.

الصيرفي الحنبلي، ابو الحسين المبارك بن عبد الجبار الطيوري بن عبد الله، الطيوريات من انتخاب الشيخ ابي طاهر السلفي، ج 1، ص 113، تحقيق :دسمان يحيى معالي، عباس صخر الحسن، ناشر : اضواب السلف- الرياض / السعودية، الطبعة : الاولى، 1425 هـ -2004م.

تقی الدین حموی (متوفی 838ھ) طیب المذاق میں لکھتے ہیں

ومن ذلك ان رجلاً سال بعضهم وكان من الحمق على الجانب عظيم

فقال ایما افضل عندک؟ معاویة او عیسی بن مریم؟ فقال ما رایت سائلا اجهل منک، ولا سمعت بمن قاس کاتب الوحي إلی نبي النصاری!!!

ایک احمق نے دوسرے سے پوچھا معاویہ افضل ہے یا عیسی بن مریم : اس نے کہا میں نے تم سے بڑا احمق نہیں دیکھا ہے اس لئے میں آج تک کسی کو نہیں دیکھا ہے کہ کاتب وحی کا مقابلہ عیسائیوں کے نبی سے کرے۔

الحموي، تقي الدين ابي بكر بن علي بن عبد الله التقي المعروف ابن حجة، طيب المذاق من ثمرات الاوراق، ج 1، ص 157، ، تحقيق : ابو عمار السخاوي، ناشر : دار الفتح - الشارقة1997 - م.

معاویہ ازلی انسان

انکی فضائل سازی کہاں تک پہنچ گئی تھیں کہ لوگ گمان کرتے تھے معاویہ بن ابوسفیان ازلی ہے اور مخلوق خدا نہیں ہے (معاذ اللہ) ابو القاسم اصفہانی (متوفی 502 (محاضرات الا دباء میں لکھتے ہیں:

وقال بعض عوام الناصبة معاوية ليس بمخلوق. فقيل: كيف؟ قال: لانه كاتب الوحي والوحي ليس بمخلوق وكاتبه منه

بعض ناصبی عوام یہ کہتے ہیں کہ معاویہ مخلوق نہیں یعنی (اللہ نے اسے پیدا) نہیں کیا ہے اس لئے کہ وہ کاتب وحی تھا اور وحی مخلوق نہیں ہے پس کاتب بھی مخلوق نہیں ہے۔

.الاصفهاني، ابو القاسم الحسين بن محمد بن المفضل، محاضرات الادباء ومحاورات الشعرء والبلغاء، ج 2، ص 500، تحقيق : عمر الطباع، ناشر

:دار القلم - بيروت1420 - هـ-1999م.

ابو اسحق برهان الدين معروف الوطواط (متوفي718هـ) غرر الخصائص میں لکھتے ہیں

وسئل بعضهم ما تقول في خلق القران؟ فقال : دعونا من القران وهو مخلوق غير مخلوق . وسئل اخر وكان ناصبياً عن معاوية؟ فقال : معاوية ليس بمخلوق لا نه كاتب الوحي والوحي ليس بمخلوق وكاتب الوحي من الوحي.

بعض نے سوال کیا: تم قران کے بارے میں کیا کہتے ہو مخلوق ہے یا نہیں اس نے کہا ہمیں قران سے کیا کام مخلوق ہو یا غیر مخلوق ایک ناصبی سے سوال کیا گیا معاویہ بارے میں اس نے کہا معاویہ پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہمیشہ سے تھا اس لئے کہ کاتب وحی تھا اور وحی مخلوق نہیں ہوتی پس کاتب بھی مخلوق نہیں ہے بلکہ وحی کا حصہ ہے۔

الوطواط، ابو إسحق برهان الدين محمد بن إبراهيم بن يحيى بن علي، غرر الخصائص الواضحة، ج 1، ص 124

عیسائی اور کاتب وحی

اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ معاویہ کاتب وحی تھا تب بھی اسکی فضیلت نہیں بنتی ہے اس لئے کہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق عیسائی افراد بھی کاتب وحی تھے یہ اس وجہ سے کہ لکھنے والے کم تھے۔

ابو القاسم بغوي (متوفی 317هـ) »محيي السنة« کے لقب سے نوازا کیا گیا وہ

لکھتے ہیں

وسال رجل احمد وانا اسمع، بلغني ان نصارى يكتبون المصاحف فهل يكون ذلک؟ قال: نعم، نصارى الحيرة كانوا يكتبون المصاحف وإنما كانوا يكتبونها لقلّة من كان يكتبها

ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا میں نے سنا ہے کہ عیسائی بھی قران لکھا کرتے تھے کیا یہ بات صحیح ہے؟ امام احمد نے کہا بالکل صحیح ہے حیرہ کے عیسائی قران لکھا کرتے تھے اس لئے کہ لکھنے والوں کی کمی تھی۔

البغوي، ابو القاسم عبدالله بن محمد بن عبدالعزيز، جزء في مسائل عن الإمام احمد بن حنبل، ج 1، ص 21

ابن قیم الجوزیہ (متوفی 751ھ) نے بدائع الفوائد میں اور شمس الدین زرکشی (متوفی 772ھ) نے شرح مختصر الخرقیم. میں اور ابوالقاسم اصفہانی (متوفی 502) نے محاضرات الادباء میں لکھا ہے::

وقال رجل لاحمد بلغني ان نصاري يكتبون المصاحف فهل يكون ذلک؟ قال: نعم، نصارى الحيرة كانوا يكتبون المصاحف وإنما كانوا يكتبون لقلة من كان يكتبها فقال رجل: يعجبک ذلک؟ فقال لا يعجبني

ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا: کیا عیسائی قران لکھا کرتے تھے یہ بات صحیح ہے؟

کہا جی ہاں صحیح بات ہے حیرہ کے نصاریٰ قرآن لکھا کرتے تھے اور وہ اس وجہ سے تھا لکھنے

والوں کی کمی تھی دوسرے شخص نے پوچھا کیا تمہیں تعجب ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھے تعجب نہیں ہوا ہے۔

الزرعي الدمشقي، محمد بن ابي بكر ايوب ابو عبد الله (مشهور به ابن القيم الجوزية) بدائع الفوائد، ج 4، ص 851، تحقيق: هشام عبد العزيز عطا - عادل عبد الحميد العدوي - اشرف احمد، اشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة، الطبعة: الاولى، 1416 - 1996.

الزركشي المصري الحنبلي، شمس الدين ابي عبد الله محمد بن عبد الله، شرح الزركشي على مختصر الخرقي، ج 1، ص 49، تحقيق: قدم له ووضع حواشيه: عبد المنعم خليل إبراهيم، ناشر: دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت، الطبعة: الاولى، 1423هـ-2002م.

اس بناء پر کاتب وحی ہونا کوئی انکی فضیلت نہیں معاویہ کے لئے اگر ہے تو نصاریٰ اور عبداللہ بن ابی سرح کے لئے بھی ہونی چاہئے تھی؟

معاویہ کے مسلمان ہونے کی تاریخ۔

شیعہ سنی کا اتفاق ہے کہ معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی رسالت کے پہلے بیس سالوں میں مشرک تھا اور مسلمانوں کا کٹر دشمن تھا 8 ہجری فتح مکہ کے وقت اسلام کے دوسرے بڑے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے ڈر کر اسلام لایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے ان لوگوں کا لقب طلقاء رکھا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کا عقیدہ تھا کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں بلکہ تسلیم ہوئے ہیں آپ نہج البلاغہ نامہ ۱۶ میں فرماتے ہیں:

فَوَ الَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَا النَّسَمَةَ مَا اسلَمُوا وَ لٰكِنِ اسْتَسْلَمُوا وَ اسَرّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا وَجَدُوا اعْوَانا عَلَيهِ اظْهَرُوه

خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو اپنے کفر کا اظہار کر دیا۔

عمار یاسر بھی امام علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے ان لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں:

فقال واللّٰہ ما اسلموا، ولکن استسلموا و اسَرّوا الْکُفرَ فَلَمّا راوا علیہ اعْوَاناً عَلَیهِ اظْهَرُوهُ

خدا کی قسم یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو اپنے کفر کا آشکارا اظہار کر دیا

الهيثمي، علي بن ابي بكر الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 1 ص 113، ناشر : دار الريان للتراث / دار الكتاب العربي - القاهرة، بيروت- 1407

ابن ابی الحدید معتزلی لکھتے ہیں

لما نظر علي عليه السلام إلى رايات معاوية و اهل الشام، قال : والذي فلق الحبة، وبرا النسمة، ما اسلموا ولكن استسلموا، و اسروا الكفر؛ فلما وجدوا عليه اعواناً، رجعوا إلى عداوتهم لنا

جب امام علی علیہ السلام نے معاویہ اور اہل شام کے پرچم دیکھے تو فرمایا :

خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپائے رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو وہ ہماری عداوت پر دوبارہ لوٹ آئے۔

ابن ابی الحدید المعتزلی، ابو حامد عزالدین بن ہبۃ اللہ، شرح نہج البلاغۃ، ج 4 ص 18، تحقیق : محمد عبد الکریم النمری، ناشر : دار الکتب العلمیۃ - بیروت / لبنان، الطبعۃ: الاولی، 1418 ھ 1998 -

اس بنا پر کیسے ایسے شخص پر اعتماد کرتے اور اسے کاتب وحی قرار دیتے؟

اس بات سے تو قطع نظر کہ معاویہ بن ابوسفیان فتح مکہ میں اسلام لایا اور اسی مکہ میں رہا اور رسول اکرم ﷺ مدینے لوٹ گئے اس بناء پر کوئی خاص موقع نہیں ملا کہ معاویہ وحی کو لکھتا۔

کتابتِ وحیِ معاویہ کتب شیعہ میں

کتب شیعہ میں بھی روایت پائی جاتی ہے معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کے لئے لکھتا تھا لیکن اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ وحی کو لکھتا تھا۔

شیخ صدوقؒ (متوفی 381ھ) معانی الاخبار میں لکھتے ہیں

عَنْ اَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ (عليه السلام) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صلي الله عليه واله وسلم) وَ مُعَاوِيَةُ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اهْوَى بِيَدِهِ إِلَى خَاصِرَتِهِ بِالسَّيْفِ مَنْ اَدْرَكَ هَذَا يَوْماً اَمِيراً فَلْيَبْقُرْ خَاصِرَتَهُ بِالسَّيْفِ فَرَاهُ رَجُلٌ مِمَّنْ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ يَوْماً وَ هُوَ يَخْطُبُ بِالشَّامِ عَلَى النَّاسِ فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ

ثُمَّ مَشَى إِلَيْهِ فَحَالَ النَّاسُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ فَقَالُوا يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا لَكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ع يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ هَذَا يَوْماً أَمِيراً فَلْيَبْقُرْ خَاصِرَتَهُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ اسْتَعْمَلَهُ قَالَ لَا قَالُوا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ فَقَالَ الرَّجُلُ سَمْعاً وَ طَاعَةً لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ.

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں : میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ : معاویہ رسول ﷺ کے پاس لکھنے میں مشغول تھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی تلوار سے معاویہ کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا : جو کوئی اس آدمی کو حاکم دیکھے لازم ہے کہ اس کا پیٹ تلوار سے پارا کر دے ایک شخص جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی یہ حدیث سنی تھی جب شام میں معاویہ کو دیکھا کہ لوگوں سے خطاب کر رہا ہے تو تلوار لیکر معاویہ کی طرف دوڑا لیکن لوگوں نے اسے روک دیا اور معاویہ تک جانے نہیں دیا لوگوں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا کر رہے ہو اس نے کہا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے جو کوئی اسے حاکم دیکھے اس کا پیٹ تلوار سے پھاڑ دے لوگوں نے کہا معلوم ہے معاویہ کو کس نے امیر بنایا ہے؟ کہا معلوم نہیں ہے لوگوں نے کہا : اسے امیر المومنین عمر نے بنایا ہے تب اس شخص نے کہا میں دل و جان سے عمر کا مطیع ہوں۔

الصدوق، ابو جعفر محمد بن علي بن الحسين، معاني الاخبار، ص 347، ناشر : جامعه مدرسين، قم، اول، 1403 ق

نتیجہ:

اولا : معاویہ کا کاتب وحی ہونا ثابت نہیں بلکہ شدت سے اس کی نفی کی گئی ہے۔

ثانیاً : فرض بھی کر لیا جائے معاویہ پر کاتب وحی ہونے کا عنوان آتا ہے تب بھی اسے کوئی امتیاز اور فضیلت نہیں ہے اس لئے اس نے اپنی زندگی میں ایسے کام انجام دیئے ہیں اور بدعات کی ہیں جو کاتب وحی کا عنوان کا ختم کر دیتا ہے۔

معاویہ کے فضائل

آیا خال المومنین (مومنین کے ماموں جان) کے لئے کوئی فضیلت یا منقبت معرض وجود میں آئی ہے یا نہیں؟

جلال الدین سیوطی کتاب" اللآلی المصنوعه" ج ۲ ص ۴۲ میں اس طرح فرماتے ہیں: قال الحاکم سمعت ابا العباس محمد بن يعقوب بن يوسف يقول سمعت ابي يقول سمعت اسحاق بن ابراهيم الحنظلي يقول ":لا يصح في فضل معاوية حديث"۔

اسحاق ابن ابراھیم حنظلی کا بیان ہے کہ معاویہ کی فضیلت اور منقبت میں کوئی بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

" اللالیء المصنوعة في الاحاديث الموضوعة، اسم المولف: جلال الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي، دار النشر: دار الكتب العلمية - بيروت - 1417هـ - 1996م، الطبعة: الاولى، تحقيق: ابو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة"

*عجلونی اپنی کتاب "کشف الخفاء " ج 2 ص 565 میں اس طرح لکھتے ہیں:

"و باب فضائل معاوية ليس فيه حديث صحيح"

معاویہ کے فضائل میں کوئی بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

"کشف الخفاء و مزیل الإلباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس ، اسم المولف : إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی الوفاة: 1162، دار النشر : موسسة الرسالة - بیروت 1405 - ، الطبعة : الرابعة، تحقیق: احمد القلاش"

ابن تیمیہ اپنی کتاب "منهاج السنه " ج 4ص 440 میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"وطائفة وضعوا لمعاویة فضائل ورووا احادیث عن النبی ﷺ فی ذلک کلها کذب"

بعض لوگوں نے معاویہ کے لئے کچھ فضائل تراشے ہیں اور ان کو حدیث پیغمبر کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ یہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں۔

"منهاج السنة النبویة، اسم المولف: احمد بن عبد الحلیم بن تیمیة الحرانی ابو العباس الوفاة: 728، دار النشر : موسسة قرطبة 1406 - ، الطبعة: الاولی، تحقیق : د. محمد رشاد سالم"

سیوطی نے اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" ص 199 اور ابن حجر مکی نے " الصواعق المحرقہ" ج 2ص 374 نے اس طرح بیان کیا ہے

"واخرج السلفی فی الطیوریات عن عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال سالت ابی عن علی ومعاویة فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش له اعداوه عیبا

فلم یجدوا فجاوا إلی رجل قد حاربه وقاتله فاطروه کیادا منهم له"

عبداللہ بن احمد کہتا ہے: میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے علی (علیہ السلام) اور معاویہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: یاد رکھو علی (علیہ اسلام) کے دشمن بہت زیادہ ہیں، ان کے دشمنوں نے بہت کوششیں کیں کہ علی میں کوئی عیب مل جائے لیکن وہ علی میں کوئی عیب نکالنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ لہذا یہ دشمن معاویہ کے پاس چلے گئے جس نے علی (علیہ السلام) کا مقابلہ کیا اور ان سے جنگ کی، اور انہوں نے اس کو حیلے اور مکاری سے علی (علیہ السلام) کے خلاف اُکسایا۔

"تاریخ الخلفاء ، اسم المولف : عبد الرحمن بن ا بی بکر السیوطی الوفاة: 911، دار النشر : مطبعة السعادة - مصر 1371 - هـ1952 - م، الطبعة :الاولی، تحقیق : محمد محی الدین عبد الحمید"

" الصواعق المحرقة علی ا هل الرفض والضلال والزندقة ، اسم المولف: ا بو العباس ا حمد بن محمد بن علی ابن حجر الهیثمی الوفاة: 973هـ، دار النشر: موسسة الرسالة - لبنان - 1417هـ - 1997م، الطبعة: الاولی، تحقیق: عبد الرحمن بن عبد الله الترکی - کامل محمد الخراط"

" بخاری اپنی کتاب " صحیح بخاری " میں جب معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث نہ لاسکے تو انھوں نے اس جگہ پر جہاں صحابہ کے مناقب کا ذکر کیا ہے ایک باب بنام "باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنه" قائم کیا"

*ابن حجر اپنی کتاب "فتح الباری " ج 7ص 104 میں اس طرح تحریر

کرتے ہیں:

"فهذه النكتة فی عدول البخاری عن التصريح بلفظ منقبة اعتمادا علی قول شيخه"

یعنی" : بخاری نے (معاویہ) کے لئے لفظ "منقبت" اس لئے استعمال نہیں کیا کہ انہوں نے اپنے استاد (ابن راھویہ) کے قول پر عمل کیا ہے"

ابن حجر بحث کو مسلسل رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فا شار بهذا إلى ما اختلقوه لمعاوية من الفضائل مما لا اصل له وقد ورد فی فضائل معاوية ا حاديث كثيرة لكن ليس فيها ما يصح من طريق الإسناد وبذلک جزم إسحاق بن راهويه و النسائی و غيرهما والله اعلم"

یعنی " : یہ خود ایک دلیل ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں جو بھی حدیث نقل ہوئی ہے وہ جعلی ہے (اس کی کوئی صحت اور بنیاد نہیں ہے) اور معاویہ کی فضیلت میں جو کثرت سے احادیث وارد ہیں ان میں کوئی بھی صحیح سند نہیں رکھتی، اور اس بارے میں اسحاق بن راھویہ، نسائی اور دوسرے لوگ ہم عقیدہ ہیں۔"

"فتح الباری شرح صحيح البخاری، اسم المولف: احمد بن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی الشافعی الوفاة: 852، دار النشر : دار المعرفة- بيروت، تحقيق : محب الدين الخطيب"

بدرالدین عینی اپنی کتاب "عمدہ القاری " ج 16 ص 249 تحریر کرتے ہیں:

"فإن قلت : قد ورد فی فضيلته احاديث كثيرة . قلت : نعم، ولكن ليس

فيها حديث يصح من طريق الإسناد نص عليه إسحاق بن راهويه و النسائی وغيرهما، فلذلک قال : باب ذكر معاوية، ولم يقل : فضيلة ولا منقبة"

یعنی: اگر تم یہ کہو کہ معاویہ کی فضایل میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، تو ہم جواب میں یہی کہیں گے، کہ یہ صحیح ہے کہ بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، لیکن ان میں ایک حدیث بھی صحیح طریقے (یعنی صحیح راوی) سے وارد نہیں ہوئی اور (سند) کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ اسحاق بن راھویہ، نسائی اور دوسروں نے بھی اسی مطلب کو بیان کیا ہے۔ اور یہ بیہودہ بات نہیں ہے کہ بخاری نے (معاویہ کے بارے میں اپنی کتاب بخاری میں)"باب ذکر معاویہ" عبارت ذکر کی ہے اور "فضیلت یا منقبت معاویہ" کی عبارت استعمال نہیں کی۔

"عمدة القاری شرح صحيح البخاری، اسم المولف: بدر الدين محمود بن احمد العينی الوفاة: 855هـ، دار النشر : دار إحياء التراث العربی- بيروت"

حاکم نیشابوری نے "معرفہ علوم الحدیث " ص 83 اور ابوالفرج ابن جوزی نے " المنتظم " ج 13 ص 156؛ میں اور یاقوت حموی نے " معجم البلدان " ج 5 ص 282 میں اور یوسف المزی نے " تہذیب الکمال " ج 1 ص 339 میں اور ذہبی نے " سیر اعلام النبلاء " ج 14 ص 132 میں اور یافعی نے " مراۃ الجنان " ج 2 ص 241 میں، اور ابن کثیر سلفی نے " البدایہ والنہایہ " ج 11 ص 124 میں اور دوسرے بزرگ علماء اہل سنت نے ترجمہ نسائی میں (اہل سنت کی چھ

معتبر کتابوں میں) اس طرح بیان کیا ہے:

حافظ (امام) نسائی، دمشق میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ معاویہ کے فضایل بیان کریں، اور کہا: کہ کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ کوئی آئے اور اس کے فضایل کو بیان کرے؟۔ یہ سن کر سب کھڑے ہو گئے اور اس قدر ھنگامہ کیا کہ حافظ نسائی کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔

وہ خود نقل کرتے ہیں "مجھے مکہ لے گئے اور مجھے وہاں سے باہر نکال دیا" وہ وہاں بیمار ہو گئے اور اسی جگہ انہیں قتل کر دیا گیا"

ایک دوسری روایت میں (جس کی طرف یافعی نے بھی اشارہ کیا ہے) نسائی نے کہا:

"ما اعرف له فضيلة الا لا اشبع بطنك"

"یعنی میں معاویہ کے بارے میں کسی فضیلت کو نہیں جانتا سوائے اس کے کہ پیغمبر نے اس کے بارے میں فرمایا: اللہ اس کے شکم کو کبھی سیر نہ کرے۔"

حوالاجات:

معرفة علوم الحديث ، اسم المو لف : ا بو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوری الوفاة : 405، دار النشر : دار الكتب العلمية - بيروت- 1397هـ1977 - م، الطبعة : الثانية، تحقيق : السيد معظم حسين"

"المنتظم فی تاريخ الملوک والامم، اسم المولف: عبدالرحمن بن علی بن محمد بن الجوزی ا بو الفرج الوفاة : 597، دار النشر : دار صادر- بيروت 1358 - ، الطبعة : الاولی"

"معجم البلدان، اسم المولف: ياقوت بن عبد الله الحموی ابو عبد الله الوفاة: 626، دار النشر : دار الفكر - بيروت"

"تهذيب الكمال، اسم المولف: يوسف بن الزكی عبدالرحمن ابو الحجاج المزی الوفاة: 742، دار النشر : موسسة الرسالة - بيروت- 1400 - 1980، الطبعة : الاولی، تحقيق : د. بشار عواد معروف"

"سير ا علام النبلاء ، اسم المو لف : محمد بن ا حمد بن عثمان بن قايماز الذهبی ابو عبد الله الوفاة: 748، دار النشر : موسسة الرسالة - بيروت- 1413، الطبعة : التاسعة، تحقيق : شعيب الا رناو وط , محمد نعيم العرقسوسی"

"مرا ة الجنان وعبرة اليقظان، اسم المولف: ا بو محمد عبد الله بن ا سعد بن علی بن سليمان اليافعی الوفاة: 768هـ، دار النشر : دار الكتاب الإسلامی -القاهرة 1413 - هـ1993 - م" .

البداية والنهاية، اسم المولف: إسماعيل بن عمر بن كثير القرشی ابو الفداء الوفاة: 774، دار النشر : مكتبة المعارف بيروت

قال المطرف بن المغيرة بن شعبة: دخلت مع ابي علی معاوية فكان ابی ياتيه فيتحدث معه ثم ينصرف إليَّ فيذكر معاوية وعقله ويعجب بما يری منه، إذ جاء ذات ليلة فامسک عن العشاء، ورايته مغتماً فانتظرته ساعة وظننت انه لا مر حدث فينا، فقلت: مالي اراک مغتما منذ الليلة؟ فقال: يا بني، جئت من

عندا کفر الناس و اخبثهم ! قلت: وما ذاک؟ ! قال: قلت له وقد خلوت به: إنک قد بلغت سناً یا امیر المو منین فلو اظهرت عدلاً و بسطت خیراً، فإنک قد کبرت . ولو نظرت إلی إخوتک من بني هاشم فو صلت ار حامهم، فو الله ما عندهم الیوم شيء تخافه، وإن ذلک مما یبقی لک ذکره وثوابه. فقال: هیهات هیهات! ايُ ذکر ارجو بقائه؟! مَلکَ اخو تیمٍ فعدل وفعل ما فعل فما عدا ان هلک حتی هلک ذکره، إلا ان یقول قائل: ابو بکر ! ثم ملک اخو عدي، فاجتهد وشمر عشر سنین، فما عدا ان هلک حتی هلک ذکره، إلا ان یقول قائل: عمر . وإن ابن ابي کبشة لیصاح به کل یوم خمس مرات: اشهد ان محمداً رسول الله ! فاي عمل لي یبقی، واي ذکر یدوم بعد هذا لا اباً لک ! لا والله إلا دفناً دفناً) ! انتهی.

زبیر بن بکار نے اپنی کتاب ”الموفقیات“ میں مطرف بن المغیرہ بن شعبہ (یہ مغیرہ وہ شخص ہے جس نے معاویہ کو مشورہ دیا کہ اُس کی زندگی ہی میں یزید کی خلافت کی بیعت لی جائے) سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ معاویہ کے دربار میں جاتا تھا۔ میرا باپ ہمیشہ معاویہ کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتا تھا اور واپسی پر مجھے اس کی ذہانت و ذکاوت کی داستانیں سنایا کرتا تھا لیکن ایک رات جب واپس ایا تو اس قدر رنجیدہ تھا کہ شام کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا اُس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ شائد کوئی حادثہ ہوگیا ہے۔ میں دریافت کیا کہ آج آپ رنجیدہ کیوں ہیں؟ کہا: بیٹا آج میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو انتہائی کافر اور خبیث

ہے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا: میں تنہائی میں معاویہ سے مصروف گفتگو تھا۔ میں نے کہا اے امیر ! اب آپ کا سن کافی ہوگیا ہے کاش آپ انصاف سے اور خیر سے کام لیتے اور اپنے برادران بنی ہاشم کے ساتھ کچھ صلہ رحم کر دیتے۔ اب تو اُن کے پاس (بنی ہاشم) کوئی طاقت بھی نہیں رہ گئی جس سے کوئی خطرہ ہو اور اس طرح آپ کا ذکر بھی باقی رہ جاتا۔ تو معاویہ نے جواب دیا: افسوس صد افسوس ! تو کس ذکر خیر کی بات کر رہا ہے، برادر بنی تیم (ابوبکر) نے انصاف کیا اور خیر کیا لیکن اُن کے مرتے ہی اُن کا ذکر ختم ہوگیا۔ اور صرف لفظ ابوبکر رہ گیا۔ یہی حال برادر عدی (عمر بن خطاب) کا ہوا ہے کہ لوگ صرف عمر بن خطاب کہہ رہے ہیں ۔ اس کے برخلاف ابن ابی کبشہ (رسول اللہ) کہ اس کا نام روزانہ پانچ مرتبہ بلند ہوتا ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ کیا اس کے بعد بھی کوئی عمل باقی رہ جانے والا اور کوئی ذکر خیر دوام پیدا کرنے والا ہے۔ واللہ میں اس کو دفن، دفن کر کے رہوں گا۔ الاخبار الموفقیات تالیف الزبیر بن بکار متوفی ھ ص طبع العالم الکتب بیروت لبنان۔ ء

وروی احمد بن ابی طاهر في کتاب (اخبار الملوک) ان معاویة سمع المؤذن یقول (اشهد ان لا إله إلا الله)، فقالها ثلاثا، فقال: اشهد ان محمدا رسول الله ! فقال: لله ابوک یا ابن عبد الله ! لقد کنت عالي الهمة، ما رضیت لنفسک إلا ان یقرن اسمک باسم رب العالمین. !

احمد بن ابی طاہر نے کتاب "اخبار الملوک" میں روایت کی ہے کہ معاویہ نے موذّن کو (اشهد ان لا إله إلا الله) کہتے سنا تو معاویہ نے تین بار دھرایا اور جب موذّن

نے کہا : اشھد ان محمدا رسول اللہ ! تو معاویہ کہنے لگا اے عبداللہ کے بیٹے تیری بڑی ہمت تھی تمہیں اپنا نام رب العالمین کے ساتھ جوڑے بغیر سکون نہیں ملا؟

شرح نہج البلاغۃ ج ص المولف : عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید، ابو حامد، عز الدین (المتوفی656 : ھ)

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

حضرت عثمان کے قتل
کے
اسباب اور قاتل

ابوسفیان جو تمام زندگی اسلام کے خلاف جنگ کرتا رہا اور بعد فتح مکہ ۹ ہجری میں جان بچانے کی خاطر اسلام لے آیا۔ جب حضرت عباسؓ عم رسولؐ اکرم ابوسفیان کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو ابوسفیان کلمہ پڑھنے کے بہانے بنانے لگا۔ جس پر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا فورا کلمہ شہادت پڑھ قبل اس کے کہ تیرا سر کٹ جائے۔ ویلک اشھد شھادۃ الحق قبل أن تضرب عنقک۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

اور بعد رسول اکرم ﷺ ثقیفہ کی کاروائی کے بعد جب ابوبکر خلیفہ بن گئے ابوسفیان حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا: أغلبکم علی ھذا الأمر أقل بیت في قریش أما واللہ لأملأنہ خیلا ورجالا إن شئت: ایک ذلیل طبقے کے شخص کو امیر بنادیا گیا واللہ اگر آپ حکم دیں تو مدینے کی گلیوں کو آدمیوں اور فوج سے بھردوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا

دور ہوا دشمن اسلام ! تجھ کو اسلام سے کب محبت رہی۔ا الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت یہی ابوسفیان خلافت عثمان میں آیا اور عثمان سے کہنے لگا :بعد تیم و عدي فأدرها کالکرة و اجعل أتاها بني أمیة هو الملک و لا أدري ما جنة و لا نار: حکومت تمہارے پاس بنی تیم (یعنی ابوبکر) بنی عدی (یعنی عمر ابن خطاب) کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑھکاؤ اور بنی اُمیہ کو اس کی بنیادیں قرار دو، یہ تو فقط بادشاہی ہے، میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔

الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۔

اس بنی امیہ کے سرداری کی نصیحت کے بعد جو کارنامے حضرت عثمان نے کیے وہ حسب ذیل ہیں۔

و کان من جملة ما انتقم به علی عثمان، أنه أعطی ابن عمه مروان بن الحکم مائة ألف و خمسین أوقیة، و أعطی الحارث عشر ما یباع في السوق: أی سوق المدینة، و أنه جاء إلیه أبو موسی بکیلة ذهب و فضة فقسمهما بین نسائه و بناته، و أنه أنفق أکثر بیت المال فی عمارة ضیاعه و دوره، و أنه حمی لنفسه دون إبل الصدقة، و أنه حبس عبدالله ابن مسعود و هجره، و حبس عطاء و أبی بن کعب، و نفی أبا ذر إلی الربذة، و أشخص عبادة بن الصامت من

الشام لما شکاه معاویة، و ضرب عمار یاسر و کعب بن عبدة، ضربه عشرین سوطا و نفاه إلی بعض الجبال، و قال لعبد الرحمن بن عوف: إنک منافق، و إنه أقطع أکثر أراضي بیت المال، و أن لا یشتری أحد قبل وکیله و أن لا تسیر سفینة فی البحر إلا فی تجارة، و أنه أحرق الصحف التی فیها القرآن، و أنه أتم الصلاة بمنی و لم یقصرها لما حج بالناس، و أنه ترک قتل عبیدالله و قد قتل الهرمزان، عثمان پر جو الزامات لگائے گئے اُس میں یہ ہے کہ عثمان نے اپنے چچا زاد بھائی و (داماد) مروان کو ڈیڑھ لاکھ اوقیہ مال دے دیا تھا، اس طرح مدینہ میں جو بازاروں میں مال بکتا تھا اس کا دس فیصدی الحارث (بن حکم بن عاص) کو دیدیا، اسی طرح ایک دفعہ ابوموسیٰ ایک کھال بھر سونا لائے تھے جسے حضرت عثمان نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح بیت المال کا بہت حصہ اپنے مکانات کی تعمیر اور اُن کی زیبائش میں خرچ کر دیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے لئے صدقہ حلال کرلیا تھا۔ عبداللہ ابن مسعود ؓ کو قید میں ڈالدیا تھا، اسی طرح عطاء اور اُبی بن کعب کو قید کر دیا تھا، ابوذر ؓ کو جلاوطن کر کے ربذہ کے مقام بھیجدیا تھا، عمار یاسر ؓ کو بیس بیس کوڑے لگائے اور کعب بن عبدة کو جلاوطن کر دیا تھا، عبدالرحمن بن عوف کو کہا کہ تم منافق ہو، اس طرح بیت المال کی اکثر زمینیں قطعات کر کے فروخت کر دی گئیں اور حکم دیا کہ ان فروخت شدہ زمینوں کو اُن کے نمائندوں اور وکیل سے پہلے کسی اور کو فروخت نہ کیا جائے، سمندر میں کوئی سفینہ تجارت اُن کے مال کے سوا کسی اور کا مال نہیں جا سکتا، اسی طرح قرآن کے اوراق کو جلا ڈالا، جب

حج کو گئے تو انہوں نے منیٰ میں نماز میں قصر نہیں کیا بلکہ پوری نماز پڑھی، عبید اللہ ابن عمر سے قصاص قتل ہرمزان نہیں لیا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۶، الصواعق المحرقه جلد ۲ ص ۳۳۴ (عربی)، اردو ص ۳۹۱ تا ۳۹۵، تاریخ خمیس ج ۲ ص ۲۷۱

عثمان کی مخالفت کے اسباب۔ عثمان کی مخالفت کا سبب یہ بھی ہے کہ خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے تمام بڑے بڑے صحابہ کو اُن کے عہدوں سے معزول اور سبکدوش کر دیا تھا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۰

و کان بین عثمان و عائشة منافرة و ذلک أنه نقصها مما کان یعطیها عمر ابن الخطاب، و صیرها أسوة غیرها من نساء رسول الله، فإن عثمان یوما لیخطب إذ دلت عائشة قمیص رسول الله، ونادت: یا معشر المسلمین! هذا جلباب رسول الله لم یبل، وقد أبلی عثمان سنته ! فقال عثمان: رب اصرف عني کیدهن إن کیدهن عظیم

اور حضرت عثمان اور حضرت عائشہ کے درمیان نفرت تھی اس لئے کہ عثمان نے عائشہ کو جو عطیے حضرت عمر نے مقرر کئے تھے کم کر کے دیگر ازواج النبیؑ کے برابر کر دئے تھے۔ چنانچہ ایک روز جب عثمان خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حضرت عائشہ آئیں اور رسول اللہ ﷺ کی قمیص لٹکائی اور اعلان کیا اے گروہ مسلمین یہ رسول ﷺ کا کرتا ہے اور ابھی بوسیدہ بھی نہیں ہوا اور عثمان نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بوسیدہ کر دیا۔ جس پر عثمان نے کہا یہ مکار ہیں اللہ مجھ کو انکی مکاری سے بچائے۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۸۴

نفیس اکیڈمی کراچی

حکم بن ابی العاص جس کو رسول اللہ کا دھتکارا ہوا کہا جاتا تھا اور جو عثمان کے سگے چچا تھے عثمان نے اس کو واپس بلا لیا تھا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۱

آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث کہ اے عثمان! تم اس حالت میں قتل ہو گے کہ تم سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا ایک قطرہ آیت فسیکفیکهم الله پر گرے گا۔ یا عثمان تقتل و أنت تقرأ سورة البقر۔ قال الذهبی إنه حیث موضوع۔ ذہبی نے کہا کہ یہ موضوع ہے۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۵؛ الدر المنثور سیوطی جلد ۱ ص ۳۳۹؛ الصواعق المحرقه ابن حجر (عربی) جلد ۱ ص ۳۲۵؛ الخصائص الکبری سیوطی ج ۲ ص ۲۰۸

عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ: تم لوگ اُنہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا (یعنی پہلے گندے تھے اور اب پاک صاف ہو گئے تھے) ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا۔ عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں عثمان پر خروج کیا جائے ہ حضرت عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا۔ طبقات ابن سعد (اردو) جلد دوم ص ۱۷۷۔ انساب الاشراف جلد ۶ ص ۲۲۷۔

جب عثمان کے قتل کی اطلاع حضرت عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا

عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہو گئے۔حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو اُن کے (عثمان) کے خلاف ورغلاتی تھیں اور آج رو رہی ہو۔ فقال لها عمار ياسر : أنت بالأمس تحرضين عليه ثم انت اليوم تبكينه۔ الامامة والسياسة دينوری جلد اول ص ۴۷ اورص ۶۶؛ انساب الاشراف البلاذری ج ۵ ص ۷۰، ۷۵، ۹۱؛ طبقات ابن سعد طبع لیدن ج ۵ ص ۲۵؛ طبری ج ۵: ۱۴۰اص، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۶۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ عمارؓ نے نہیں بلکہ حضرت ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا تھا شرح نہج البلاغۃ جلد ص ۲۱۷۔

جب حضرت عثمان محصور ہو گئے تو حضرت عائشہ نے حج کا ارادہ کیا مروان، زید بن ثابت اور دیگر لوگ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور کہا آپ (عائشہ) حج کا ارادہ ملتوی کر دیتیں تو بہتر ہوتا اس لئے کہ آپ دیکھ رہی ہیں امیر المومنین (عثمان) محصور ہیں اور آپ کی موجودگی میں ان سے محاصرہ دور ہو جائے گا۔اس پر حضرت عائشہ نے کہا میں اپنی سواری میں بیٹھ چکی ہوں میں اب رُکنے والی نہیں ہوں۔انہوں نے پھر درخواست کی حضرت عائشہ نے وہی جواب دیا اس پر مروان نے کہا: وحرق قيس على البلاد:: حتى اذا ما استعرت اجذنا یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب آگ بھڑک جائیگی تو اسے بجھا دے گا۔(یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔اس پر حضرت عائشہ نے کہا اس اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی (عثمان) کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں اگر چکی بندھی ہو اور تم دونوں کو میں سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھوں تب بھی مجھے

مکہ جانا پسند ہے۔طبقات ابن سعد (ج ۵ ص ۵۴ اردو)؛ عربی ج ۵ ص ۳۷؛ تاریخ مدینہ عمر بن شبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ ص ۱۷۲؛

قال عثمان اللهم اكفني طلحة بن عبيد الله فإنه حمل علي هؤلاء وألبهم والله إني لأرجو أن يكون منها صفرا وأن يسفک دمه إنه انتهک مني ما لا يحل له۔حضرت عثمان نے کہا کہ اے اللہ تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ سے نجات دے کیونکہ اسی نے باغیوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے اور انہیں جمع کیا ہے واللہ وہ میرا خون بہائے بغیر نہ جائے گا۔طبری حصہ سوم ص ۴۵۹ نفیس اکڈمی

نائلة ابنة الفرافصة امرأته فقالت أتكلم أو أسكت فقال تكلمي فقالت قد سمعت قول علي لک وإنه ليس يعاودک وقد أطعت مروان يقودک حيث شاء قال فما أصنع قالت تتقي الله وحده لا شريک له وتتبع سنة صاحبيک من قبلک فإنک متى أطعت مروان قتلک ومروان ليس له عند الناس قدر ولا هيبة ولا محبة وإنما ترکک الناس لمکان مروان فأرسل إلى علي فاستصلحه فإن له قرابة منک وهو لا يعصى قال فأرسل عثمان إلى علي فأبى أن يأتيه وقال قد أعلمته أني لست بعايد۔

عثمان کی زوجہ نائلہ آئیں اور عثمان سے پوچھا کیا میں خاموش رہوں یا کچھ کہوں؟۔عثمان نے کہا بولو!۔نائلہ نے کہا: میں نے حضرت علیؓ کی گفتگو سُنی اور آپ کے جواب دینے کے بعد وہ اب یہاں نہیں آئیں گے آپ مروان کے مشورے کو مان

رہے ہیں جہاں وہ لے جانا چاہتا ہے۔ عثمان نے کہا میں کیا کروں؟ تو نائلہ نے کہا
: آپ اللہ سے ڈریں جو یکتا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور اپنے صاحبوں (ابوبکر
اور عمر) کے نقش قدم پر چلیں۔ اگر آپ مروان کے مشورہ پر چلیں گیں تو وہ آپ کو مروا
دے گا۔ آپ حضرت علیؑ کو بلوائیں اور ان کے مشورے پر عمل کریں۔طبری اردو حصہ
سوم ص ۴۳۷ نفیس اکڈمی

و كانت عند عمرو أخت عثمان لأمه أم كلثوم بنت عقبة بن أبي معيط
ففارقها۔عمرو عاص نے ام کلثوم جو عثمان کی بہن تھی طلاق دے دیا اس لئے کہ عثمان
نے اُنہیں معزول کر دیا تھا۔طبری اردو حصہ سوم ص ۴۳۰ نفیس اکیڈمی

فلما نفر عثمان أشخص معاوية وعبدالله بن سعد إلى المدينة ورجع
ابن عامر وسعيد معه ولما استقل عثمان رجز الحادي قد علمت ضوامر
المطي وضامرات عوج القسي أن الأمير بعده علي وفي الزبير خلف رضي
وطلحة الحامي لها ولي فقال كعب وهو يسير خلف عثمان الأمير والله بعده
صاحب البغلة وأشار إلى معاوية كتب إلي السري عن شعيب عن سيف عن
بدر بن الخليل بن عثمان بن قطبة الأسدي عن رجل من بني أسد قال ما زال
معاوية يطمع فيها بعد مقدمه على عثمان حين جمعهم فاجتمعوا إليه بالموسم
ثم ارتحل فحدا به الراجز إن الأمير بعده علي وفي الزبير خلف رضي قال
كعب كذبت صاحب الشهباء بعده يعني معاوية فأخبر معاوية فسأله عن الذي

بلغه قال نعم أنت الأمير بعده ولكنها والله لا تصل إليك حتى تكذب بحديثي
هذا فوقعت في نفس معاوية وشاركهم في،

ایک ثنا خواں یہ اشعار پڑھ رہا تھا: تمام لاغر سواریاں اور لوگ جانتے ہیں
کہ عثمان کے بعد حضرت علیؑ خلیفہ ہوں گے۔ حالانکہ زبیر اور طلحہ بھی حقدار ہیں، کعب جو
عثمان کے پیچھے چل رہے تھے تو یہ سُنا اور کہا واللہ عثمان کے بعد یہ خچر والا خلیفہ ہوگا اشارہ کیا
معاویہ کی طرف۔عثمان کے جانے کے بعد معاویہ خلافت کی تمنا کرنے لگے۔۔طبری
اردو حصہ سوم ص ۴۱۲ نفیس اکیڈمی

اقتلوا نعثلاً فقد كفر۔ یہ عائشہ کہتی تھیں عثمان بن عفان کے بارے میں کہ اس یہودی
کو قتل کردو یہ کافر ہوگیا ہے۔حوالے حسب ذیل ہیں:-

طبری واقعات ۳۶ سنہ ہجری ج ۳ ص ۴۷۷؛ الامامة والسیاسة ابن قتیبیه
دینوری ج ۱ ص ۵۱، ۷۲؛ ابن عساکر ترجمہ الامام الحسن ص ۱۹۷؛ النہایة فی غریب
الحدیث ج ۵ ص ۸۰؛ لسان العرب ۱۴ الامام العلامة ابن منظور متوفی ۶۳۰ سنہ ھ ص
۶۷۰؛ تاج العروس ج ۸ ص ۱۴۱؛ أسد الغابة فی معرفة الصحاب ۃ ابن الاثیر جلد ۳
حالات صخر بن قیس طبع الشغب؛ المحصول فی علم اصول الفقہ فخر الدین رازی
جلد ۴ ص ۳۴۳ طبع موسسۃ الرسالۃ بیروت، ؛ الفتنة وقعة الجمل ص
۱۱۵ سیف بن عمر الضبی متوفی ۲۰۰ سنہ ھ طبع دار النفائس بیروت؛ انسان
العیون فی سیرة الامین المامون تالیف علی بن برهان الدین الحلبی

الشافعی متوفی ۹۷۵ھ جلد الثالث طبع مصطفی البابی الحبلی بمصر ص ۳۵۶؛ اعلام النساء فی عالمی العرب و الاسلام ص ۳۲ الجز الثالث تالیف عمر رضا کحالہ طبع الھاشمیۃ دمشق؛ الکامل فی التاریخ ابن الاثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ ص ۱۰۰ جلد ثالث طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان؛ روضتہ الاحباب جلد سوم ص ۶۱؛ التمھید و البیان فی مقتل الشھید عثمان تالیف محمد بن یحیی بن ابی بکر الاشعری متوفی ۷۴۶ھ طبع دار الثقافۃ بیروت لبنان ص ۲۲۸۔

امام ذہبی کتاب میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۰۷ میں حالات زید بن وھب میں اور المزی کتاب تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۱۳ کے حالات زید بن وہب لکھتے ہیں: عن حذیفۃ: إن خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ نے کہ جب دجال خروج کرے گا تو اُس کے پیروی وہ کریں گے جو عثمان سے محبت رکھتے ہوں ۔(زید بن وہب کے بارے میں ذہبی من أجلۃ التابعین و ثقاتھم. و متفق علی الاحتجاج بہ: لکھتے ہیں کہ یہ اجل تابعین اور اُن میں سب سے زیادہ ثقہ تھے)۔

مذکورہ کتابوں مورخین کے بارے:-

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری صاحب کتاب امامتہ والسیاستہ ولادت ۲۱۳ھ اور وفات ۲۷۶ھ کتاب امامتہ والسیاست مطبع الفتوح ادبیہ مصر دو اجزاء میں شائع ہوئی اور اس کے دیباچہ میں ابن قتیبہ کی نسبت لکھا ہے کہ 'فاضل تھا

ثقہ تھا اسکی ساری تصانیف نہایت عمدہ ہیں عرصہ تک دینور میں قاضی رہا اور اس ہی نسبت سے اس کو دینوری کہتے ہیں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق حصہ اول دیباچہ ص ۶ پر لکھتے ہیں' یہ نہایت نامور اور مستند مصنف ہے محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں ۔ابن خلکان اپنی وفیات اعیان میں لکھتے ہیں' ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری یا مرزی نحوی بغوی انکی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ایک معارف ہے فاضل عالم تھے ثقہ قابل اعتبار تھے بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں حدیث کی روایت اسحٰق بن راھویہ ابو اسحٰق بن ابراھیم بن سفیان بن سلیمان بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن زیادی وابی حاتم السجاتنی سے کی اور اِن سے ان کے لڑکے احمد اور ابن درستوری الفارسی نے کی ان کی تمام تصانیف نہایت مفید ہیں مولانا مودودی خلافت وملوکیت صفحہ ۳۰۹ پر لکھتے ہیں' ابن قتیبہ کے متعلق یہ خیال غلط ہے کہ وہ شیعہ تھا وہ ابو حاتم السجستانی اور اسحاق ابن راہویہ جیسے کٹر کا شاگرد اور دینور کا قاضی تھا! ابن کثیر اسکے متعلق لکھتے ہیں کہ' ثقہ اور صاحب فضل وشرف آدمی تھا! حافظ ابن حجر کہتے ہیں 'یہ نہایت سچا آدمی تھا! مسلمہ بن قاسم کہتے ہیں ' نہایت سچا آدمی اور اہلسنت سے تھا! ابن حزم کہتے ہیں 'اپنے دین وعلم میں بھروسہ کے قابل تھا! اصطفی کہتے ہیں' ابن قتیبہ ثقہ اور اہلسنت سے تھا!

ابن ابی الحدید اصلی نام عبد الحمید بن ہبتہ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید عز الدین المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا۔ فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطار تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ)"اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک ٹوکری پر بھی گواہی دے

تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے'' ۔خلافت وملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹۔محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جز اول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے ۔علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی معجم الالقاب میں لکھتے ہیں :کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

ابن ابی الحدید اپنے اعتقاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

اتفق شیوخنا کافة رحمهم الله المتقدمون منهم والمتاخرون البصریون والبغدادیون علی ان بیعة ابی بکر الصدیق بیعة صحیحة شریعة وانها لم تکن عن نص وانما کانت بالا ختیار الذی ثبت بالا جماع ۔شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جلد اول ص ۷۔

ہمارے تمام شیوخ اللہ اُن پر رحم فرمائے، چاہے وہ متقدین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے چاہے وہ بصری ہوں یا وہ بغدادی ہوں سب اس بات پر متفق ہیں کہ ابوبکر صدیق کی بیعت صحیح اور شرعی تھی اور وہ بے شک کسی نص کے بنیاد پر نہیں تھی بلکہ اسے اس اختیار کی بنیاد پر ہے جو اجماع سے ثابت ہے۔

اسی کتاب اور صفحہ پر مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان ابابکر افضل من علی علیه السلام وهؤلاء یجعلون ترتیب الاربعة فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة۔

ابوبکر علیؑ سے افضل تھے اور یہ تمام ہمارے شیوخ ان چاروں خلفاء کی ترتیب

کے حساب سے اُن کی فضیلت کے قائل ہیں۔

مزید آگے صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ان الامامة اختیار من الامة و ذلک ان الله عزوجل لم ینص علی رجل بعینه ولا رسوله ولا اجتمع المسلمون عنده علیٰ رجل بعینه وان اختیار ذلک مفوض الی الامة سواء کان قریشا او غیر من اهل ملة الاسلام وسائر فرق الشیعة والروافضة والروانديه الیٰ ان الامامة فی قریش۔

امامت امت کے اختیار سے ہے اور وہ اس لئے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے کسی شخص معین کے لئے کوئی نص نہیں ہے اور نہ ہی اس کو رسول کی طرف سے کوئی معین ہوا اور نہ ہی مسلمانوں نے پیغمبرؐ کی حیات میں کسی خاص شخص کے لئے اجماع کیا البتہ یہ اختیار اُمت کو دے دیا گیا۔ چاہے وہ قریشی ہو یا کوئی غیر ۔پس ملت اسلام سے ہونا چاہئے ۔فرق یہ ہے کہ شیعہ رافضی اور راوندیہ کا یہ نصب العین ہے کہ امامت قریش میں رہے گا۔

۔کیا حضرت عثمان (رض) کے قاتل صحابہ کرام (رض) تھے

کیا یہ درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل بھی صحابہ کرام ہی تھے ؟:

قاتلان حضرت عثمان

۱۔فروہ بن عمرو انصاری جو بیعت عقبہ میں بھی موجود تھے ۔استیعاب : ۳:۵۲۳ ؛ اسدالغابه ۴:۷۵۳ : .قال ابن وضاح: انما سکت مالک فی الموطا عن اسمه لانه، کان ممّن اعان علی قتل عثمان.

۲۔محمد بن عمرو بن حزم انصاری .یه وه صحابی رسول هیں جن کا

نام بھی پیغمبر (ﷺ) ھی نے رکھا تھا۔ استعیاب ۲۳۴:۳ولد قبل وفا
رسول اللہ بسنتین...فکتب الیہ۔ای الی والدہ۔رسول اللہ سمّہ محمد۔وکان
اشدّ النّاس علی عثمان المحمّدون : محمد بن ابی بکر ،محمد بن حذیفہ
،ومحمد بن عمرو بن حزم..

۳۔جبلہ بن عمرو ساعدی انصاری بدری ۔یہ وہ صحابی رسول (ص) تھے جنہوں نے حضرت
عثمان (رض) کے جنازہ کو بقیع میں دفن نہیں ہونے دیا تھا ۔انساب ۱۴۱:۴: ؛
تاریخ المدینہ ۲۱۱:۱ : .ھو اوّل من اجترأ علی عثمان.. .لمّا ارادوا دفن
عثمان، فانتھوا الی البقیع، فمنھم من دفنه جبل بن عمرو فانطلقوا الی حش
کوکب فدفنوہ فیہ، .

۴۔عبداللہ بن بُدیل بن ورقائ خزاعی ۔یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لاچکے تھے امام بخاری
اپنی تاریخ اسلام لکھتے ہیں کہ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان (رض) کا گلا کاٹا
۔تاریخ الاسلام (الخلفائ (۴۵:۷ .اسلم مع ابیہ قبل الفتح وشھد الفتح
ومابعدھا.. .انّہ ممّن دخل علی عثمان فطعن عثمان فی ودجہ...

۵۔عمرو بن حمق: یہ بھی صحابی پیغمبر (ﷺ) تھے جنہوں نے امام مزی لکھتے ہیں کہ حجۃ
الوداع کے موقع پر پیغمبر (ﷺ) کی بیعت کی تھی اور امام ذہبی نے لکھا کہ یہ وہی صحابی
ہیں جنہوں نے حضرت عثمان (رض) پر خنجر کے پے در پے نو(۹) وار چلاتے ہوئے کہا:
تین خنجر خدا کے لئے مار رہا ہوں اور چھ اپنی طرف سے۔تہذیب الکمال ۲۰۴:۲۱ ؛
تہذیب التہذیب ۲۲:۸ .بایع النبیّ فی حج الوداع وصحبہ.. ،.کان احد

من الّب علی عثمان بن عفان وقال الذّھبی انّ المصریین اقبلوا یریدون عثمان
...وکان رؤوسائھم اربع.. : .وعمرو بن حمق الخزاعی.. .تاریخ الاسلام
الخلفا : و وثب علیہ عمرو بن الحمق وبہ عثمان رمق وطعنہ، تسع طعنات
وقال: ثلاث للہ وستّ لمّا فی نفسی علیہ.

۶۔عبدالرحمٰن بن عدیس: یہ اصحاب بیعت شجرہ میں سے ہیں اور قرطبی کے بقول مصر میں
حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے لیڈر تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان
کو قتل کر ڈالا ۔۔استیعاب ۳۸۳:۲ : ؛تاریخ الاسلام الخلفائ :۴۴۵ .
عبدالرّحمن بن عدیس مصری شھد الحدیبی وکان ممّن بایع تحت الشجر
رسول اللہ وکان امیر علی الجیش القادمین من مصر الی المدین الّذین
حصروا عثمان وقتلوہ. ،

بسمہ سبحانہ و یذکر ولیہ

تصویر کے دو رخ

۱۔ حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري قال أخبرني أبو سلمة بن عبدالرحمن أن أبا سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقسم قسما أتاه ذو الخويصرة وهو رجل من بني تميم فقال يا رسول الله اعدل فقال ويلک و من يعدل إذا لم أعدل قد خبت و خسرت إن لم أكن أعدل فقال عمر يا رسول الله ائذن لي فيه فأضرب عنقه فقال دعه فإن له أصحابا يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ينظر إلى نصله فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى رصافه فما يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى نضيه وهو قدحه فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى قذذه فلا يوجد فيه شيء قد سبق الفرث والدم آيتهم رجل أسود إحدى عضديه مثل ثدي المرأة أو مثل البضعة تدردر ويخرجون على حين فرقة من الناس قال أبو سعيد فأشهد أني سمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم وأشهد أن علي بن أبي طالب قاتلهم وأنا معه فأمر بذلک الرجل فالتمس فأتي به حتى نظرت إليه على نعت النبي صلى الله عليه وسلم الذي نعته:-

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ ابوسعید خدریؓ نے کہا: ایک بار ہم آنحضرت ﷺ کے پاس موجود تھے آپ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص ذو الخویصرہ، بنی تمیم کے قبیلے کا تھا آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! عدل کرو (انصاف کرو) آپؐ نے فرمایا: اے کم بخت! اگر میں انصاف نہ کروں گا تو دنیا میں کون انصاف کرے گا؟ اگر میں ظالم ہوں تو تیری تباہی اور بربادی ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! حکم دیجئے تو اس کی گردن اُڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: جانے دو اس کے ساتھیوں میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے تم میں کوئی اپنی نماز کو اُن کی نماز کے مقابل حقیر جانے گا، اور اپنے روزے کو اُن کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھے گا وہ قرآن پڑھیں گے (یعنی ہمیشہ یہ اپنے بیان کی دلیل میں قرآن کے حوالے سے دیں گے) مگر قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک سیہ فام شخص ہوگا جس کے سینہ کا ایک حصہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا اور یہ لوگ اُس وقت ظاہر ہوں گے جب انسانوں میں تفریق ہو جائے گی۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں اُس جنگ آپ کے ساتھ تھا انہوں نے حکم دیا تھا کہ مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے تلاش کیا تو اِسی صفت ایک کا شخص ملا۔ صحیح بخاری (اردو) کتاب المناقب ج ۲، باب ۳۷۸، حدیث ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ (علامہ وحید الزمان مترجم اور شارح صحیح بخاری اپنی شرح تیسیر

البخاری جلد ٨ کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرجل کے ذیل میں ص ١١۵ تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا نہ خدا کی بارگاہ میں اس کی وجہ سے وہ مقبول ہوسکتا ہے جب تک اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اہل بیتؑ سے محبت نہ رکھے۔ محبت ہی تو چیز ہے جو تھوڑی سی عبادت پر آدمی کو ولایت کے درجہ پر پہنچا دیتی ہے۔ محبت ہی میں سب کچھ ہوتا ہے)

اسی مضمون کے ذیل میں صحیح مسلم سے تین احادیث پیش ہیں۔ جس میں خوارج کا حلیہ بھی بتلا دیا گیا ہے:-

باب ذکر الخوارج وصفاتهم

١۔حدثنا محمد بن رمح بن المهاجر أخبرنا الليث عن يحيى بن سعيد عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله قال أتى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجعرانة منصرفه من حنين وفي ثوب بلال فضة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقبض منها يعطي الناس فقال يا محمد اعدل قال ويلك ومن يعدل إذا لم أكن أعدل لقد خبت وخسرت إن لم أكن أعدل فقال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه دعني يا رسول الله فأقتل هذا المنافق فقال معاذ الله أن يتحدث الناس أني أقتل أصحابي إن هذا وأصحابه يقرأون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون منه كما يمرق السهم من الرمية۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں تھے جب کہ ہم جنگ حنین سے واپس ہو رہے تھے حضرت بلالؓ کے کپڑے میں چاندی

تھی اور رسول اللہ ﷺ مٹھی سے لے لے کر تقسیم کر رہے تھے ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے محمد! (ﷺ) انصاف سے کام لو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا حکم دیں تو میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی پناہ! لوگ کہیں گے میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ وہ ہے جس کے اصحاب قرآن پڑھیں گے اور قرآن اُن کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا (وحید الزمان لکھتے ہیں کہ قرآن گلے سے نہیں اُترنے سے مراد، سوائے لفظوں کی تلاوت کے یعنی معانی یہ مطالب اپنے دل سے نکال لیں گے)۔ اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔

٢۔ حدثنا هناد بن السري حدثنا أبو الأحوص عن سعيد بن مسروق عن عبد الرحمن بن أبي نعم عن أبي سعيد الخدري قال بعث علي رضى الله تعالى عنه وهو باليمن بذهبة في تربتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أربعة نفر الأقرع بن حابس الحنظلي وعيينة بن بدر الفزاري وعلقمة بن علاثة العامري ثم أحد بنى كلاب وزيد الخير الطائي ثم أحد بنى نبهان قال فغضبت قريش فقالوا أيعطي صناديد نجد ويدعنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني إنما فعلت ذلك لأتألفهم فجاء رجل كث اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتىء الجبين محلوق الرأس فقال اتق الله يا محمد قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن يطع الله إن عصيته أيأمنني على أهل الأرض ولا تأمنوني قال ثم أدبر الرجل فاستأذن رجل من

القوم في قتله يرون أنه خالد بن الوليد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من ضئضيء هذا قوما يقرأون القرآن لا يجاوز حناجرهم يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد۔

٣۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا عبد الواحد عن عمارة بن القعقاع حدثنا عبد الرحمن بن أبي نعم قال سمعت أبا سعيد الخدري يقول بعث علي بن أبي طالب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من اليمن بذهبة في أديم مقروظ لم تحصل من ترابها قال فقسمها بين أربعة نفر بين عيينة بن حصن والأقرع بن حابس وزيد الخيل والرابع إما علقمة بن علاثة وإما عامر بن الطفيل فقال رجل من أصحابه كنا نحن أحق بهذا من هؤلاء قال فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال ألا تأمنوني وأنا أمين من في السماء يأتيني خبر السماء صباحا ومساء قال فقام رجل غائر العينين مشرف الوجنتين ناشز الجبهة كث اللحية محلوق الرأس مشمر الإزار فقال يا رسول الله اتق الله فقال ويلك أو لست أحق أهل الأرض أن يتقي الله قال ثم ولى الرجل فقال خالد بن الوليد يا رسول الله ألا أضرب عنقه فقال لا لعله أن يكون يصلي قال خالد وكم من مصل يقول بلسانه ما ليس في قلبه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لم أومر أن أنقب عن قلوب الناس ولا أشق بطونهم قال ثم نظر إليه وهو مقف فقال إنه يخرج من ضئضئي هذا قوم يتلون كتاب الله رطبا لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين

كما يمرق السهم من الرمية قال أظنه قال لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل ثمود۔

ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے کے تھیلے میں۔تو آپ نے چار آدمیوں میں اس کو بانٹا عینیہ بن بدرو الاقرع بن حابس وزید بن الخیل وعلقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل۔تو ایک نے اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے۔آپؐ جب اس علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا : کیا تم مجھ کو امانت دار نہیں جانتے جب کہ میں اُس کا امانت دار ہوں جو آسمانوں کا مالک ہے اور۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں ذہبنی ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی، گھری داڑھی، سر منڈا ہوا اور تھمبند (پاجاما) (قارئین! یہ حلیہ اور نظریہ کس سے ملتا ہے وہ غور طلب ہے) اٹھا ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اللہ سے ڈرو۔آپؐ نے فرمایا تیری خرابی ہو اللہ سے ڈرنے کا تو مستحق ہے۔ پھر جب وہ جانے لگا تو خالد بن ولید کہا اجازت ہو تو اس کا سر قلم کردوں۔آپؐ نے فرمایا نہیں شائد یہ نمازی ہو۔خالد نے سوال کیا: کیا نمازی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں؟، آپؐ نے فرمایا: مجھے کسی کا دل چیر کر دیکھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔اور نہ کسی کا پیٹ پھاڑنے کا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس کے قوم میں ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ کی کتاب پڑھیں گے مگر گلے سے نہیں اُترے گی، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔اگر ان کو میں پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں۔شرح صحیح مسلم کتاب الزکاۃ صفت خوارج۔اردو جلد سوم ص ۸۱ تا ۸۳۔

ذو الثدية له ذكر فيمن قتل مع الخوارج في النهروان ويقال هو ذو الخويصرة الآتي وقال أبو يعلى في مسنده رواية بن المقري عنه حدثنا محمد

بن الفرج حدثنا محمد بن الزبرقان حدثني موسى بن عبيدة أخبرني هود بن عطاء عن أنس قال كان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل يعجبنا تعبده واجتهاده وقد ذكرنا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم باسمه فلم يعرفه فوصفناه بصفته فلم يعرفه فبينا نحن نذكره إذ طلع الرجل قلنا هو هذا قال إنكم لتخبروني عن رجل إن في وجهه لسفعة من الشيطان فأقبل حتى وقف عليهم ولم يسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنشدك الله هل قلت حين وقفت على المجلس ما في القوم أحد أفضل مني أو خير مني قال اللهم نعم ثم دخل يصلي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يقتل الرجل فقال أبو بكر أنا فدخل عليه فوجده يصلي فقال سبحان الله أقتل رجلا يصلي وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل المصلين فخرج فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فعلت قال كرهت أن أقتله وهو يصلي وأنت قد نهيت عن قتل المصلين قال من قتل الرجل قال عمر أنا دخل فوجده واضعا جبهته فقال عمر أبو بكر أفضل مني فخرج فقال له النبي صلى الله عليه وسلم مه قال وجدته واضعا وجهه لله فكرهت أن أقتله فقال من يقتل الرجل فقال علي أنا فقال أنت إن أدركته فدخل عليه فوجده قد خرج فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له مه قال وجدته قد خرج قال لو قتل ما اختلف من أمتي رجلان كان أولهم وآخرهم قال موسى فسمعت محمد بن كعب يقول الذي قتله علي ذو الثدية۔ الاصابة ابن حجر ج ۲ ص ۳۴۱ سلسله ۲۴۵۳؛ مسند أبي يعلى

ج ۱ ص ۹۰ و ج ۷ ص ۱۶۹؛ سنن دار قطنی ج ۲ ص ۱۴۱۔ تاریخ دمشق (مختصر) ج ۸ ص ۵۱۶۔

انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کی عبادت و اجتہاد پر ہمیں بے حد تعجب ہوا کرتا تھا۔ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ سے اُس کا نام لے کر ذکر کیا گیا رسول ﷺ نے نہیں پہچانا۔ ہم نے اُس کی صفتیں بیان کیں۔ تب بھی آپؐ نہ پہچانا، ہم اُس کے بارے میں گفتگو کر ہی رہے تھے کہ نا گاہ وہ شخص آتا دکھائی دیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: یا رسولؐ اللہ یہی وہ شخص ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے ایسے شخص کا ذکر کر رہے ہو جس کے چہرے پر شیطان کی رنگت ہے۔ اتنے میں وہ شخص بالکل سامنے آگیا اور کھڑا رہا اور سلام نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس سے سوال کیا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب تم مجمع میں تھے تو تم نے یہ بات کہی کہ پوری قوم میں مجھ سے بہتر یا افضل کوئی شخص نہیں؟۔ اُس نے کہا: ہاں۔ پھر وہ شخص وہاں سے چلا اور چل کر نماز پڑھنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو جا کر اس کو قتل کر دے؟۔ حضرت ابو بکر نے کہا: میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں یا رسول اللہ!۔ وہ اُس کے پاس گئے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ انھوں نے عذر پیش کیا کہ: سبحان اللہ! وہ نماز پڑھ رہا ہے میں ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔ جب پلٹ کر واپس آئے تو رسول اللہؐ نے پوچھا کہو کیا کر آئے؟ انھوں نے جواب دیا کہ: میں نے پسند نہیں کیا کہ نماز پڑھتے والے کو قتل کروں اس لئے کہ آپ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے پھر سوال

کیا کہ کون ہے جو اسے قتل کر دے؟ ۔حضرت عمر بولے میں حاضر ہوں یا رسول اللہؐ ۔وہ بھی اس کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھے ہے یعنی سجدے میں ہے۔ حضرت عمر نے سوچا کہ ابوبکر جو مجھ سے افضل ہیں (جب انھوں نے قتل نہیں کیا، تو میں کیسے کروں) چنانچہ وہ واپس چلے آئے۔رسول اللہؐ نے پوچھا کہو کیا کر آئے؟ حضرت عمر نے جواب دیا: میں اُسے اس حال میں پایا کہ وہ اپنی پیشانی اللہ کے سجدے میں رکھے ہوئے ہے، مجھے اُس کا قتل گوارا نہ ہوا۔ پھر رسول اللہؐ نے آواز دی کون ہے جو اُس کو قتل کرے؟ ۔حضرت علیؑ نے کہا: میں ۔رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں بشرطیکہ وہ تمہارے ہاتھ بھی لگے۔حضرت علیؑ اُس کی طرف روانہ ہوئے مگر وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہ جا چکا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؑ واپس آئے۔رسول اللہؐ نے پوچھا: کہو کیا خبر ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا: یا رسول اللہؐ وہ جا چکا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو میری اُمت کے کوئی دو شخص آپس میں اختلاف نہ کرتے۔

ایسی ہی ایک اور روایت ہے الفاظ ذرا مختلف ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ذو الثدية یا ذو الخويصرة کو دیکھا کو سجدہ میں ہے۔آپؐ نماز پڑھ کر جب فارغ ہو گئے مگر وہ سجدہ ہی میں پڑا رہا۔آپؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کو قتل کرے حضرت ابوبکر نے کہا: میں جا کر قتل کرتا ہوں۔تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے اور کہا کہ میں ایک شخص کو جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے قتل نہیں کر سکتا۔آپؐ نے حضرت عمر کو بھیجا۔وہ بھی پلٹ کر واپس آ گئے۔یہی عذر کیا کہ میں ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔آپؐ نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا۔جب حضرت علیؑ وہاں پہنچے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔آپ نے فرمایا اگر وہ قتل ہو جاتا تو

فتنہ دب جاتا۔وہ اُس کا گروہ کافر تھا جو دین سے اس طرح نکل گیا جیسے تیر کمان سے۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا بكر بن عيسى ثنا جامع بن مطر الحبطي ثنا أبو روبة شداد بن عمران القيسي عن أبي سعيد الخدري ان أبا بكر جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إني مررت بوادي كذا و كذا فإذا رجل متخشع حسن الهيئة يصلي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اذهب إليه فاقتله قال فذهب إليه أبو بكر فلما رآه على تلك الحال كره ان يقتله فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعمر اذهب فاقتله فذهب عمر فرآه على تلك الحال التي رآه أبو بكر قال فكره أن يقتله قال فرجع فقال يا رسول الله إني رأيته يصلي متخشعا فكرهت أن أقتله قال يا علي اذهب فاقتله قال فذهب علي فلم يره فرجع علي فقال يا رسول الله انه لم يره قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان هذا و أصحابه يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه حتى يعود السهم في فوقه فاقتلوهم هم شر البرية۔مسند احمد ابن حنبل جلد ۳ ص ۳۱ ۔

ایک اور حدیث ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: یا رسولؐ اللہ! میرا گذر فلاں وادی سے ہوا میں نے وہاں ایک خوشنما شکل و شمائل اور بہت ہی خضوع و خشوع والے انسان کو نماز پڑھتے دیکھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فوراً جاؤ اور اُس کو قتل کر ڈالو۔ حضرت ابوبکر گئے مگر جب اُس شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو انھیں اچھا نہیں معلوم ہوا

کہ اُسے قتل کریں، واپس رسولؐ کی خدمت آئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر کو بھیجا کہ جاؤ اُسے قتل کرو۔ وہ گئے اور اُنھیں بھی گوارہ نہ ہوا کہ اُسے حالت نماز میں قتل کریں پلٹ کرآئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے اُسے بہت خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس لئے مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ میں اُس قتل کرتا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور جا کر اسے قتل کرڈالو۔ حضرت علیؑ گئے اور نہیں پایا۔ حضرت علیؑ خدمت رسولؐ میں واپس آئے اور عرض کیا کہ: میں گیا تو وہ جا چکا تھا، میں نے اُسے نہیں پایا۔ رسالتمآب ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص اور اس کے اصحاب کی حالت یہ ہوگی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلے سے نہیں اُترے گا۔ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر ہدف کے پار ہوجاتا ہے۔ ان کا دین میں واپس آنا اسی طرح ناممکن ہوگا جس طرح چلا ہوا تیر کمان میں پلٹ آئے، انھیں تہ تیغ کرڈالو کہ یہ بدترین خلائق ھیں۔

مسند امام احمد ابن حنبل جلد۳ ص ۳۱

مذکورہ روایتوں سے یہ واضح ہے اصحاب رسول حیات رسولؐ ہی میں حکم پیغمبرؐ بجا لانے لانے میں اپنی رائے پر عمل کتنا بہتر سمجھتے تھے حکم پیغمبرؐ کی اُن کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ بس جو کچھ تھا اُن کا اجتہاد، اُن کی رائے تھی اور اُن کا قیاس تھا۔

تفترق امتی علی فرقتین تمرق بینهما فرقة محلقون رؤوسهم محفون شواربهم ازرهم الی انصاف سوقهم یقرؤن القرأن لا یتجاوز تراقیهم یقتلهم احبهم الی واحبّهم الی اللہ تعالیٰ۔ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۷۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری اُمت دو فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی اور اُن دو

میں سے ایک فرقہ نکل کھڑا ہوگا اس فرقہ کے لوگ سر منڈوائیں گے اور مونچھیں باریک کٹوائیں گے اور آدھی پنڈلیوں تک تہبند باندھے ہوں گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، انہیں وہ شخص قتل کرے گا جو مجھے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (غور فرمائیے یہ حلیہ کس سے ملتا ہے؟)

امرت بقتال الناکثین، والقاسطین والمارقین: حضرت علیؑ نے فرمایا مجھ کو اس امر کا حکم دیا گیا کہ میں قتال کروں بیعت توڑنے والوں سے، اور بے انصاف ظالموں سے اور دین سے باہر ہوجانے والوں سے۔ بیعت توڑنے والے اصحاب جمل جو حضرت علی سے بیعت کرکے پھر گئے، قاسطین معاویہ اور ان کے ساتھ والے، جو ظالم اور باغی تھے اور خلیفہ وقت سے لڑے، اور مارقین سے مراد جو دین سے باہر ہوگئے تھے وہ خارجی تھے جو مومنوں کے سردار کو کافر کہہ کر خود کافر بن گئے۔ **النهاية فی غريب الحديث ابن الاثير ج۴ ص ۶۰، ج۵ ص ۱۱۴؛ لسان العرب ج۲ ص ۱۹۶؛ مستدرک الصحيحين ج۳ ص ۱۳۹؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۹۲؛ البداة والنهاىۃ ابن کثير ذکر فی مدح حضرت علی فی قتل خوارج ج۷ ص ۱۳۳۔**

حدثنا مالک بن اسماعيل: حدثنا ابن عيينة، عن عمرو: سمع جابر رضی اللہ عنہ قال: أتي النبي ﷺ وآله عبد الله بن أبي بعد ما دفن فأخرجه فنفث فيه من ريقه و البسه قميصه۔ ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں جابرؓ سے سُنا، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اسوقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا۔ آپ نے اُس کی لاش نکلوائی اور اپنا لعاب اُس پر

ڈالا اوراپنا کرتہ اس کو پہنایا۔صحیح بخاری کتاب الجنائز تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۵۳۔

کان یوم أحد هزمنا ففررت حتی صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنزالعمال ج ۲ ص ۳۷۶۔(شائداسی وجہ سے لفظ ''بز دل'' پیداہوا۔بکری کادل)

لما کرر قوله الارجل یاتینی بخبر القوم یکون معی یوم القیامة ولم یجیبه احد قال ابو بکر یا رسول قل حذیفة: خندق کے وقت جب رسولؐ اللہ نے بار بار لوگوں سے کہا: کیا کوئی بھی جا کر خبر لاسکتا ہے؟ تو ابو بکر نے کہا یارسولؐ اللہ آپ حذیفہؓ سے کہئے۔صحیح مسلم باب غزوۃ احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۷

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ **قال رسول اللہ یا ابو بکر قال استغفر اللہ ورسوله ثم قال ان شئت ذهبت ۔فقال یا عمر قال استغفر اللہ ورسوله ثم۔ قال رسول اللہ یا حذیفة فقلت لبیک فقمت حتی اتیت** ۔آنحضرتؐ نے نام لیکر فرمایا اے ابو بکر تم کیوں نہیں جاتے؟ تو ابو بکر نے کہا میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ضرور جاسکتے ہو۔پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر تم جا کر خبر لے آؤ۔عمر نے بھی یہ کہا کہ میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اب

آنحضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ! تو۔حضرت حذیفہؓ نے کہا لبیک۔ الدرالمنثور ج ۵ ص ۱۸۵؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸۔

حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے حضرت عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفائے قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ: وہ لوگ مجھے قتل کردیں گے یا ایذا دیں گے آپؐ عثمان بن عفان کو بھیجئے کہ بنی اُمیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۸۱؛ جامع البیان طبری ج ۲۶ ص ۱۱۱؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۷۶ و ۷۸؛ اردو تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۳۳، عربی تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۸؛ البدایہ والنہایہ باب حدیبیہ ج ۴ ص ۱۹۱؛ سیرۃ ابن ہشام باب حدیبیہ ج ۳ ص ۷۸۰۔

جب آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی تو حضرت عمر ابن خطاب بہت ناراض ہوئے اور کہا۔ **واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ فأتیت النبی**۔اللہ کی قسم آج سے زیادہ اسلام لانے کے بعد نبی کے بارے میں اتنا کبھی شک نہیں ہوا۔تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۷۷؛ صحیح ابن حبان ج ۱۱ ص ۲۲۴؛ الاحکام ابن حزم ج ۳ ص ۲۴۴؛ تاریخ ابن عساکر ج ۵۷ ص ۲۲۹۔جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۲۶ ص ۔المصنف عبدالرزاق الصنعانی جلد ۵ ص ۳۳۹۔

حدثنا عثمان بن أبي شيبة وزهير بن حرب وإسحاق بن إبراهيم الحنظلي قال إسحاق أخبرنا وقال الآخران حدثنا جرير عن الأعمش عن أبي وائل عن سلمان بن ربيعة قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قسم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسما فقلت واللہ یا رسول اللہ لغیر ھؤلاء کان
أحق به منهم قال إنهم خيروني أن يسألوني بالفحش أو يبخلوني فلست بباخل
۔ صحیح مسلم کتاب الزکواۃ ۔جب رسول اللہ ﷺ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے
حضرت عمر ابن خطاب نے کہا یارسول اللہ! آپ جس کو دینا چاہئے انھیں نہیں دے
رہے ہیں ۔(اللہ کے رسول پر خیانت کا الزام !)۔ وما کان لنبی ان یغل۔ سورہ ال
عمران آیت ۱۶۱ سبب نزول میں تفسیر درالمنثور، تفسیر طبری کے حوالے سے اس کی تفسیر
یوں ہے کہ: نبیؑ کی شان نہیں کے وہ خیانت کرے کسی صحابی نے نبیؑ اکرم پر
خیانت کا الزام لگایا تھا۔ تفسیر الدر المنثور سیوطی (اردو) جلد ۲ ص ۲۵۰

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو۔ یہاں بھی صحابی ہے مگر بے عمل، فاسق ہے
مگر محب رسولؑ ھے!

باب ما يكره من لعن شارب الخمر وإنه ليس بخارج من الملّة حدثنا
يحيى بن بكير حدثني الليث قال حدثني خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال
عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطاب أن رجلا على عهد النبي صلى الله
عليه وسلم كان اسمه عبد الله وكان يلقب حمارا وكان يضحك رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد جلده في الشراب فأتي
به يوما فأمر به فجلد فقال رجل من القوم اللهم العنه ما أكثر ما يؤتى به فقال
النبي صلى الله عليه وسلم لا تلعنوه فوالله ما علمت إلا أنه يحب الله ورسوله۔
بخاری کتاب الحدود جلد ٦ سلسلہ ٦٣٩٨ (عربی)

زید بن اسلم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عمر سے کہ
ایک شخص (جو صحابی) تھا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ اس کو عبداللہ حمار کہا
کرتے تھے وہ آنحضرت ﷺ کو جب کہ وہ کسی بات پر ناراض اور غمگین رہتے ہنسانے کی
کوشش کرتا تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے شراب کے پینے کہ وجہ سے حد بھی لگائی تھی
ایک بار لوگ اس کو شراب کی حالت میں لے آئے تو (حضرت عمر) بول اُٹھے یااللہ!
اس پر لعنت کر یہ کئی بار شراب کی علت میں آچکا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے
فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم میں تو یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اُس کے رسولؑ سے
محبت رکھتا ہے۔(علامہ وحید الزمان مترجم اور شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں: اللہ اور اُس
کے رسول کی محبت پر ایمان کا مدار ہے اور رسولؑ کی محبت تمام عیبوں اور گناہوں کا کیمیا
ہے)۔(اردو) تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۳۳ حدیث ۷۶۹ ۔فتح الباری ابن حجر ج ۱۲
ص ۶۷، السنن الکبری البیھقی ج ص ۱۰۳۔ اور کئی متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔

ایسا ہی واقعہ نعیمان صحابی رسولؑ کا ہے جب انہیں اُن کے گناہوں پر لعنت
ملامت کی گئی تو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا: اسے بُرا مت کہو، اس لئے کہ یہ شخص اللہ اور اُس
کے رسولؑ سے محبت کرتا ہے۔ احیاء العلوم امام غزالی (عربی) ج ۴ ص ۳۳۲، (اردو) طبع
دارالاشاعت کراچی جلد ۴ ص ۴۹۷۔

یہاں وہ شخص ہے جو زندگی بھر رسولؑ کی صورت نہیں دیکھی تھی، مگر عاشق رسولؑ
تھے۔ ان کا عمل کیا تھا جب نبی کریم ﷺ کے زخمی ہونے اور دندان مبارک کے شہید ہونے
کی اطلاع ملی تو انھوں اپنے دانت توڑ ڈالے اور شدت غم سے اپنے چہرے کو زخمی کر لیا تھا۔

حضرت اویس قرنی ؓ کے بارے میں ہے کہ آپ ،رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی ماں کی خدمت کی وجہ نہیں آسکے اور نہ ہی جنگ میں شریک ہوے ۔فلذلک لم یجتمع یالنبی ﷺ مگر آپ ؓ نے فرمایا: واللہ ما کسرت رباعیتہ ﷺ حتی کسرت رباعتی ولا شجح وجھہ الشریف حتی شجح وجھی میرے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے جب آنحضرت ﷺ کے دانت سامنے ٹوٹے اور میرے چہرے پر زخم آیا جب آنحضرت ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: یہ خیر التابعین ہیں ۔اور فرمایا کہ میری اُمت کے لئے اُس کی شفاعت اتنے بیشمار لوگوں کے لئے ہوگی جتنے بیشمار آدمی قبیلۂ ربیع اور مضر کے ہیں اور فرمایا: کہ تم میں سے جو شخص اُس سے ملے وہ اس سے درخواست کرے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے ۔اور یہ حضرت اویس ؓ صفین کی جنگ میں حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں تھے اور شہید ہوئے ۔سیرۃ الحلبیۃ (اردو) جلد ۴ ص ۲۲۷ تا ۲۲۹۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اویس ؓ قرنی میں فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم کو (صحابہ کرام اور وہ صحابہ جن کے لئے کہتے ہیں "عشر مبشرہ" ہیں جنت کی بشارت ملی تھی) وہ (اویس ؓ قرنی) ملیں تو اپنے لئے مغفرت کی دعا کروائے ۔ چنانچہ جب حضرت اویس ؓ، خلافت ثانی کے زمانے میں مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ نے اُن سے التجا کی کہ وہ ان کی مغفرت کی دعا کریں ۔صحیح مسلم جلد ششم ص ۱۹۲ تا ۱۹۴۔

آپ کے سامنے تصویر کے دو رُخ ہیں نتیجہ فکر کے ذمہ دار آپ کا ذہن عالی ھے۔

وماعلینا الا البلاغ

••

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

مسند احمد بن حنبل سے

امام احمد بن حنبل کو محمد بن اسمٰعیل بخاری کا استاد کہا جاتا ہے اُن کی کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو بعض حیرت انگیز روایتیں نظر آتی ہیں ۔زیر نظر مقالہ میں چند کا ذکر پیش خدمت ہے۔

661حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا خلف ثنا قيس عن الأشعث بن سوار عن عدي بن ثابت عن أبي ظبيان عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم يا علي إن أنت وليت الأمر بعدي فاخرج أهل نجران من جزيرة العرب

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: یا علیؑ! تم میرے بعد خلیفہ بنو تو اہل نجران کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا۔مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۸۷ (عربی)

19306حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن ميمون أبي عبد الله عن زيد بن أرقم قال كان لنفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبواب شارعة في المسجد قال فقال يوما سدوا هذه الأبواب الا باب علي قال فتكلم في ذلك الناس قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله

••

تعالی و أثنی علیه ثم قال أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب الا باب علي وقال
فيه قائلكم وإني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكني أمرت بشيء فاتبعته

زید بن ارقمؓ صحابی نے کہا کہ چند اصحاب رسول ﷺ کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ علیؑ کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کر دو۔اس حکم سے لوگوں میں ناگواریاں ظاہر ہوئیں۔پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: امابعد! پس میں نے حکم دیا کے سارے دروازے بند کر دئے جائیں سوائے علیؑ کے دروازے کے اور اس سلسلے میں تم سے کہنے والوں نے کچھ کہا (اعتراض کیا) واللہ! میں نے تو نہ کوئی چیز بند کی اور نہ کھولی، مگر جس وقت جب مجھے اس بات کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کی تعمیل کی۔مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۶۹

(اس سلسلہ میں ایک جھوٹی حدیث گھڑی کی گئی جو صحیح بخاری جلد ا ص ۵۱۶ میں ہے کہ سارے دروازے جو مسجد میں کھلتے ہیں بند کر دئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے۔اس کے جھوٹے ہونے کا ایک ثبوت یہ کہ حضرت ابوبکر کا کوئی گھر مسجد نبوی کے قریب ہی نہیں تھا بلکہ یہ ہجرت کے بعد سے اپنی خلافت تک مدینہ کے نواح میں ایک مقام السّنح میں رہتے تھے۔بیشمار حوالے موجود ہیں مثلاً سیرۃ نبیؐ ابن ہشام، تاریخ طبری وغیرہ۔اور اس حدیث کا راوی فلیح بن سلیمان ہے کہ جو روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے ”کسی کی مال اور صحبت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں جتنا ابوبکر کا ہے، کسی کا دروازہ کھلا مت رکھو مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔(اس راوی کے بارے

مشہور ہے کہ یہ قابل بھروسہ نہیں تھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵) تیسیر الباری جلد اول الخوخة والممر فی المسجد ، ۳۵۵،ص ۳۲۵ تا ۳۲۶۔ملاحظہ ہو امام نووی کا تبصرہ جس میں اس راوی کے بارے میں لکھا گیا۔

ایسی ہی ایک حدیث کا راوی عکرمہ ہے جو ابن عباس کا غلام تھا اور خارجی تھا امام مالک اور امام مسلم دونوں نے ان سے قطع تعلق رکھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۹۵۔ابن خلکان حصہ سوم ص ۲۱۳ طبقات ابن سعد۔ایضاً۔تیسیر الباری، ایضاً، ۳۵۶،۳۲۶،۳۲۷۔)

- 3062 حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن حماد ثنا أبو عوانة ثنا أبو بلج ثنا عمرو بن ميمون قال۔ إني لجالس إلى بن عباس إذ أتاه تسعة رهط فقالوا يا أبا عباس أما ان تقوم معنا واما أن تخلونا هؤلاء قال فقال بن عباس بل أقوم معكم قال وهو يومئذ صحيح قبل أن يعمى قال فابتدئوا فتحدثوا فلا ندري ما قالوا قال فجاء ينفض ثوبه ويقول أف وتف وقعوا في رجل له عشر وقعوا في رجل قال له النبي صلى الله عليه و سلم لأبعثن رجلا لا يخزيه الله أبدا يحب الله ورسوله قال فاستشرف لها من استشرف قال أين علي قالوا هو في الرحل يطحن قال وما كان أحدكم ليطحن قال فجاء وهو أرمد لا يكاد يبصر قال فنفث في عينيه ثم هز الراية ثلاثا فأعطاها إياه فجاء بصفية بنت حيي قال ثم بعث فلانا بسورة التوبة فبعث عليا خلفه فأخذها منه قال لا يذهب بها الا رجل مني وأنا منه قال وقال لبني عمه أيكم يواليني في الدنيا والآخرة قال وعلي معه جالس فأبوا فقال علي أنا أواليك في الدنيا والآخرة قال أنت وليي في الدنيا

والآخرة قال فتركه ثم أقبل على رجل منهم فقال أيكم يواليني في الدنيا والآخرة فأبوا قال فقال علي أنا أواليک في الدنيا والآخرة فقال أنت وليي في الدنيا والآخرة قال وكان أول من أسلم من الناس بعد خديجة قال وأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبه فوضعه على علي وفاطمة وحسن وحسين فقال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا قال وشري على نفسه لبس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام مكانه قال وكان المشركون يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء أبو بكر وعلي نائم قال وأبو بكر يحسب أنه نبي الله قال فقال يا نبي الله قال فقال له علي ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فأدركه قال فانطلق أبو بكر فدخل معه الغار قال وجعل علي يرمى بالحجارة كما كان يرمى نبي الله وهو يتضور قد لف رأسه في الثوب لا يخرجه حتى أصبح ثم كشف عن رأسه فقالوا انک للئيم كان صاحبک نراميه فلا يتضور وأنت تتضور وقد استنكرنا ذلک قال وخرج بالناس في غزوة تبوک قال فقال له علي أخرج معک قال فقال له نبي الله لا فبكى علي فقال له أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا أنک لست بنبي انه لا ينبغي أن أذهب الا وأنت خليفتي قال وقال له رسول الله أنت وليي في كل مؤمن بعدي وقال سدوا أبواب المسجد غير باب علي فقال فيدخل المسجد جنبا وهو طريقه ليس له طريق غيره قال وقال من كنت مولاه فإن مولاه علي :

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ نو افراد پر مشتمل لوگوں کا ایک وفد آیا اور کہنے لگا :

اے ابو العباس ! آپ ہمارے ساتھ چلیں یا یہ لوگ یہاں جو بیٹھے ہیں وہ چلے جائیں ہم کو آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔ابن عباسؓ سے نے فرمایا میں خود چلتا ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آپ کی بینائی جا چکی تھی۔ان لوگوں نے گفتگو کا آغاز کیا لیکن ہمیں نہیں معلوم کیا کہا۔تھوڑی دیر بعد ابن عباسؓ اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے تف ہے ان لوگوں پر کہ یہ لوگ ایک ایسے آدمی پر عیب نکال رہے ہیں جس کی دس خوبیاں اور خصوصیات ایسی ہیں جو کسی میں نہیں ہے۔ یہ لوگ ایسے انسان کی برائی کر رہے ہیں جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے (خیبر) میں فرمایا: اب میں ایسے مرد کو بھیج رہا ہوں جس سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے لوگ جستجو میں رہے لیکن نبی ﷺ نے فرمایا: علیؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہوں گے نبیؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی آٹا کیوں نہیں پیستا؟ پھر جب وہ نبیؐ کے پاس آئے تو پتہ چلا کہ اُنہیں (حضرت علیؑ) کو آشوب چشم ہے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور تین بار علم (جھنڈا) ہلا کر اُنہیں دیا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر کو سورہ توبہ (سورہ برات) کا اعلان کرنے مکہ روانہ کیا۔ بعد اُن کے پیچھے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور اُس کے اعلان کرنے کی ذمہ داری حضرت علیؑ کو دی اور پھر نبی اکرم نے فرمایا یہ کام ایسا تھا جسے کوئی ایسا شخص ہی

کرسکتا تھا جو مجھ سے ہو۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچازاد بھائیوں سے فرمایا دنیا و آخرت میں تم میں سے کون ہے جو میری نصرت کرے؟ سب نے انکار کیا سوائے حضرت علیؑ کے اور فرمایا کہ میں آپؐ کے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں موالات قائم رکھوں گا مدد کروں گا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میرے بعد اس دنیا میں اور آخرت میں میرے ولی ہو۔ تمام لوگوں میں حضرت خدیجہؑ کے بعد جس نے اسلام قبول کیا وہ حضرت علی ہی تھے، پھر ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ایک چادر کے نیچے حضرت علی، حضرت فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو لیا جس پر یہ آیت نازل ہے کہ اے اہل بیتؑ! اللہ نے تم سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھا ہے۔ پھر حضرت علیؑ نے اپنا نفس بیچ دیا اور انھوں نے نبی اکرم ﷺ کا لباس زیب تن کیا اور ہجرت کی رات نبیؐ کے بستر پر سو گئے۔ مشرکین اسوقت حضرت علیؑ کو نبی سمجھ کر تیروں کی بوچھار کر رہے تھے۔ جب نبی ﷺ غزوہ تبوک کے لئے نکلے حضرت علیؑ نے پوچھا کیا میں بھی چلوں آپؐ نے فرمایا نہیں جس کو سن کر حضرت علیؑ رونے لگے اس پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے ویسی ہی نسبت ہے جیسے ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یا علیؑ تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔ نیز جب مسجد نبوی کے تمام دروازے بند کر دئے گئے سوائے حضرت علیؑ کے دروازے کے۔ نیز نبی ﷺ اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔ مسند احمد بن حنبل جلد اص ۳۳۱

۱۲۹۶ ۔ حدثنا عبد الله ثنا محمد بن سليمان لوين ثنا محمد بن جابر

عن سماك عن حنش عن علي رضي الله عنه قال لما نزلت عشر آيات من براءة على النبي صلى الله عليه و سلم دعا النبي صلى الله عليه و سلم أبا بكر رضي الله عنه فبعثه بها ليقرأها على أهل مكة ثم دعاني النبي صلى الله عليه و سلم فقال لي أدرك أبا بكر رضي الله عنه فحيثما لحقته فخذ الكتاب منه فاذهب به إلى أهل مكة فاقرأه عليهم فلحقته بالجحفة فأخذت الكتاب منه و رجع أبو بكر رضي الله عنه إلى النبي صلى الله عليه و سلم فقال يا رسول الله نزل في شيء قال لا و لكن جبريل جائني فقال لن يؤدى عنك الا أنت أو رجل منك

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم ﷺ پر سورۂ براءت کی دس آیتیں نازل ہوئیں تو آپؐ نے ابوبکر کو بلوایا اور مکے روانہ کیا کہ اُن آیتوں کو مکہ والوں کو پڑھ کر سنا دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور فرمایا کہ جاؤ اور ابوبکر سے وہ آیتیں لے لو اور تم خود مکہ جا کر اہل مکہ کو وہ آیتیں سنا دینا۔ حضرت علیؑ فرمایا کہ چنانچہ میں روانہ ہوا اور ابوبکر سے جحفہ میں ملا اور اُن آیتوں کو لے لیا۔ ابوبکر واپس مدینہ لوٹے اور نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میرے متعلق کچھ نازل ہوا فرمایا نہیں بلکہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ کی جگہ کوئی دوسرا قائم نہیں ہوسکتا یا تو آپؐ خود جائیں یا وہ جو آپ میں سے ہو۔ مسند احمد جلد اص ۱۵۱۔ (یہ روایت ثابت کرتی ہے ابوبکر رجل منک میں نہیں تھے)۔ مسند احمد جلد اص ۵۱۱

۴۔ حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قال ثنا وكيع قال قال إسرائيل قال أبو إسحاق عن زيد بن يثيع عن أبي بكر أن النبي صلى الله عليه و سلم بعثه

ببرائة لأهل مكة لا يحج بعد العام مشرک و لا يطوف بالبيت عريان و لا يدخل الجنة إلا نفس مسلمة من كان بينه و بين رسول الله صلى الله عليه و سلم مدة فأجله إلى مدته و الله بريء من المشركين و رسوله قال فسار بها ثلاثا ثم قال لعلي رضي الله تعالى عنه ألحقه فرد علي أبا بكر و بلغها أنت قال ففعل قال فلما قدم على النبي صلى الله عليه و سلم أبو بكر بكى قال يا رسول الله حدث في شيء قال ما حدث فيک إلا خير و لكن أمرت أن لا يبلغه إلا أنا أو رجل مني

ابو بکر نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں سورہ برأت کا یہ اعلان کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ توحج کرنے کے لئے آئے اور نہ برہنہ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ جنت میں مسلم کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کے درمیان کسی مدت کا معاہدہ ہے تو معاہدہ اُس کی مدت تک باقی ہے اللہ تعالی اور اُس کا رسولؐ مشرکین سے بری ہے۔ جب ابو بکر تین روز کا راستہ طے کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور جا کر ابو بکر کو میرے پاس بھیج دو اور تم (یعنی حضرت علیؑ) اس اعلان کو مکہ والوں تک پہنچادو، پس حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا اور جب ابو بکر واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو روئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میرے بارے میں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں تمہارے بارے میں خیر ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ اِن کو کوئی اور نہ پہنچائے مگر میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ مسند احمد جلد ا ص ۳۔

۳۹۹۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن سعيد ثنا سعيد ثنا عوف ثنا يزيد يعني الفارسي قال أبي أحمد بن حنبل و ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن

يزيد قال قال لنا ابن عباس رضي الله عنه قلت لعثمان بن عفان ما حملكم على ان عمدتم إلى الأنفال و هي من المثاني و الى برائة و هي من المائين فقرنتم بينهما و لم تكتبوا قال ابن جعفر بينهما سطرا بسم الله الرحمن الرحيم و وضعتم وها في السبع الطوال ما حملكم على ذلک قال عثمان رضي الله عنه Y ان رسول الله صلى الله عليه و سلم كان مما يأتي عليه الزمان ينزل عليه من السور ذوات العدد و كان إذا أنزل عليه الشيء يدعو بعض من يكتب عنده يقول ضعوا هذا في السورة التي يذكر فيها كذا و كذا و ينزل عليه الآيات فيقول ضعوا هذه الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا و كذا و ينزل عليه الآية فيقول ضعوا هذه الآية في السورة التي يذكر فيها كذا و كذا و كانت الأنفال من أوائل ما أنزل بالمدينة و برائة من آخر القرآن فكانت قصتها شبيها بقصتها فقبض رسول الله صلى الله عليه و سلم و لم يبين لنا انها منها و ظننت انها منها فمن ثم قرنت بينهما و لم أكتب بينهما سطرا بسم الله الرحمن الرحيم قال ابن جعفر و وضعتها في السبع الطول

عبد اللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ: مین نے عثمان سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپ نے انفال جو مثانی (مثانی وہ سورہ جس میں سو (۱۰۰) سے کم آیات ہوں) میں سے ہے اور سورہ برأت جو مائین (مائین وہ سورہ جس مین دو سو (۲۰۰) یا اُس سے زائد آیات ہوں) میں سے ہے ملا دیا اور اُن کے درمیان ایک سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی اور اس کو سبّع الطوال (سات بڑے سورے) میں رکھ دیا آپ کو ایسا کرنے کی

کس نے آمادہ کیا؟ عثمان نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ پر بعض اوقات کئی کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور جب بھی کوئی نازل ہوتی آپؐ کاتبان وحی میں سے بلا کر فرما دیتے کہ اِس کو اس سورۃ میں رکھ دو۔ سورۃ انفال قیام مدینہ کی ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی تھیں اور سورۃ برأت آخر قرآن میں ہے چونکہ دونوں کے احکام اور واقعات ملتے جلتے ہیں اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نہیں بتلایا کہ اس سورے کو کیا کرنا۔ میں نے گمان کیا (کہ براۃ سورہ انفال کا حصہ ہے) اس وجہ سے میں نے ملا دیا اور درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی۔ راوی ابن جعفر نے یہ بھی اضافہ کیا: میں نے اس کو سبع الطوال میں رکھ دیا۔ احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۵۷

۱۵۱۰۷ ۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يزيد أنا شريك بن عبد الله عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال يطلع عليكم رجل أو قال يدخل عليكم رجل يريد رجل من أهل الجنة فجاء أبو بكر رضي الله عنه ثم قال يطلع عليكم أو يدخل عليكم شاب يريد رجل من أهل الجنة قال فجاء عمر رضي الله عنه ثم قال يطلع عليكم رجل من أهل الجنة اللهم اجعله عليا اللهم اجعله عليا قال فجاء علي رضي الله عنه

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا ہم رسول ﷺ کے ساتھ تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک شخص تمھارے سامنے نمودار ہوگا یا اُن کی مراد تھی داخل ہوگا، جس کا تعلق اہل جنت سے ہے ابوبکر آئے آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ نمودار ہوگا یا آئے گا ایک جوان جو جنتی ہوگا پھر عمر آئے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اب وہ نمودار ہوگا

جو اہل جنت میں سے ہوگا اے اللہ! وہ علیؑ ہوں، وہ علیؑ ہوں۔ پھر حضرت علیؑ تشریف لائے۔

۰۲۵۱۸ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة أنا علي بن زيد عن عدي بن ثابت عن البراء بن عازب قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي فينا الصلاة جامعة و كسح لرسول الله صلى الله عليه و سلم تحت شجرتين فصلى الظهر و أخذ بيد علي رضي الله تعالى عنه فقال ألستم تعلمون النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم قالوا بلى قال ألستم تعلمون اني أولى بكل مؤمن من نفسه قالوا بلى قال فأخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه قال فلقيه عمر بعد ذلك فقال هنيئا يا ابن أبي طالب أصبحت و أمسيت مولى كل مؤمن و مؤمنة

براؑ بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم سفر تھے ہم غدیر خم کے پاس اُترے اور جمع کرنے کے لئے الصلواۃ جامعۃ کا اعلان فرمایا دو درختوں کے تحت رسول اللہ ﷺ کے لئے جگہ کی وہاں نماز ظہر ادا کی گئی اور نماز کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے مخاطب کے ارشاد فرمایا: کیا تم کو علم نہیں ہے کہ میں تمام مومنین کے نفسوں پر حق تصرف رکھتا ہوں؟ سب نے کہا: بیشک اس طرح آپ نے اس سوال کو کئی دفعہ دہرایا پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اُس کا مولا ہیں پھر آپ نے یہ دعا کی اللہ تو اُس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن بن جا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے کہا یا علیؑ مبارک ہو تم مومنین اور مومنات کے مولا ہوگئے۔ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص

۲۸۱۔(اس حدیث کو مسند احمد بن حنبل کے اردو ترجمہ سے نکال دیا گیا ہے)

۲۳۹۰۹۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب ثنا أبي عن محمد بن إسحاق قال حدثني عبد الله بن حسن عن بعض أهله عن أبي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه و سلم قال خرجنا مع علي حين بعثه رسول الله صلى الله عليه و سلم برايته فلما دنا من الحصن خرج إليه أهله فقاتلهم فضربه رجل من يهود فطرح ترسه من يده فتناول علي بابا كان عند الحصن فترس به نفسه فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله عليه ثم ألقاه من يده حين فرغ فلقد رأيتني في نفر معي سبعة أنا ثامنهم نجهد على أن نقلب ذلك الباب فلم نقلبه

ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (خیبر) میں علم دے کر روانہ کیا ہم حضرت علیؓ کے ساتھ چلے جب ایک یہودی نے ایسا وار کیا کہ حضرت علیؓ کی ڈھال ہاتھ سے گر گئی اب حضرت علیؓ نے ایک دروازہ قلعہ کا اٹھالیا اور اُس کو ڈھال بنایا دروازہ برابر آپ کے ہاتھ میں رہا جب تک اللہ نے فتح عطا نہ کی، فتح کے بعد حضرت علیؓ نے اُس دروازے کو پھینک دیا۔ابو رافع کہتے ہیں کہ میں اپنے سات (۷) ساتھیوں کے ساتھ جن کا میں آٹھواں تھا اُس دروازے کو اُٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اُٹھا نہیں۔مسند احمد بن حنبل جلد ص ۶ (اردو ترجمہ سے یہ نکال دیا گیا)

۶۴۴۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا أسباط بن محمد ثنا نعيم بن حكيم المدائني عن أبي مريم عن علي رضي الله عنه قال انطلقت أنا والنبي صلى الله عليه و سلم حتى أتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه و سلم

اجلس وصعد على منكبي فذهبت لأنهض به فرأى مني ضعفا فنزل وجلس لي نبي الله صلى الله عليه و سلم وقال اصعد على منكبي قال فصعدت على منكبيه قال فنهض بي قال فإنه يخيل إلي أني لو شئت لنلت أفق السماء حتى صعدت على البيت وعليه تمثال صفر أو نحاس فجعلت أزاوله عن يمينه وعن شماله وبين يديه ومن خلفه حتى إذا استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه و سلم اقذف به فقذفت به فتكسر كما تتكسر القوارير ثم نزلت فانطلقت ۔

ابو مریم کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ساتھ تھے اور جب ہم خانہ کعبہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ جب میں بیٹھ گیا آپؐ میرے کاندھوں پر سوار ہوئے پھر میں آپ کو لے کر اُٹھنے لگا مگر اُٹھ نہ سکا۔آپؐ یہ دیکھ کر اُتر آئے اور آپ ﷺ مجھے لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کی بلندیوں کو چھولوں۔پھر میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا اور چھت پر تانبے یا پیتل کا بت تھا میں اُس بت کو دائیں بائیں کر کے توڑا اور اُس کو نیچے پھینک دیا اس طرح وہ ٹکڑے ہوگیا جیسے شیشہ پھر میں اوپر سے نیچے اُتر آیا۔مسند احمد بن حنبل جلد ص ۸۴

۲۷۲۴۲۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حسين بن محمد قال ثنا الفضيل يعني ابن سليمان قال ثنا محمد بن أبي يحيى عن أبي أسماء مولى بني جعفر عن أبي رافع ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال لعلي بن أبي طالب انه سيكون بينك وبين عائشة أمر قال أنا يا رسول الله قال نعم قال أنا قال نعم قال فأنا أشقاهم يا رسول الله قال لا ولكن إذا كان ذلك فارددها إلى مأمنها

ابو رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک معاملہ پیش آئے گا۔حضرت علیؑ نے فرمایا: مجھ سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔حضرت علیؑ پوچھا کیا میں زیادتی پر ہوں گا؟۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن تم اُس کو (حضرت عائشہ) امن کی جگہ لوٹا دینا۔مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۳۹۳

۲۴۲۹۹۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى عن إسماعيل ثنا قيس قال لما أقبلت عائشة بلغت مياه بني عامر ليلا نبحت الكلاب قالت أي ماء هذا قالوا ماء الحوأب قالت ما أظنني الا أني راجعة فقال بعض من كان معها بل تقدمين فيراک المسلمون فيصلح الله عز و جل ذات بينهم قالت ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال لها ذات يوم كيف بأحداكن تنبح عليها كلاب الحوأب

قیس کہتے ہیں کہ جب عائشہ بنو عامر کے ترائی پر پہنچیں تو اُن پر کتے بھونکنے لگے۔عائشہ نے دریافت: یہ کون سی جگہ ہے؟۔لوگوں نے جواب دیا: ماء الحواب ہے۔یہ سُن کر حضرت عائشہ نے کہا مجھے گمان ہوتا ہے مجھے واپس جانا چاہئے۔لوگوں نے مشورہ دیا ایسا نہ کیجئے شائد آپ کی موجودگی سے صلح ہوجائے(ایک دوسری حدیث میں ہے عبداللہ بن زبیر (ایک اور حدیث میں ہے خود زبیر) نے ۵۰ افراد سے جھوٹی قسم دلوائی کہ یہ حواب نہیں ہے)۔اس پر عائشہ نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اُن سے فرمایا کہ تم میں وہ کون ہے جس پر الحوأب کے کتے بھونکیں گے۔مسند احمد بن حنبل ج۶ ص ۵۲۔ احمد بن حنبل اپنی ہی تصنیف کتاب ''الزھد'' ج ۲ ص ۴۵۰ سلسلہ ۹۲۰ کہ حدثنا من

سمع عائشة تقرأ ''وقرن في بيوتكن تبكي حتى تبل خمارها'' سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) کی جب بھی تلاوت کرتیں تو اس قدر روتیں کہ اُن کا آنچل آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔مسند ابی شیبہ میں ہے کہ عائشہ کہا کرتی تھیں کہ: کاش میں آج سے ۲۰ سال پہلے نیست و نابود ہوگئی ہوتی۔مستدرک حاکم میں لکھا ہے کہ: عائشہ کے یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد میں نے ایک گناہ کیا۔

557 - حدثنا عبد الله حدثني سفيان بن وكيع حدثني قبيصة عن أبي بكر بن عياش عن عاصم عن أبي وائل قال قلت لعبد الرحمن بن عوف كيف بايعتم عثمان وتركتم عليا رضي الله عنه قال ما ذنبي قد بدأت بعلي فقلت أبايعک على كتاب الله وسنة رسوله وسيرة أبي بكر وعمر رضي الله عنهما قال فقال فيما استطعت قال ثم عرضتها على عثمان رضي الله عنه فقبلها

ابو وائل کہتے ہیں کے میں نے عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے حضرت علیؑ کو چھوڑ کر عثمان کی بیعت کیسے کرلی؟ اس پر عبدالرحمن بن عوف نے جواب دیا یہ میرا گناہ تھا کہ میں نے علیؑ سے کہا: میں آپ کے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ، سیرت رسولؐ اور سیرت ابوبکر اور سیرت عمر۔جس پر علیؑ جواب دیا میری استطاعت تک پھر میں اسی کو عثمان کو پیش کیا انہوں پوری طرح قبول کرلیا۔مسند احمد بن حنبل جلد ص ۵۷

۵۵۲۔حدثنا عبد الله حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثني القاسم بن الحكم بن أوس الأنصاري حدثني أبو عبادة الزرقي الأنصاري من

أهل المدينة عن زيد بن أسلم عن ابيه قال شهدت عثمان يوم حوصر في موضع الجنائز ولو ألقى حجر لم يقع الا على رأس رجل فرأيت عثمان أشرف من الخوخة التي تلي مقام جبريل عليه السلام فقال أيها الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال أيها الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال يا أيها الناس أفيكم طلحة فقام طلحة بن عبيد الله فقال له عثمان الا أراك ههنا ما كنت أرى أنك تكون في جماعة تسمع ندائي آخر ثلاث مرات ثم لا تجيبني أنشدك الله يا طلحة تذكر يوم كنت انا وأنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم...... قال طلحة اللهم نعم ثم انصرف۔

اسلم روایت کرتے ہیں کہ عثمان کے محاصرے کے دن موضع جنائز میں دیکھا کہ اسوقت مجمع (باغیوں) اتنا کثیر تھا اگر پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی کے سر پر گرتا (یعنی بقولے تل دھرنے تک کو جگہ نہ تھی) میں دیکھا عثمان نے اپنے مکان کے جھروکے سے جو مقام جبرئیل سے متصل تھا لوگوں کو آواز دیکر پوچھا: اے لوگو! کیا تم (باغیوں) میں طلحہ موجود ہیں؟ سارے لوگ خاموش رہے عثمان نے پھر آواز دی جب تیسری بار آواز دی تو طلحہ بن عبید اللہ مجمع سے نکل کر کھڑے ہوئے۔ عثمان نے تب نے اُن سے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم مجمع عام میں ہو اور تین مرتبہ میری پکار سُن کر بھی جواب نہیں دے رہے ہو میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اے طلحہ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم اور میں رسول اللہ کے ساتھ تھے؟ طلحہ نے جواب دیا: ہاں اور پھر طلحہ وہاں سے پلٹ گئے۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۷۴

۵۵۵۔ حدثنا عبد الله حدثني محمد بن أبي بكر بن علي المقدمي ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري ثنا هلال بن حق عن الجريري عن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدت الدار يوم أصيب عثمان رضي الله عنه فاطلع عليهم اطلاعة فقال ادعوا الي صاحبيكم اللذين ألباكم علي فدعيا له فقال نشدتكما الله أتعلمان............. إسناده حسن

ثمامة بن حزن القشیری بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان کا قتل انھوں نے دیکھا کہ عثمان اپنے مکان پر سے لوگوں کو جھانک کر آواز دی اور کہا: بلاؤ وأن دو کو کہاں ہیں جنہوں نے تم لوگوں کو میرے خلاف اشتعال دلایا پس وہ دونوں طلحہ اور زبیر تھے۔ عثمان نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا کیا تمہیں معلوم نہیں؟۔ مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۷۴ تا ۷۵

۱۶۹۸۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن أبي عدى عن داود عن عامر قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيش ذات السلاسل فاستعمل أبا عبيدة على المهاجرين واستعمل عمرو بن العاص على الأعراب فقال لهما تطاوعا قال وكانوا يؤمرون أن يغيروا على بكر فانطلق عمرو فأغار على قضاعة لأن بكرا أخواله فانطلق المغيرة بن شعبة إلى أبي عبيدة فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم استعملك علينا وإن ابن فلان قد ارتبع أمر القوم وليس لك معه أمر فقال أبو عبيدة إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا أن نتطاوع فأنا أطيع رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن عصاه عمرو رجاله ثقات

رجال الصحیح إلا انه مرسل

عامر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ السلاسل کا لشکر بھیجا اور ابوعبیدہ کو مہاجرین کے لشکر کا افسر بنایا اور عمرو بن العاص کو اعراب کا امیر بنایا اور حکم دیا کے یہ دونوں مل جل کر رہیں اور حکم دیا پہلے بنو بکر پر حملہ کرنا۔ چنانچہ عمرو بن العاص روانہ ہوئے اور انہوں نے بنو بکر کے بجائے بنو قضاعۃ پر حملہ کیا کیونکہ بنو بکر سے عمرو بن العاص کا ننھالی رشتہ تھا۔ مغیرہ بن شعبہ ابوعبیدہ کے پاس شکایت لے کر پہنچے اور کہا کہ یہ عمرو بن العاص قوم کے ایک حصہ کا امیر بنا اور آپ کو شریک نہ کیا۔ اس پر ابوعبیدہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مل جل رہنے کا حکم دیا تھا۔ مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۱۹۶ صحیح علی شرط مسلم

13820 - حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الصمد بن حسان قال أنا عمارة يعني بن زاذان عن ثابت عن أنس قال Y استأذن ملك المطر ان يأتي النبي صلى الله عليه و سلم فأذن له فقال لأم سلمة احفظي علينا الباب لا يدخل أحد فجاء الحسين بن علي رضي الله عنها فوثب حتى دخل فجعل يصعد على منكب النبي صلى الله عليه و سلم فقال له الملك أتحبه قال النبي صلى الله عليه و سلم نعم قال فإن أمتك تقتله وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال فضرب بيده فأراه ترابا أحمر فأخذت أم سلمة ذلك التراب فصرته في طرف ثوبها قال فكنا نسمع يقتل بكربلاء

انس روایت کرتے ہیں فرمایا ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کہ بارش کے فرشتہ نے نبی اکرم ﷺ کے حجرے میں داخل ہونیکی اجازت چاہی جو آپؐ نے دیدی اور میں

دروازے پر ٹھیر گئی تا کہ کوئی اندر نہ جا سکے۔ اتنے امام حسینؑ آئے اور اک دم حجرے میں چلے گئے اور داخل ہو کر نبی اکرم ﷺ کے کاندھے پر سوار ہو گئے۔ فرشتہ نے سوال کیا: یا نبی اللہ کیا آپ اس کو محبوب رکھتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: ہاں۔ اس پر فرشتہ نے کہا: آپ ﷺ کی اُمت اِن کو قتل کرے گی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ قتل کئے جائیں گے۔ پھر فرشتہ نے ہاتھ مارا اور نبی اکرم ﷺ کو سرخ مٹی دکھائی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے اُس مٹی کو ایک کپڑے کے کنارے میں باندھ لیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے یہ سُن رکھا تھا کہ حسینؑ بن علیؑ کربلا میں قتل ہوں گے۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۲۶۵

۶۴۸ ۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن عبيد ثنا شرحبيل بن مدرك عن عبد الله بن نجى عن أبيه انه سار مع علي رضي الله عنه وكان صاحب مطهرته فلما حاذى نينوى وهو منطلق إلى صفين فنادى علي رضي الله عنه اصبر أبا عبد الله اصبر أبا عبد الله بشط الفرات قلت وماذا قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم وعيناه تفيضان قلت يا نبي الله أغضبك أحد ما شأن عينيك تفيضان قال بل قام من عندي جبريل قبل فحدثني ان الحسين يقتل بشط الفرات قال فقال هل لك إلى ان أشمك من تربته قال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة من تراب فأعطانيها فلم أملك عيني أن فاضتا

عبد اللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت علیؑ کے ساتھ جا رہے تھے جب وہ نینویٰ کے محاذات میں (صفین کی جنگ کے لئے) پہنچے تو حضرت

علیؑ نے آواز دی عبداللہ ٹھیر جاؤ............ دریائے فرات کے کنارے ٹھیر جاؤ! ۔نجی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ: کیابات ہوئی؟ ۔حضرت علیؑ فرمایا: میں اک دن نبیؐ کے پاس آیا اور آپؐ کے دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۔میں عرض کیا: یا نبی اللہ کس نے آپ کو رلوایا؟ جو آپ کے آنکھوں سے آنسوں جاری ہیں؟، کہا: کسی نے نہیں بلکہ جبرئیل ابھی ابھی میرے پاس تھے اور خبر دی کہ حسینؑ دریائے فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے ۔اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ: اگر آپؐ چاہیں تو اُن کے قتل گاہ کی مٹی کو بو بھی سنگھادوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں ۔جبرئیل نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی مٹی لیکر مجھے دیدی اور اسی وجہ سے میں اپنے آنسو روک نہ سکا، مسند احمد بن حنبل جلد ص ۵۸ ۔

2165- حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الرحمن ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار عن بن عباس قال رأيت النبي صلى الله عليه و سلم في المنام بنصف النهار أشعث أغبر معه قارورة فيها دم يلتقطه أو يتتبع فيها شيئا قال قلت يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين و أصحابه لم أزل أتتبعه منذ اليوم قال عمار فحفظنا ذلک اليوم فوجدناه قتل ذلک اليوم إسناده قوي على شرط مسلم

عمار بن ابی عمار، عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ فرمایا عبداللہ ابن عباسؓ نے کہ میں ے ایک دو پہر کو خواب میں دیکھا نبی اکرم ﷺ گرد آلودہ بال پریشان نظر آئے اور آپؐ کے دست مبارک میں ایک بوتل تھی جس میں خون بھرا ہوا تھا اور آپ ﷺ اس کو اٹھائے ہوئے تھے ۔عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ

اے رسول اللہ! ﷺ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ حسینؑ اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں پورا دن سے اُٹھار ہا ہوں ۔عمار ابن ابی عمار کہتے ہیں ہم نے یہ دن یاد رکھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا جس روز حسینؑ شہید کئے گئے ۔مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۲۴۲

۲۵۵۳ ۔حدثنا عبد الله حدثني أبى ثنا عفان ثنا حماد هو بن سلمة أنا عمار عن بن عباس قال رأيت النبي صلى الله عليه و سلم فيما يرى النائم بنصف النهار و هو قائم أشعث أغبر بيده قارورة فيها دم فقلت بأبي أنت و أمي يا رسول الله ما هذا قال هذا دم الحسين و أصحابه لم أزل ألتقطه منذ اليوم فأحصينا ذلک اليوم فوجدوه قتل في ذلک اليوم إسناده قوي على شرط مسلم

میں ے ایک دو پہر کو خواب میں دیکھا نبی اکرم ﷺ ہیں اور آپؐ کے دست مبارک میں ایک بوتل تھی جس میں خون بھرا ہوا اور وہ اُسے اُٹھائے ہوئے تھے ۔عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے رسول اللہ! ﷺ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ حسینؑ اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں نے آج پورے دن اُٹھایا ہے ۔۔عمار ابن ابی عمار کہتے ہیں ہم نے یہ دن یاد رکھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا جس روز حسینؑ شہید کئے گئے ۔

۲۲۹۹۱ ۔حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا زيد بن الحباب حدثني حسين ثنا عبد الله بن بريدة قال دخلت أنا و أبي على معاوية فأجلسنا على الفرش ثم أتينا بالطعام فأكلنا ثم أتينا بالشراب فشرب معاوية ثم ناول أبي ثم قال ما شربته منذ حرمه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال معاوية كنت

أجمل شباب قريش و أجوده ثغرا و ما شيء كنت أجد له لذة كما كنت أجده و أنا شاب غير اللبن أو إنسان حسن الحديث يحدثني

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے باپ، معاویہ کے پاس گئے انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا پھر کھانا پیش کیا جو ہم نے کھایا پھر پینے کے لئے شراب لائی گئی جسے پہلے معاویہ نے پیا، پھر اس کو میرے والد کو پیش کیا تو میرے والد نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کیا میں نے نہیں پیا۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۷؛ (اردو) جلد ۱۰ ص ۶۶۱ سلسلہ ۲۳۳۲۹؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۵ ص ۴۲ معہ (رواہ أحمد و رجالہ رجال الصحیح، حسن الحدیث حدثنی) تاریخ ابن عساکر ج ۲۷ ص ۱۲۷۔

١٩٢٨٥ ـ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا إسماعيل بن إبراهيم عن أبي حيان التيمي حدثني يزيد بن حيان التيمي قال انطلقت أنا و حصين بن سبرة و عمر بن مسلم إلى زيد بن أرقم فلما جلسنا إليه قال له حصين لقد لقيت يا زيد خيرا كثيرا رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم و سمعت حديثه و غزوت معه و صليت معه لقد رأيت يا زيد خيرا كثيرا حدثنا يا زيد ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال يا ابن أخي و الله لقد كبرت سني و قدم عهدي و نسيت بعض الذي كنت أعي من رسول الله صلى الله عليه و سلم فما حدثتكم فاقبلوه و ما لا فلا تكلفونيه ثم قال قام رسول الله صلى الله عليه و سلم يوما خطيبا فينا بماء يدعى خما بين مكة و المدينة فحمد الله تعالى و أثنى عليه و وعظ و ذكر ثم قال أما بعد الا يا أيها الناس إنما أنا بشر يوشك ان يأتيني رسول ربي عز و جل

فأجيب و إني تارك فيكم ثقلين أولهما كتاب الله عز و جل فيه الهدى و النور فخذوا بكتاب الله تعالى و استمسكوا به فحث على كتاب الله و رغب فيه قال و أهل بيتي أذكركم الله في أهل بيتي أذكركم الله في أهل بيتي أذكركم الله في أهل بيتي فقال له حصين و من أهل بيته يا زيد أليس نساؤه من أهل بيته قال ان نسائه من أهل بيته و لكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده قال و من هم قال هم آل علي و آل عقيل و آل جعفر و آل عباس قال أكل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم قال يزيد بن حيان ثنا زيد بن أرقم في مجلسه ذلك قال بعث إلى عبيد الله بن زياد فأتيته فقال ما أحاديث تحدثها و ترويها عن رسول الله صلى الله عليه و سلم لا نجدها في كتاب الله تحدث ان له حوضا في الجنة قال قد حدثناه رسول الله صلى الله عليه و سلم و وعدناه قال كذبت و لكنك شيخ قد خرفت قال انى قد سمعته أذناي و وعاه قلبي من رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من جهنم و ما كذبت على رسول الله صلى الله عليه و سلم و حدثنا زيد في مجلسه قال ان الرجل من أهل النار ليعظم للنار حتى يكون الضرس من أضراسه كأحد۔

یزید بن حیان تمیمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، حصین بن سبر اور عمر بن مسلم کے ساتھ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب ہم لوگ بیٹھ چکے تو حصین نے کہا: اے زید! آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، اُن کی احادیث سُنی ہیں، اُن کے ساتھ جہاد میں شرکت کی ہے اور اُن کی معیت میں نمازیں پڑھیں ہیں۔ لہذا آپ کو خیر نصیب ہوگئی۔

آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی ﷺ سے خود سُنی ہو۔

زید بن ارقمؓ نے کہا: بھتیجے! میں بوڑھا ہو چکا، میرا زمانہ پرانا ہو چکا اور میں نبی ﷺ کے حوالے سے جو باتیں محفوظ رکھتا تھا اُن میں سے کچھ بھول بھی چکا، لہذا میں اپنے طور پر اگر کوئی حدیث بیان کر دیا کروں تو اُسے یاد کرلیا کرو، ورنہ مجھے اس پر مجبور نہ کیا کرو۔ پھر فرمایا: ایک دن نبی ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک چشمے کے قریب جسے خم کہا جاتا تھا، خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرکے کچھ وعظ ونصیحت کی پھر فرمایا: امابعد لوگو! میں بھی ایک انسان ہی ہوں، ہوسکتا ہے کہ جلد ہی میرے رب کا قاصد مجھے بلانے آ پہنچے اور میں اُس کی پکار پر لبیک کہوں، یاد رکھو! میں تمہارے درمیان دو مضبوط چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پہلی چیز کتاب اللہ جس میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی ہے، لہذا کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہو، پھر نبی ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی اور توجہ دلائی اور فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں اور تین مرتبہ فرمایا میں اپنے اہل بیت کے حقوق کے متعلق تمہیں اللہ کے نام نصیحت کرتا ہوں۔

حصین نے پوچھا: اے زید! نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا ازواج نبی اس میں داخل نہیں ہیں؟ زید بن ارقمؓ نے جواب دیا ازواج تو اہل بیت میں ہیں مگر یہاں اہل بیتؑ سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہو۔ حصین نے پوچھا وہ کون؟ تو زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیتؑ وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آل علیؑ اور آل عقیل وآل جعفر اور آل عباس۔ حصین نے پوچھا کیا اِن سب پر صدقہ حرام ہے زیدؓ نے کہا: ہاں (مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۷ سلسلہ

۱۹۲۸۵/(اردو)۱۹۴۷۹۔

۲۶۶۰۷۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الله بن محمد وسمعته أنا من عبد الله بن محمد بن أبي شيبة قال حدثنا جرير بن عبد الحميد عن مغيرة عن أم موسى عن أم سلمة قالت والذي احلف به ان كان علي لأقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم قالت عدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة بعد غداة يقول جاء علي مرار قالت وأظنه كان بعثه في حاجة قالت فجاء بعد فظننت ان له إليه حاجة فخرجنا من البيت فقعدنا عند الباب فكنت من أدناهم إلى الباب فأكب عليه علي فجعل يساره ويناجيه ثم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم من يومه ذلك فكان أقرب الناس به عهدا

حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپؐ کو یہ فرماتے سنا: کیا علیؑ آگئے؟ کیا علیؑ آگئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: وہ آپؐ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آگئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپؐ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور اُن سے کچھ بات کر رہے

تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔

عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت والذی احلف به ان كان علی لا قرب الناس عهدا برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدنا رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداة وهو يقول جاء علی جاء علی مرارا فقالت فاطمة علیہا السلام كانك بعثته فی حاجة قالت فجاء بعد قالت ام سلمة فظننت ان له اليه حاجة فخرجنا من البيت فقعدنا عند الباب و كنت من ادناهم الى الباب فاكب عليه رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعل يشاوره ويناجيه ثم قبض رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من يومه ذلك فكان علی اقرب الناس عهدا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپؐ کو کئی مرتبہ یہ فرماتے سنا: کیا علیؑ آگئے؟ کیا علیؑ آگئے؟ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: وہ آپؐ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آگئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپؐ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور ان سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ (مسند احمد

ج ۶ ص ۳۰۰ سلسلہ ۲۶۳۱۰ (اردو) سلسلہ ۲۷۱۰۰

عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان خلیفہ سوم نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا اور اس سے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا ،اور اپنے منہ کو تین بار دھویا ،اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح کیا پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کروگے؟ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔ مسند امام احمد جلد اول ص ۵۸، اور ص ۳۴۲؛ مجمع الزوائد ہیثمی ج ۱ ص ۲۲۴؛ المصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۱۸؛ کنز العمال حدیث ۲۶۸۶۳ ج ۹ ص ۴۲۷، اور ص ۴۳۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۰۱؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۳ ص ۲۸۱۔ اس کے علاوہ کئی مفسرین اور محدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبۃ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ۳۰ پر باب فی المسح علی القدمین کے تحت آٹھ حوالوں سے پیر پر مسح کرنا لکھا ہے۔ **فجعلنا نمسح علی ارجلنا**: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔

بسمہ سبحانہ و بذکر و لیہ

منتخب کتاب کنز العمال فی سُنَن الأقوال والأفعال

علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ

۱۲۵۲۱۔ اعوذ باللہ أن أعیش فی قوم لست فیھم یا أبا الحسن ص ۵۰۸ تا ۵۰۹۔ (اس واقعہ کو بخاری ج ۱، باب ۱۰۱۱، حدیث ۱۵۰۳؛ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین مکتبہ ابراہیمیہ لاہور صفحہ ۴۳۵، اور کنز العمال جلد ۵ ص ۱۷۸ اسلسلہ ۱۲۵۲۱

حضرت عمر نے فرمایا: اے ابوالحسن (حضرت علی علیہ السلام)! میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ ایسی قوم میں زندہ رہوں جس میں آپ نہ ہوں۔

۱۴۱۸۰۔ یا ابن الخطاب انی انما استخلفتک نظرا لما خلفت

ورائی۔ وحذرک ھٰؤلآء النفر من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذین قد انتفخت اجوافھم و طمحت ابصارھم و احب کل امریٴ منھم لنفسہٖ و ان لھم لخیرة عند زلة واحدة منھم فایاک ان تکون واعلم انھم لن یزالوا منک۔ جب عمر ابن خطاب کو ابوبکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے ہیں اور اُن لوگوں کی نگاہیں اونچی ہوگئیں ہیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا ہے اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا ہے۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینہ ابن شبۃ النمیری ج ۲ ص ۶۷۳؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۶؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۷۹ سلسہ ۱۴۱۸۰

۲۹۵۵۲ وأخرج البخاری فی تاریخه عن ابن المسیب قال أول من کتب التاریخ عمر بن الخطاب لسنتین ونصف من خلافته فکتب لست عشرة من الهجرة بمشورة علی؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۳۱۰ سلسله ۲۹۵۵۲ و ۲۹۵۵۳؛

۲۹۵۵۲۔ حضرت عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ کے مشورہ سے سن ہجری شروع کی یہ سنہ ۱۶ھ میں ہوا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۱۴۲

۱۴۰۴۳۔ عن طارق بن شهاب عن رافع بن أبي رافع قال: لما استخلف الناس أبا بکر، قلت: صاحبي الذي أمرني أن لا أتامر علی رجلین،

فارتحلت فانتهيت إلى المدينة فتعرضت لأبي بكر، فقلت له يا أبا بكر أتعرفني؟ قال: نعم؟ قلت: أتذكر شيئا قلته لي أن لا أتأمر على رجلين، وقد وليت أمر الأمة؟ فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض والناس حديث عهد بكفر فخفت عليهم أن يرتدوا وأن يختلفوا فدخلت فيها وأنا كاره، ولم يزل بي أصحابي، فلم يزل يعتذر حتى عذرته. ابن راهويه والعدني والبغوي وابن خزيمة).

۱۴۰۴۳ یعنی رافع بن ابی رافع (صحابی) بیان کرتے ہیں کہ جب ابو بکر کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تو ہم نے کہا: یہ تو ہمارا وہی صاحب ہے جس نے ہم کو حکم دیا تھا کہ کبھی دو آدمیوں پر بھی حکومت نہ کرنا۔ اسی خیال سے ہم نے گھر سے سفر کیا اور وارد مدینہ ہوئے ۔ ابو بکر سے ملاقات کر کے ہم نے کہا: ہم کو پہچانتے ہو۔ کہا: ہاں۔ تب ہم نے کہا یہ بھی تم کو یاد ہے کہ ہم کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ دو آدمیوں پر بھی حکومت نہ کرنا پھر یہ کیا ہو گیا جو تم ساری اُمت کے حاکم بن بیٹھے؟ ۔ ابو بکر نے کہا: آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو لوگ تازہ مسلمان تھے کافر ہونے لگے لہذا خوف ہوا کہ کہیں ارتداد اور اختلاف نہ پیدا ہو اس لئے ہم اس میں داخل ہوئے کراہت کے ساتھ اور ہمارے اصحاب بھی ہم کو سمجھاتے رہے ۔ ابو بکر اس قسم کا عذر کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اُن کا عذر قبول کر لیا۔

۱۴۱۳۹ ۔ عن عروة ان ابابكر و عمر لم يشهدوا دفن النبي و كانا في الانصار فدفن قبل ان يرجعا - عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر آنحضرت ﷺ کے دفن میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں انصار کے پاس تھے اور ان

دونوں کے واپس آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ دفن ہو چکے تھے ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۶۵۲ سلسلہ ۱۴۱۳۹

۳۱۶۹۳۔ عن حذيفة قال: لتعملن بعمل بني إسرائيل! فلا يكون فيهم شيء إلا كان فيكم مثله، فقال رجل: يكون فينا قردة وخنازير؟ قال: وما يبرئك من ذلك - لا أم لك؟ قالوا: حدثنا يا أبا عبد الله! قال: لو حدثتكم لافترقتم على ثلاث فرق: فرقة تقاتلني، وفرقة لا تنصرني، وفرقة تكذبني؛ أما! إني سأحدثكم ولا أقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، أرأيتكم لو حدثتكم أنكم تأخذون كتابكم فتحرقونه وتلقونه في الحشوش صدقتموني؟ قالوا: سبحان الله! ويكون هذا؟ قال: أرأيتكم لو حدثتكم أنكم تكسرون قبلتكم صدقتموني؟ قالوا: سبحان الله ويكون هذا؟ قال: أرأيتكم لو حدثتكم أن أمكم تخرج في فرقة من المسلمين وتقاتلكم صدقتموني؟ قالوا: سبحان الله! ويكون هذا

۳۱۶۹۳ ۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے: کہ تم بنی اسرائیل کی نقش قدم پر چلو گے ان میں جو باتیں پیش آئیں تم میں بھی پیش آئیں گی ۔ ایک شخص نے پوچھا: کیا ہم میں بندر اور خنزیر بھی ہوں گے؟ فرمایا: تمہیں اس سے کون سی بری بات کر رہی ۔ تیری ماں مرے لوگوں نے کہا: اے ابو عبداللہ ہمیں حدیث سنائیے ۔ تو فرمایا: اگر میں نے حدیث سُنائی تو تم تین فرقوں میں منقسم ہو جاؤ گے، ایک فرقہ جو مجھ سے قتال کرے گا، ایک فرقہ جو میری مدد نہیں کرے گا، ایک فرقہ میری تکذیب کرے گا

میں حدیث بتاتا ہوں۔ اگر میں یہ حدیث بیان کروں کہ تم اپنی کتاب (قران کریم) کو لے کر جلا دو گے اور کوڑے میں ڈال دو گے، کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے۔ پھر پوچھا اگر میں حدیث بیان کروں کہ تم کعبہ اللہ کو توڑ دو گے کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے پھر کہا اگر میں یہ حدیث بیان کرو کہ تمہاری ماں (ام المؤمنین) مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ خروج کرے گی اور تم لوگوں سے لڑائی ہو گی۔ کیا تم اس قول کی تصدیق کر سکتے ہو؟۔ تو لوگوں نے کہا سبحان اللہ کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے؟۔

کنز العمال جلد ۱۱ ص ۳۴۱ واقعہ جمل سلسلہ ۳۱۶۹۳؛

۳۳۰۴۵۔قال رسول اللہ ﷺ وآلہ: من لم یقل: علي خیر الناس، فقد کفر۔ فرمایا رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ: اگر کوئی یہ نہیں کہے کہ علیؑ تمام انسانوں میں افضل نہیں ہے تو اس نے کفر کیا۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۶۵ سلسلہ ۳۳۰۴۵

۲۴۴۹۲۔ وأخرج البيهقي عن الزهري قال: قلت لضمرة بن عبد الله بن أنيس، ما قال النبي صلى الله عليه وسلم لأبيك ليلة القدر؟ قال: كان أبي صاحب بادية، قال: فقلت يا رسول الله مرني بليلة أنزل فيها؟ قال: "أنزل ليلة ثلاث وعشرين" .عن ابراهيم قال كانت عائشة ترى ليلة القدر ثلاث وعشرون كنز العمال ج۸ ص ۶۳۴ سلسلہ ۲۴۴۹۲۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ رمضان میں شب قدر ۲۳ کی رات ہے۔

۲۲۴۰۱۔أن عمر بن خطّاب صلى بالناس و هو جنب، فاعادَ ولم

يأمرهم أن يعيدوا ۔ یعنی عمر بن خطاب نے حالت جنابت میں نماز جماعت کی امامت کی، جب یاد آیا تو نماز دوبارہ خود ادا کی مگر لوگوں کو جنھوں نے اُن کے پیچھے نماز ادا کی تھی دوبارہ ادا کرنے کے لئے نہیں کہا۔ کنز العمال ج ۸ ص ۱۶۱ سلسلہ ۲۲۴۰۱ اور سلسلہ ۲۲۴۰۲؛ سنن الکبری البیہقی باب امامت الجنب ج ۳ ص ۳۸۷ سلسلہ ۱۴۱۰۷؛ سنن الدار قطنی باب الصلاۃ الامام ج ۱ ص ۳۵۴ سلسلہ ۱۳۵۰؛ جامع المسانید والمرسل جلال الدین سیوطی ج ۱۴ ص ۱۷۰ سلسلہ ۲۶۸۶۔ المغنی کتاب الصلاۃ ج ۲ ص ۴۶۴۔ ایسی ہی روایت عبد اللہ ابن عمر کے بار میں اِن ہی کتابوں میں موجود ہے۔

۲۲۴۰۶۔ أن عثمان بن عفان صلى بالناس و هو جنب، فاعادَ ولم يأمرهم أن يعيدوا ۔ یعنی حضرت عثمان بن عفان نے حالت جنابت میں نماز باجماعت کی، جب یاد آیا تو نماز دوبارہ خود ادا کی مگر لوگوں کو جنہوں نے اُن کے پیچھے نماز ادا کی تھی دوبارہ ادا کرنے کے لئے نہیں کہا۔ کنز العمال ج ۸ ص ۱۶۱ سلسلہ ۲۲۴۰۶

۳۰۰۸۴۔لما کرر قوله الارجل یاتینی بخبر القوم یکون معی یوم القيامة ولم یجیبه احد قال ابوبكر یا رسول حذیفة: خندق کے وقت جب رسولؐ اللہ نے بار بار لوگوں سے کہا کیا کوئی بھی جا کر خبر لا سکتا ہے؟ تو ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ حذیفہؓ سے کہیئے۔ صحیح مسلم باب غزوۃ احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛

۳۰۰۲۵۔عن عروة في نزول النبي صلى الله عليه وسلم الحديبية قال:

وفزعت قريش لنزوله عليهم وأحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يبعث إليهم رجلا من أصحابه فدعا عمر بن الخطاب ليبعثه إليهم فقال: يا رسول الله إني لألعنهم وليس أحد بمكة من بني كعب يغضب لي إن أوذيت فأرسل عثمان

۳۰۰۲۵۔حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفائے قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپ عثمان بن عفان کو بھیجئے کہ بنی اُمیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۸۱

۳۵۷۰۸۔الفہ یا خلیفہ۔ جاء اعرابی فقال انت خلیفۃ رسول اللہ فقال لا قال فما انت قال انا الخالفۃ بعدہ: ایک اعرابی حضرت ابوبکر کی خدمت میں آیا اور پوچھا کیا آپ رسولؐ اللہ کے خلیفہ ہیں تو انھوں نے جواب دیا نہیں پھر اُس نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ جواب دیا میں خالفہ ہوں۔لسان العرب میں ہے کہ خالفہ وہ ہے جس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو اور اس میں کوئی خیر نہ ہو یعنی (Good For Nothing) تاریخ ابن عساکر جلد ۱۹ ص ۴۹۷؛ کنزالعمال ج ۱۲ ص ۵۳۱ سلسلہ ۳۵۷۰۸۔

۴۲۹۱۔کان یوم أحد هزمنا ففررت حتی صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴

ص ۱۹۳؛ کنزالعمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

۴۴۲۲۰۔حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا ستکون من بعدی ولاۃ یستحلون الخمر بالنبیذ والخبس بالصدقة والسحت بالهدیة والقتل بالموعظة: عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اکرم نے میرے بعد بہت جلد مسلمان پر ایسے لوگ حکومت کرنے لگیں گے جو نبیذ کے بہانے سے شراب، کو صدقہ کے بہانے سے ناجائز مالوں کو، ہدیہ وتحفہ کے بہانے سے رشوت کو، اور پند ونصیحت کے بہانے سے قتل کو حلال سمجھ لیں گے۔درمنثور جلد ۲ ص ۲۸۴؛ کنزالعمال (یہی حضرت حذیفہؓ سے منقول ہے) ج ۱۱ ص ۲۳۴؛ اور جلد ۱۴ ص ۲۲۶۔

۴۱۷۰۔عن سليمان بن يسار أن رجلا من بني تميم، يقال له صبيغ بن عسل قدم المدينة، وكان عنده كتب، فجعل يسأل عن متشابه القرآن، فبلغ ذلک عمر، فبعث إليه، وقد أعد له عراجين النخل فلما دخل عليه قال: من أنت؟ قال: أنا عبد الله صبيغ، قال عمر وأنا عبد الله عمر وأومأ إليه، فجعل يضربه بتلک العراجين، فما زال يضربه حتى شجه وجعل الدم يسيل على وجهه، فقال: حسبک يا أمير المؤمنين فقد والله ذهب الذي أجد في رَاسِی

(الدارمي ونصر والأصبهاني معا في الحجة وابن الأنباري واللالكائي كر)

۴۱۷۰۔دور عمر ابن خطاب میں ایک شخص مدینہ آیا اور لوگوں سے آیات متشابہات کا مطلب پوچھنا شروع کیا۔جب اسکی خبر عمر ابن خطاب کو ملی تو انھوں نے اس کو

بلایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا میرا نام عبداللہ بن صبیغ ہے چنانچہ اسکو کوڑوں سے پیٹنا شروع کیا برابر مارتے رہے جب اسکی کھال ادھڑ گئی اور خون بہنے لگا تو اُس آدمی نے کہا بس بس مجھے معلوم ہو گیا۔ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۵؛ درمنثور ج ۲ ص ۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۳ ص ۴۱۱؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۳۴

۲۷۲۴۱۔ ان عمر ابن الخطاب کان له حجر او عظم فی حجر فی حائط فی مکان فکان یاتیه فیبول فیه ثم یمسحه بذلک الحجر او بذلک العظم ثم تیوضاء و مایمسه مَاء: عمر ابن خطاب کا معمول تھا کہ ایک مکان کی دیوار میں کوئی پتھر تھا یا پتھر میں ہڈی (گڑی) تھی اسی مکان میں آتے اور پیشاب کر کے اُسی پتھر یا ہڈی سے رگڑ دیتے تھے۔ غرض پانی کو چھوتے بھی نہیں تھے۔ کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۹ سلسلہ ۲۷۲۴۱

۵۲۲۷۔ فرمایا آنحضرت نے ابوبکر سے کہ: □ الشرک اخفی فیکم من دبیب النمل شرک تمھارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی پایا جاتا ہے۔: مسند ابو یعلی ج ۱ ص ۶۲؛ کنز العمال ج ۳ ص ۴۸۱ و ۸۱۶

۱۴۰۷۷۔ و کان منزله بالسنح (بالسنح: بضم السین والنون، وقیل بسکونها۔ موضع بعوالی المدینة فیه بنی الحارث بن الخزرج۔

حضرت ابوبکر اپنے گھر سنح میں (مدینہ کے مضافات میں ایک مقام) پر تھے جہاں قبیلہ بنی حارث بن خزرج کی آپ کی بیوی حبیبہ بنت خارجہ بنت زہیر تھیں۔

خلافت سے قبل اور خلافت کے چھ ماہ بعد تک ابوبکر سنح میں ہی رہا کرتے تھے۔

۱۴۰۵۰۔ انا بشر ولست بخیر من احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتنبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم۔ ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انھوں نے "کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو کہ میں راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا"۔ الامامة والاسیاسة ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الهیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر

۱۶۸۳۸۔ جبار فی الجاهلیة وخوّار فی الاسلام۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ: تو جہالت کے زمانے میں بڑا سرکش تھا اور اسلام لانے کے بعد ناتواں اور کمزور۔ کنز العمال ج ۶ ص ۵۲۷، ج ۱۲ ص ۴۹۴

ثبوت: یہ روایت خود اُن کی زبانی ہے؛ عن عمر رضي الله عنه قوله: أمران في الجاهلية. أحدهما: يبكيني والآخر يضحكني. أما الذي يبكني: فقد ذهبت بابنة لي لوأدها، فكنت أحفر لها الحفرة وتنفض التراب عن لحيتي

وهي لا تدري ماذا أريد لها ، فإذا تذكرت ذلک بكيت. والأخرى :كنت أصنع إلهاً من التمر أضعه عند رأس يحرسني ليلاً، فإذا أصبحت أكلته، فإذا تذكرت ذلک ضحكت من نفسى .الكتاب: أضواء البيان المؤلف : محمد الأمين الشنقيطي تفسير سورة التكوير صفحة ۸۳۴ جلد ۸

حضرت عمر سے روایت ہے کہ: دو امور زمانۂ جاہلیت (اسلام لانے سے قبل) کے جب بھی مجھے یاد آتے ہیں تو ایک مجھے رُلا دیتا ہے او دوسرا ہنسا دیتا ہے۔ جو چیز مجھے رولا دیتی وہ یہ کہ میں اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کے لئے زمین کھود رہا تھا، میری داڑھی کو مٹی لگ گئی تھی تو جس لڑکی کو میں دفن کرنے جا رہا تھا اُس نے ہاتھ بڑھا کر میری داڑھی سے مٹی کو صاف کیا۔ اور دوسری بات جس پر ہنسی آتی ہے وہ یہ کہ میں کھجور کا ایک بت بناتا تھا اور اُسے اپنے سرہانے رکھتا تھا جو رات کے وقت میری حفاظت کرتا تھا۔ اور صبح کو جب بیدار ہوتا تھا تو میں اُسے کھالیتا تھا۔ مجھے جب بھی یہ بات یاد آتی ہے تو میں ہنسنے لگتا ہوں۔

۳۳۰۷۵۔ فرمایا رسولؐ اکرم نے کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناؤ گے مگر تم ایسا کرنیوالے نہیں ہو تو علیؑ کو ہادی اور مہدی پاؤ گے اور راہ مستقیم پر سیدھا چلانے والا پاؤ گے مسند احمد ابن حنبل جلد اول ص ۱۰۹؛ مستدرک الصحیحین حاکم جلد ۳ ص ۷۰؛ کنزالعمال ج ۱۱ ص ۶۳۰

۳۰۰۲۵۔ یوم۔ احد کنت اول من فاء الیٰ رسول: عائشہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ ابوبکر نے کہا کہ بروز جنگ اُحد میں رسولؐ اللہ کے پاس بھاگ جانے کے بعد سب سے پہلے واپس آنے والوں میں تھا۔ مسند ابی داؤد باب

احادیث ابی بکر ص ۳؛ فتح الباری ج ۷، ص ۲۷۸، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۸، کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۲۵، سلسلہ ۵۲۳۰۰

۲۴۳۲۹۔ عن سعيد بن المسيب قال: خرج عمر بن الخطاب على أصحابه فقال: أفتوني في شيء صنعته اليوم فقال: ما هو يا أمير المؤمنين؟ قال: مرت بي جارية فأعجبتني فوقعت عليها وأنا صائم، فعظم عليه القوم وعلي ساكت فقال: ما تقول يا ابن أبي طالب؟ قال: جئت حلالا ويوم مكان يوم، فقال: أنت خيرهم فتوى

سعید بن مسیب سے روایت ہے ایک دن حضرت عمر آئے اور اصحاب سے کہا تم اس بارے میں کیا فتوی دیتے جو آج مجھ پر ہوا لوگوں نے پوچھا: کیا ہوا امیر المومنین تو کہا: ایک کنواری جا رہی تھی اُس نے مجھے لبھالیا میں اُس پر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس صحابہ کو یہ واقعہ سنکر تعجب ہوا اور بڑی بڑی باتیں کرنے لگے جب کہ حضرت علی خاموش تھے۔ حضرت عمر نے پوچھا: اے ابن ابی طالب! تم کیا کہتے ہو؟ حضرت علیؑ نے فرمایا آپ سے فعل حلال سرزد ہوا آج کے روزے کے بدلے دوسرا روزہ رکھ لو۔ اس پر حضرت عمر نے کہا: تم فتویٰ دینے والوں میں بہتر ہو۔ طبقات ابن سعد جلد ص ۳۸۳ اردو نفیس اکیڈمی؛ کنزالعمال جلد ۸ ص ۶۰۰ حدیث ۹۲۴۳۲؛

۲۷۲۳۶۔ عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: رأيت عمر بن الخطاب بال، ثم مسح ذكره بالتراب، ثم التفت إلينا فقال: هكذا علمنا.

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر کو پیشاب کرتے دیکھا پھر آپ عضو مخصوص کو مٹی کے ساتھ پونچھا، پھر ہماری طرف مخاطب ہو کر کہا: ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے۔

(ایستادہ پیشاب کرنے یا دیوار و پتھر سے مسح کرنے کا جواز کی) کوئی حدیث رسول نہیں اور بیشک گوبر سے استنجا کرنا عمر ابن خطاب کا قیاسی مذہب ہے۔ مستدرک الصحیحین جلد اول ص ۱۸۵؛ صحیح ابن حبان جلد ۴ ص ۱۲۷

۲۷۲۳۷ ۔عن زيد بن وهب قال: رأيت عمر بن الخطاب يبول قائما ففرج حتير حمته.عب).

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا اور وہ اپنی ٹانگوں کو اسطرح کھولتے تھے کہ دیکھنے والوں ترس آتا تھا۔

۲۷۲۳۸ ۔عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: كان عمر بن الخطاب يبول ثم يمسح ذكره بحجر أو بغيره، ثم إذا توضأ لم يمس ذكره المائی.عب).

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر کو پیشاب کرتے دیکھا پھر عضو مخصوص کو پتھر سے صاف کرتے دیکھا پھر جب وضو کرتے تو عضو مخصوص کو پانی سے دھوتے نہیں تھے۔

۲۷۲۴۱ ۔عن الحكم أن عمر بن الخطاب كان له حجر أو عظم في

جحر في حائط في مكان، فكان يأتيه فيبول فيه، ثم يمسحه بذلك الحجر أو بذلك العظم، ثم يتوضأ و مايمسه ماء ص).

حکم کی روایت ہے کہ حضرت عمر ایک دیوار کی سوراخ میں پتھر یا ہڈی رکھتے۔ آپ اس جگہ آتے تو سوراخ میں پیشاب کرتے پھر اُس پتھر یا ہڈی سے صاف کرتے وضو کرتے پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔

۲۷۲۴۴ ۔عن عمر قال: البول قائما أحصن للدبر، والبول جالسا أرخى للدّبر.عب).

حضرت عمر کہتے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت رہتی ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے سے دبر کی فراخی ہوتی ہے۔

۳۹۰۵۰ ۔يصف الناس يوم القيامة صفوفا فيمر الرجل من أهل النار على الرجل من أهل الجنة فيقول: يا فلان: أما تذكر يوم استسقيت فسقيتك شربة؟ فيشفع له، ويمر الرجل على الرجل فيقول: أما تذكر يوم ناولتك طهورا؟ فيشفع له، ويقول: يا فلان! أما تذكر يوم بعثتني في حاجة كذا و كذا فذهبت لک؟ فيشفعه له.

محمد بن عبداللہ بن نمیر، علی بن محمد و کیع ،اعمش یزید القراشی کہتے ہیں کہ انس بن مالک کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہوگی اور ایک دوزخی کا ادھر سے گذر ہوگیا اُن لوگوں میں سے پہچان کر ایک جنتی کہے گا تمہیں یاد ہے یا نہیں میں نے فلاں وقت تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا؟ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں وہ جنتی اسی بات پر اُس کی شفاعت کرے گا اور پھر دوسرا دوزخی گذرے گا اور ایک شخص سے کہے گا تمہیں یاد ہے کہ نہیں ایک بار میں نے تمھیں وضو کرایا تھا تو جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا، تیسرا شخص گذرے گا تو ایک جنتی سے کہے گا تمہیں یاد ہے تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا تھا وہ جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا۔

٣١٠٥٨ إذا بلغت بنو أمية أربعين رجلا اتخذوا عباد الله خولا ومال الله دخلا وكتاب الله دغلا.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: کہ جب بنو امیہ کی تعداد چالیس مردوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے اور اللہ کے مال کو ذاتی دولت اور اللہ کی کتاب کو فتنے کا ذریعہ بنالیں گے۔

٣١٠٥٩ ویل لبني أمية ثلاث مرات. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار: بنی اُمیہ ہلاک ہو۔

٣١٠٦١ـ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معاذ! وأحص، قال فلما بلغت خمسة قال: یزید لا بارک الله في یزید نعی الی الحسین وأتیت بتربته وأخبرت بقاتله۔

٣١٠٦٠ـ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: اے معاذ! ٹھر جا گن لے جب حاکم کی تعداد پانچ ہوجائے گی تو پانچواں یزید ہوگا۔ اللہ یزید کی حکومت میں برکت نازل نہ کرے، مجھے حسینؑ کی شہادت کی قبر دی گئی ہے اور میرے پاس اُس کے مقتل کی مٹی بھی لائی گئی

ہے اور اُنکے قاتل کو بھی بتلایا گیا ہے۔

٣١٠٧٠ـ لا یزال أمر أمتي قائما بالقسط حتی یکون أول من یثلمه رجل من بني أمية یقال له یزید.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: میری اُمت کا معاملہ انصاف سے چلتا رہے گا یہاں تک ایک اُس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنی اُمیہ کا ایک مرد یزید ہوگا۔

١٤٠٨٥ ـ عن عبد الرحمن بن الأصبهاني قال: جاء الحسن بن علي إلى أبي بكر وهو علی منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: انزل عن مجلس أبي قال صدقت، إنه مجلس أبيک وأجلسه في حجره وبکی، فقال علي: والله ما هذا عن أمري، فقال: صدقت والله ما اتهمتك.

ایک مرتبہ ابوبکر منبر پر خطبہ دے رہے تھے اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت حسن ابن علی وہاں آگئے اور ابوبکر کو مخاطب ہو کر کہا: انزل عن مجلس (منبر) أبي۔ فقال: مجلس أبیک والله لا مجلس ابی۔ میرے باپ کی جگہ سے اُتر جا۔ اس پر ابوبکر نے کہا کہ بیشک یہ تمہارے ہی باپ کی جگہ ہے واللہ میرے باپ کہ جگہ نہیں ہے ص ٢٢٠ (اس حدیث کا ذکر کنز العمال ج ۵ ص ٦١٦ سلسلہ ١٤٠٨٤ اور ١٤٠٨٥، ابن عساکر ج ٣٠ ص ٣٠٧)

٣٧٦٦٤ـ عن أبي البختري قال: کان عمر بن الخطاب یخطب علی المنبر فقام إلیه الحسين بن علي فقال: انزل عن منبر أبي، قال عمر: منبر أبیک لا منبر أبي، من أمرک بهذا؟ فقام علي فقال: ما أمره بهذا

أحد، أما! لأوجعنک یاغدر! فقال: لاتوجع ابن أخي فقد صدق، منبر أه.

بو البختری کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر منبر پر خطبہ دے رہے تھے حضرت امام حسینؑ کھڑے ہوئے اور کہا: میرے باپ کے منبر سے اُتر! ۔حضرت عمر نے کہا یہ منبر تمہارے باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ بتاؤ یہ آپ سے کس نے کہا؟، حضرت علیؑ وہیں تھے فرمایا: اسے کسی نے نہیں کہا، پھر امام حسینؑ نے فرمایا: دور ہو یا غدار۔حضرت عمر نے یہ سُن کر کہا : اے میرے بھائی کے بیٹے ! آپ سچ کہہ رہے ہیں یہ منبر آپ کے باپ کا ہے مجھے کونچیں مت مارو۔

۳۶۴۱۷ ـعن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: خطب علي فقال: أنشد الله امرأ نشدة الإسلام سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم أخذ بيدي يقول: ألست أولى بكم يا معشر المسلمين من أنفسكم؟ قالوا: بلى يا رسول الله! قال: من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! وال من والاه وعاد من عاداه، وانصر من نصره واخذل من خذله - إلا قام فشهد! فقام بضعة عشر رجلا فشهدوا وكتم قوم؛ فما فنوا من الدنيا إلا عموا وبرصوا.

(خط) في الأفراد.

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: میں اُس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں جس نے غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو سُنا ہو وہ ضرور گواہی دے کہ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ تم پر حق رکھتا ہوں؟ تو لوگوں نے

کہا تھا: ہاں یارسول اللہ۔ پھر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا یہ علی بھی اُس کا مولا۔ یا اللہ! جو علی کو دوست رکھتا ہو تو بھی اسے دوست رکھ جو علیؑ کا دشمن ہو تو، تو بھی اُس کا دشمن ہو جا، جو اِس کی مدد کرے تو بھی اُس کی مدد کر اور جو علیؑ کو بے یارومددگا چھوڑے تو بھی اُس کو بے یارومددگا کردے۔ چنانچہ دس (۱۰) لوگوں نے گواہی دی اور جو اپنے کو چھپا گئے گواہی دینے سے وہ دنیا ہی میں اندھے اور برص زدہ فنا ہوئے۔

۲۳۱۷۴ـ عن بلال كان بلال يؤذن بالصبح فيقول: حي على خير العمل۔

حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ وہ صبح کی اذان میں حي على خير العمل کہتے تھے۔

۳۳۰۰۶ أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب. - عن عائشة قط في الأفراد - عن ابن عباس؛ ک - عن جابر).

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہٖ وسلم نے: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ھیں

۳۳۰۰۷ـ يا أنس! انطلق وادع لي سيد العرب، قالت عائشة: ألست سيد العرب؟ قال: أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب، فلما جاء قال: يا معشر الأنصار! ألا أدلكم على ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعده أبدا، هذا علي فأحبوه بحبي وأكرموه بكرامتي، فإن جبريل أمرني بالذي قلت لكم عن الله عز وجل.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے انس! جا کر میرے لئے عرب کے سردار کو بلا لا۔عائشہ نے پوچھا کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ تو فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار

ہوں اورعلیؓ عرب کے سردار ہیں۔ اور حضرت علیؓ تشریف لائے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اے گروہ انصار کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ یہ علیؓ ہیں اِن سے محبت میری محبت ہے اور میرے اکرام کی وجہ سے اس کا اکرام کرو کیونکہ جبرائیل نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا وہ اللہ عزوجل کے حکم سے کہا ھے۔

۳۶۴۳۱ أيضا إن عليا حمل الباب يوم خيبر حتى صعد المسلمون ففتحوها، وأنه جرب فلم يحمله إلا أربعون رجلا. (ش) حسن.

ایضاً۔ خیبر کے دن حضرت علیؓ نے قلعہ کا دروازہ اُٹھایا تاکہ لوگ قلعہ میں داخل ہوئیں۔ اور جب بعد میں تجربہ کیا گیا تو اُس دروازے کو چالیس لوگ مل کر بھی اُٹھا نہ سکے۔

۴۵۵۸۶ عن عمر قال: والله إني لأكره نفسي على الجماع رجاء أن يخرج الله مني نسمة تسبح.) ق).

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں جماع سے اس لئے کراہت کرتا ہوں کے جو منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ خارج نہ ہو جائیں۔

۸۹۴۵۵۔ حضرت عمر نے کہا: گھر میں پڑی ہوئی چٹائی بہتر ہے اُس عورت سے جو بچے پیدا نہ کر سکے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے نکاح کرو تاکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت پر فخر کر سکوں۔

۱۳۴۹۷۔ عن قسامة بن زهير قال: لما كان من شأن أبي بكرة والمغيرة الذي كان، ودعا الشهود فشهد أبو بكرة وشهد ابن معبد ونافع بن

عبد الحارث فشق على عمر حين شهد هؤلاء الثلاثة، فلما قام زياد قال عمر: إني أرى غلاما كيسا لن يشهد إن شاء الله إلا بحق، قال زياد: أما الزنا فلا أشهد به، ولكن قد رأيت أمرا قبيحا، قال عمر: الله أكبر حدوهم فجلدوهم فقال أبو بكرة: أشهد أنه زان، فهم عمر أن يعيد عليه الحد فيها، فنهاه علي وقال: إن جلدته فارجم صاحبك (مغيره) فتركه ولم يجلده.هق) (رواه البيهقي في السنن الكبرى كتاب الحدود (234/8) (ص).

قسامۃ ب زہیر سے مروی ہے کہ جب ابو بکرۃ اور مغیرہ کا واقعہ پیش آیا جس میں ابو بکرۃ نے مغیرہ پر زنا کا الزام لگایا تھا۔ جب گواہ بلوائے گئے تو سب سے پہلے ابو بکرۃ نے گواہی دی پھر شبل بن معد اور نافع بن عبد الحارث نے بھی گواہی دیدی۔ جب چوتھے گواہ کی باری آئی جس کی گواہی پر زنا ثابت ہو جاتا اور حد جاری ہو جاتی تھی تو حضرت عمر کو گوارہ نہ ہوا کہ مغیرہ پر حد جاری ہو چنانچہ جب زیاد گواہی کے لئے اُٹھا تو حضرت عمر نے کہا کہ: کسی غلام جوان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ حق کے سوا ہرگز کوئی گواہی نہ دے گا۔ چنانچہ زیاد نے کہا: میں گواہی نہیں دیتا لیکن میں نے پھر بھی ایک بُری بات دیکھی تھی۔ حضرت عمر خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور حکم دیا کہ: جو تین لوگوں نے زنا کی گواہی دی ہے اُنہیں تہمت کے الزام میں اُن پر حد جاری کی جائے۔ چنانچہ اُن پر حد جاری کی گئی۔ ابو بکرۃ نے حد کھانے کے بعد پھر کہا: میں اب بھی شہادت دیتا ہوں کہ مغیرہ زانی ہے۔ حضرت عمر نے پھر دوبارہ تہمت کے الزام میں حد جاری کرنا چاہا۔ تو حضرت علیؑ منع کیا اور کہا: اگر آپ نے اُسے حد جاری کرنا ہے تو مغیرہ کو رجم کرو۔ حضرت عمر ابو بکرۃ کو چھوڑ دیا۔ (السنن بیھقی)

۴۲۶۴ عن ابن عباس قال: حدثني عمر بن الخطاب، قال: لما اعتزل النبي صلى الله عليه وسلم نسائه دخلت المسجد فإذا الناس ينكتون بالحصى ويقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نسائه، وذلک قبل أن يؤمرون بالحجاب فقلت لأعلمن ذلک اليوم، فدخلت على عائشة فقلت: يا بنت أبي بكر قد بلغ من شأنک أن تؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالت مالي ولک يا ابن الخطاب؟

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابوبکر کی بیٹی! مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔ تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے! تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟

۴۲۲۲۔ من مسند عمر رضي الله عنه) عن الشعبي قال: نزل عمر بالروحاء، فرأى ناسا يبتدرون أحجارا فقال: ما هذا؟ فقالوا يقولون إن النبي صلى الله عليه وسلم صلى إلى هذه الأحجار، فقال: سبحان الله ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا راكبا، مر بواد فحضرت الصلاة فصلى ثم حدث فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم،

جب حضرت عمر روحاء میں اُترے تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ پڑے ہوئے پتھروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ: یہ کیا ہو رہا ہے تو لوگوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے اِن پتھروں پر نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمر نے کہا: سبحان اللہ! رسول اللہ

ﷺ سفر میں سواری ہی پر تھے وادی سے گذر ہوا ہوگا اور نماز پڑھ لی اور بس (اس میں کونسی فضیلت ہے)۔ پھر حضرت عمر نے کہا: میں یہودیوں کے پاس اُن کے درس کے دن جاتا تھا۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۱ ص ۹۰۔

۳۰۱۱۹۔ عن علي قال: سار رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى خيبر، فلما أتاها رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عمر ومعه الناس إلى مدينتهم وإلى قصرهم فقاتلوهم، فلم يلبثوا أن هزموا عمر وأصحابه فجاء يجبنهم ويجبنونه فساء ذلک رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لأبعثن عليهم رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يقاتلهم حتى يفتح الله له ليس بفرار فتطاول الناس لها، ومدوا أعناقهم يرونه أنفسهم رجاء ما قال، فمكث رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة فقال: أين علي؟ فقالوا: هو أرمد قال: ادعوه لي فلما أتيته فتح عيني، ثم تفل فيها، ثم أعطاني اللواء فانطلقت به سعيا خشية أن يحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها حدثا أو في حتى أتيتهم فقاتلتهم فبرز مرحب يرتجز وبرزت له أرتجز كما يرتجز حتى التقينا، فقتله الله بيدي، وانهزم أصحابه فتحصنوا وأغلقوا الباب فأتينا الباب فلم أزل أعالجه حتى فتحه الله. ش) والبزار، وسنده حسن.

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی تو خیبر کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت عمر کی کمان میں حملہ کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ لیکن حضرت عمر اور اُن کی فوج کو شکست ہوئی۔ حضرت عمر فوج کو بزدل کہتے تھے اور فوج حضرت

عمر کو بزدل۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ شکست ناگوار گذری آپؐ یہ اعلان فرمایا کہ کل امیر مقرر کر کے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو اللہ تعالی اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور اللہ اور اُس کا رسول بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح نصیب کرے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں۔ یہ سُن لشکر اسلام میں اس شرف کی طمع ہوئی حتیٰ کے لوگ اپنے سر اُٹھا کر اپنے کو ظاہر کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد رسول کریم ﷺ نے پوچھا: علیؑ کہاں ہیں؟ صحابہ نے کہا: اُنہیں آشوب چشم ہے۔ فرمایا: میرے پاس لاؤ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے میری آنکھیں کھولیں اور آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ پھر مجھے علم دیا۔ میں تیزی سے چلا۔ میں اہل خیبر کے پاس پہنچا اور حملہ کیا، مرحب رجز پڑھتا ہوا آیا۔ میں نے بھی رجز پڑھا اور اُس کے مدمقابل ہوا۔ اللہ تعالی نے میرے ہاتھوں سے اُسے قتل کیا، اُس کے ساتھی بھی شکست کھا کر قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔

۳۱۶۷۰۔ عن عروہ قال: قلت لعائشة: من كان أحب الناس إلى رسول الله ﷺ؟ قالت علی علیہ السلام ابن ابی طالب۔ قلت أی شئی كان سبب خروجک علی علیہ السلام؟ قلت: لم تزوجک أبوک أمک؟ قلت من قدر الله قالت وكان من قدر

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محبوب ترین کون تھے تو فرمایا: علیؑ ابن ابی طالب۔ پھر پوچھا کہ اُن کے خلاف خروج کرنے کا کیا سبب تھا؟ اس پر حضرت عائشہ نے اُن سے پوچھا کہ

تمھارے باپ اور ماں کے نکاح کا کیا سبب تھا؟ انھوں نے جواب دیا: یہ تقدیر الٰہی سے ہوا۔ تو حضرت عائشہ نے جواب دیا: یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہوا۔

۱۵۴۷ عن عمر أنه خطب بالجابية فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له فقال له قس (كذا) بين يديه كلمة بالفارسية فقال عمر لمترجم يترجم له مايقول قال: يزعم أن الله لا يضل أحدا فقال عمر: كذبت يا عدو الله بل الله خلقك وهو أضلك وهو يدخلك النار إن شاء الله ولو لا ولت (كذا) عقدا لضربت عنقك ثم قال إن الله لما خلق آدم نثر ذريته فكتب أهل الجنة وماهم عاملون وأهل النار وما هم عاملون ثم قال هؤلاء لهذه وهؤلاء لهذه فتفرق الناس ويختلفون في القدر.

عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے جابیہ میں خطبہ دیا تو اللہ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالی ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ نہیں کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ایک قس (پادری) جو آپ کے سامنے بیٹھا تھا اُس نے فارسی زبان میں آپ سے کوئی بات کہی۔ تو عمر نے مترجم سے پوچھا کہ: یہ کیا کہتا ہے (سبحان اللہ خلیفہ دوسرے کا محتاج اور زبان سے نا واقف۔ حضرت امام حسنؑ ۶ سال کی سن میں صدقہ کا کھجور دہن اقدس میں جب ڈالے تو رسولؐ اللہ نے انہیں "کخ کخ" (یہ لفظ فارسی ہے) تھوکو فرمایا تھا۔ مرادؔ) مترجم نے کہا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ: اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمر نے کہا اے دشمن خدا! تو نے جھوٹ بولا بلکہ اللہ نے ہی تجھے پیدا کیا اور وہی تجھے گمراہ کرتا ہے اور وہی تجھے دوزخ میں ڈالے

گا۔اور اگر تمہارے اور ہمارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن اُڑا دیتا۔اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور قدر کے بارے میں پھر کبھی بحث نہیں کئے۔(یہ ہی موجد تھے فرقہ قدریہ کے جس کے لئے (آنحضرتؐ کی حدیث مرجئہ اور قدریہ فرقہ کے بارے میں کہ یہ اسلام سے خارج هیں)۔ صِنفَانِ من امتی لیس تنالهم من شفاعتي المرجئة والقدرية: یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں دو گروہ میری شفاعت سے محروم ہیں ایک مرجئہ اور دوسرے قدریہ۔

٢٩٥٥٢ـ عن ابن المسيب قال: أول من كتب التاريخ عمر لسنتين ونصف من خلافته، فكتب لست عشرة من الهجرة بمشورة علي بن أبي طالب.

٢٩٥٥٢ـ عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ کے مشورہ سے سن ہجری شروع کیا یہ سنہ ۱۶ھ میں ہوا۔تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۴۲۱

٣٢٨٧٧ـ أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي فقال فيه قائلكم، وإني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكني أمرت بشيء فاتبعته. حم والضياء- عن زيد بن أرقم).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں نے سب کے دروازے بند کروا دئے سوائے علیؑ کے دروازے کہ واللہ! میں نے کسی کا دروازہ کھلا رکھا اور نہ بند کیا مگر یہ کہ میں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔

٣٢٨٧٨ـ لا يحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق - قاله

لعلي. ت (أخرجه الترمذي كتاب المناقب باب مناقب علي رقم (٣٧١٦ و٣٧١٧ (وقال: حسن صحيح ص)-عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی! تم سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض کرے گا۔

٣٢٨٧٩ـ أنت أخي في الدنيا والآخرة- قاله لعلي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ تم سے مومن ہی محبت کرسکتا اور منافق ہی بغض کرے گا۔فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: یا علیؑ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

٣٢٨٨٠ـ انت مني وأنا منك- قاله لعلي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔

٣٢٨٨١ـ أنت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ! تمہاری حیثیت میرے لئے ایسی ہے جیسے موسیٰ کے لئے ہارون۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

٣٢٨٨٢ ما انتجيته ولكن الله انتجاه. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں نے علیؑ (سرگوشی) کو راز دار نہیں بنایا بلکہ اللہ نے (سرگوشی) کی۔

ت (أخرجه الترمذي كتاب المناقب باب مناقب لی رقم (3726 (وقال حسن غريب ص) - عن جابر).

٣٢٨٨٢ ما تريدون من علي؟ ما تريدون من علي؟ ما تريدون من علي؟ إن عليا مني وأنا منه وهو ولي كل مؤمن بعدي. فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے: تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو، تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو، تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو بلا شبہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد تمام مومنین کے ولی ہیں۔

٣٢٨٨٤۔ لا یحب علیا منافق و لا یبغضه مؤمن. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: منافق کبھی بھی علیؑ سے محبت نہیں کرے گا اور مومن علیؑ سے بغض نہیں کرے گا۔

٣٢٨٨٥۔ یا علي! لا یحل لأحد أن یجنب في هذا المسجد غیري و غیرک. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ! کسی کے لئے یہ حلال نہیں کے سوائے میرے اور تمہارے کہ وہ حالت جنابت میں مسجد میں آئیں۔

٣٢٨٨٧۔ ما أنا أخرجتکم من قبل نفسي و لا أنا ترکته و لکن اللہ أخرجکم و ترکه، إنما أنا عبد مأمور، ما أمرت به فعلت، إن أتبع إلا ما یوحي إلي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ! میں نے نہ تم کو اپنی طرف سے نکالا اور نہ کسی کو چھوڑا بلکہ اللہ نے نکالا اور چھوڑا میں تو اللہ کا مامور بندہ ہوں اس کا حکم بجالاتا ہوں اور اسی کی پیروی کرتا ہوں۔

٣٢٨٨٨۔ اجلس یا أبا تراب - قاله لعلي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے ابوتراب! بیٹھ جاؤ۔ یہ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا خ (البخاری کتاب فضائل الصحابۃ باب مناقب علی (235؟؟) ص)- عن سہل بن سعد).

٣٢٨٨٩۔ أنا دار الحکمة و علي بابها. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

٣٢٨٩٠۔ أنا مدینة العلم و علي بابها، فمن أراد العلم فلیأت

الباب. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ جسے علم حاصل کرنا ہو وہ دروازے سے آئے۔

٣٢٨٩١۔ إن اللہ تعالی أمرني أن أزوج فاطمة من علي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا گیا کہ میں فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دوں۔

٣٢٨٩٢۔ إن اللہ تعالی جعل ذریة کل نبي في صلبه. و إن اللہ تعالی جعل ذریتي في صلب علي بن أبي طالب.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد کو اس کے صلب (نسل) میں رکھا اور میری اولاد کو علیؑ ابن ابی طالب کی صلب میں۔

٢٨٩٣ - ۔ خیر أخوتي علي و خیر أعمامي حمزة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے بھائیوں میں سب سے بہترین علیؑ ہیں اور میرے چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہؓ ہیں۔

٣٢٨٩٤۔ ذکر علي عبادة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

٣٢٨٩٥۔ النظر إلی وجه علي عبادة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

٣٢٨٩٦۔ السبق ثلاثة: فالسابق إلی موسی یوشع بن نون، و السابق إلی عیسی یس، و السابق إلی محمد علي بن أبي طالب. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: سابق (سبقت لے جانے والے) تین ہیں موسیٰ کے لئے یوشع بن نون

اور عیسیٰ کے لئے صاحب یٰس اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے سبقت لے جانے والے علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۸۹۷۔الصديقون ثلاثة: حزقيل مؤمن آل فرعون، وحبيب النجار صاحب آل يس، وعلي بن أبي طالب.
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: صدیق تین ہیں ایک حزقیل مؤمن ال فرعون، حبیب النجار مؤمن آلِ یٰس اور علی علیہ السلام ابن طالب۔

۳۲۸۹۸۔الصديقون ثلاثة: حبيب النجار مؤمن آل يس قال: (ياقوم اتبعوا المرسلين) وحزقيل مؤمن آل فرعون الذي قال: (أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله) وعلي بن أبي طالب وهو أفضلهم. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: صدیق تین ہیں ایک حزقیل مؤمن ال فرعون، حبیب النجار جنہوں نے یہ کہا تھا: یاقوم اتبعوا المرسلین) اور مؤمن آل یٰس جنہوں نے یہ فرمایا تھا: أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله۔ اور علیؑ ابن طالب اُن سب سے افضل ہیں۔

۳۲۸۹۹۔عادى الله من عادى عليا. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: اے اللہ! دشمنی رکھ اُس سے جس نے علیؑ سے دشمنی کی۔

۳۲۹۰۰عنوان صحيفة المؤمن حب علي بن أبي طالب. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: مؤمن کے ایمان کی صفحہ کا عنوان علیؑ ابن ابی طالب کی محبت ہے۔

۳۲۹۰۱۔من آذى عليا فقد آذاني. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: جس نے علیؑ کو اذیت دی اُس نے مجھ کو اذیت دی۔

۳۲۹۰۲۔من أحب عليا أحبني ومن أبغض عليا فقد أبغضني. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: جس نے علیؑ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

۳۲۹۰۳۔من سب عليا فقد سبني ومن سبني فقد سب الله. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: جس نے علیؑ پر لعنت کی اُس نے مجھ پر لعنت کی اور جس نے مجھ پر لعنت کی اُس نے اللہ پر لعنت کی۔

۳۲۹۰۴۔من كنت مولا فعلي مولاه. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: میں جس کا مولا علیؑ اُس کے مولا ہیں۔

۳۲۹۰۵۔من كنت وليه فعلي وليه. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: میں جس کا ولی علیؑ اُس کے ولی ہیں۔

۳۲۹۰۶۔ألا أحدثكم بأشقى الناس رجلين: أحيمر ثمود الذي عقر الناقة، والذي يضربک يا علي على علیہ السلام هذه حتى يبل منها هذه. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: کیا میں تم کو دو بدترین مردوں کے بارے میں نہ بتاؤں، ایک قوم ثمود کا وہ بدبخت جس نے اونٹنی کے کونچیں کاٹیں اور ایک وہ یا علیؑ جو تمہارے سر پر ضرب لگائے گا حتی کہ تمہاری داڑھی کو خون سے ترک کردے گا۔

۳۲۹۰۷۔علي أخي في الدنيا والآخرة. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: علیؑ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

۳۲۹۰۸۔علي أصلي وجعفر فرعي. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

علیؑ میری اصل ہیں (جڑ) اور جعفر ابن ابی طالب میرے فروع۔

۳۲۹۰۹۔علي إمام البررة وقاتل الفجرة، منصور من نصره، مخذول من خذله. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ نیک لوگوں کے امام ہیں اور گنہ گاروں کو ختم کرنے والے ہیں جس نے علیؑ کی مدد کی وہ بامراد ہوا اور جس نے علیؑ کو چھوڑ دیا وہ نامراد ہوا۔

۳۲۹۱۰۔علي بن أبي طالب باب حطة (حطة: قوله تعالى: {وقولوا حطة} أي حط عنا أوزارنا. والمعنى: أن علي بن أبي طالب طريق حط الخطايا. انتهى. فيض القدير (۳۵۶/۴)(ب)، من دخل منه كان مؤمنا، ومن خرج منه كان كافرا. - عن ابن عباس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ باب حطہ یعنی مغفرت کا دروازہ ہیں جو اس میں داخل ہوا وہ مومن اور جو اس سے کترا کے نکل گیا وہ کافر۔

۳۲۹۱۱۔لي عتبة علمي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ میرے علم کی چوکھٹ ہے (threshhold)

۳۲۹۱۲۔علي مع القرآن والقرآن مع علي، لن يتفرقا حتى يردا على الحوض. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں حوض کوثر تک اکھٹے رہیں گے

۳۲۹۱۳۔علي مني وأنا من علي، ولا يؤدي عني إلا أنا أو علي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اپنا کام یا تو میں خود کرتا ہوں یا پھر علیؑ

۔

۳۲۹۱۴۔علي مني بمنزلة رأسي من بدني. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ کی اہمیت میرے لئے ایسی ہے جیسے کہ میرے سر کو میرے بدن کی۔

۳۲۹۱۵۔علي مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو موسیٰ کے نزدیک ہارون کا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۲۹۱۶۔علي بن أبي طالب مولى من كنت مولاه. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ مولا ہیں ہر اس کے جس کا میں مولا ہوں۔

۳۲۹۱۷۔علي بن أبي طالب يزهر في الجنة ككوكب الصبح لأهل الدنيا. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ ابن ابی طالب جنت کے لئے ایسے روشن رہیں گے جیسے صبح کا ستارہ اہل دنیا کے لئے۔

۳۲۹۱۸۔علي يعسوب (يعسوب: أي ملك المؤمنين. واليعسوب - بوزن اليعقوب - ملك النحل. انتهى. المختار (339(ب) المؤمنين، والمال يعسوب المنافقين. (من علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ یعسوب ہیں مومن کے لئے اور منافقین کے لئے۔ (یعسوب شہد کی مکھیوں کا بادشاہ جس کا کام یہ کہ جب شہد کی مکھی پھولوں کا رس لے کر اپنے چھتے کی طرف آتی ہے تو یعسوب سونگھتا ہے کہ وہ رس شہد کے چھتے کے لئے مناسب ہے یا نہیں اگر غیر مناسب ہے تو اُس مکھی کے دو ٹکڑے کر دیتا ہے)

۳۲۹۱۸۔علي يقضي ديني. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ میرا

قرض ادا کرنے والے ہیں۔

۳۲۹۲۰۔ما أنزل الله تعالى آية "يا أيها الذين آمنوا"۔ إلا وعلي رأسها وأميرها. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب کسی آیت میں یہ "یا أیها الذین امنوا" نازل ہوئی اس کے مصداق اور سردار علیؑ ہیں۔

۳۲۹۲۱۔كفي وكف علي في العدل سواء. فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: میرا اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔۔

۳۲۹۲۳۔أما علمت أن الله عز وجل أطلع على أهل الأرض فاختار منهم أباک فبعثه نبيا، ثم اطلع ثانية فاختار بعلک فأوحى إلي فأنكحته واتخذته وصيا - قاله لفاطمة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تمہیں اس کا علم نہیں اللہ تعالی نے زمین پر نظر ڈالی پھر اُن میں سے تمہارے باپ کو چُنا اور اُن کو نبی بنا کر بھیجا پھر دوبارہ نظر دوڑائی اور تمہارے شوہر کو چُنا۔ پھر اُس نے مجھے وحی کی چنانچہ میں نے اُن کا نکاح تم سے کیا اور اُنہیں اپنا وصی مقرر کیا۔

۳۲۹۲۴۔ما ترضين أني زوجتک أقدم أمتي سلما (سلما: قرأ أبو عمرو: {ادخلوا في السلم كافة} وذهب بمعناها إلى الإسلام. المختار (۲۴۲ (ب) وأكثرهم علما وأعظمهم حلما. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری شادی کی گئی ایسے شخص سے جو سب سے پہلے اسلام لایا اور بڑا عالم اور سب سے بڑا حلیم ہے۔

۳۲۹۲۵۔أما ترضين أني زوجتک أول المسلمين إسلاما

وأعلمهم علما فإنک سيدة نساء أمتي كما سادت مريم قومها، أما ترضين يا فاطمة أن الله اطلع على أهل الأرض فاختار منهم رجلين فجعل أحدهما أباک والآخر بعلک.

ک (أخرجه الحاكم في المستدرک (۳/۱۲۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی جو سب سے قبل اسلام لایا اور سب سے بڑا عالم ہے کیونکہ تم میری اُمت کی عورتوں کی سردار ہو جیسے کہ مریم اپنی قوم کے سردار تھیں۔ اے فاطمہؑ! کیا تم اس راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالی نے اہل زمین پر نظر دوڑائی اور اُن میں سے دو مردوں کو منتخب کیا ایک تمہارا باپ اور دوسرا تمہارا شوہر۔

۳۲۹۲۹۔یا أنس! أتدري ما جائني به جبريل من عند صاحب العرش؟ قال: إن الله أمرني أن أزوج فاطمة من علي. هق والخطيب وابن عساكر - عن أنس) قال: كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فغشيه الوحي فلما سري عنه قال: فذكره. راوی کہتا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کو وحی نے ڈھانپ لیا اور جب آپ بحال ہوئے تو یہ بات ارشاد فرمائی۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے انس! کیا تمہیں اس بات کے بارے میں علم ہے کہ جو جبرئیل، صاحب عرش کی جانب سے میرے پاس لائے، پھر ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں (حضرت) فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کا عقد علیؑ سے کرادوں۔

۳۲۹۳۰۔ یا فاطمة؟ أما إني ما ألوتک أن أنکحتک خیر أهلي. (ابن سعد-عن عکرمة مرسلا).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) واضح رہے کہ میں نے تمہارا نکاح میرے اہل میں سے بہترین فرد سے کیا ہے۔

۳۲۹۳۱۔ أما ترضی أن تکون مني بمنزلة هارون من موسی إلا أنک لیس بنبي، إنه لا ینبغي لي أن أذهب إلا و أنت خلیفتي حم. ک-عن ابن عباس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؓ! کیا تم اس بات راضی نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا مرتبہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارونؑ کا مگر تم نبی نہیں ہو۔ میرے لئے مناسب نہیں کے تمہیں اپنا خلیفہ بنائے بغیر چلا جاؤں۔

۳۲۹۳۲۔ أما ترضی أن تکون مني بمنزلة هارون من موسی.۔ طب عن مالک بن الحسن بن الحویرث عن أبیه عن جده).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؓ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کے تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔

۳۲۹۳۳۔ أما قولک: یقول قریش: ما أسرع ما تخلف عن ابن عمه و خذله! فإن لک بي أسوة قالوا: ساحر و کاهن و کذاب، أما ترضی أن تکون مني بمنزلة هارون من موسی إلا أنه لا نبي بعدي؛ و أما قولک أتعرض لفضل الله، هذه أبهار من فلفل جائنا من الیمن فبعه و استمتع به أنت و فاطمة حتی یأتیکم الله من فضله، فإن المدینة لا تصلح إلا بي و بک.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تمہارا یہ کہنا کہ قریش یہ کہیں گے کہ کتنا جلد اپنے چچا زاد بھائی کو چھوڑ دیا اور اسے تنہا کر دیا۔ تمہیں مجھ سے مطابقت ہے لوگوں نے مجھے بھی ایسے (الزامات لگائے) جادوگر، کاہن، اور کذاب کہا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہاری حیثیت میرے ہاں ایسی ہے جیسے ہارون کی موسیٰ کے ہاں مگر یہ کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں، تمہارا یہ کہنا کہ اللہ کا فضل پیش کروں یہ مرچیں یمن سے آئی ہیں اُس کو فروخت کر کے تم اور فاطمہؓ فائدہ حاصل کرو یہاں تک کے اللہ اپنا فضل نازل کرے، یہ مدینہ میرے اور تمہارے لئے ہی لائق ہے۔

۳۲۹۳۵۔ قم فما صلحت أن تکون إلا أبا تراب، أغضبت علي حین و آخیت بین المهاجرین و الأنصار و لم أؤاخ بینک و بین أحد منهم؟ أما ترضی أن تکون مني بمنزلة هارون من موسی إلا أنه لیس بعدي نبي، ألا من أحبک حف بالأمن و الإیمان، و من أبغضک أماته الله میتة الجاهلیة و حوسب بعمله في الاسلام.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اُٹھو! اے ابوتراب! کیا تم ناراض ہوئے جب میں نے مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کی اور تمہاری مواخات کسی کے ساتھ قائم نہ کی؟ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو تمہارا مقام میرے ہاں ایسا ہے جیسے ہارون کا موسیٰ کے ہاں۔ مگر یہ کہ میرے بعد سلسلہ نبوت ختم۔ سن لو! جو تم سے محبت کرے وہ امن و ایمان کی زندگی گذارے گا، جو تم سے بغض رکھے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور اُسکے اعمال جو اسلام کے لانے کے بعد ہوئے محسوب ہوں گے (یعنی بغض علیؓ کی وجہ

سے وہ دائرہ اسلام خارج ہوگیا)

۳۲۹۳۶_یا أم سلیم! إن علیا لحمه من لحمي ودمه من دمي وهو مني بمنزلة هارون من موسى.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے ام سلیم! بلا شبہ علیؑ کا گوشت میرے گوشت سے ہے اور اُس کا خون میرے خون سے اور اُس کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت موسیٰ سے حضرت ہارون کا تھا۔

۳۲۹۳۷_یا علي! أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي. طب- عن أسماء بنت عميس).

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۳۸_إن عليا مني وأنا منه وهو ولي كل مؤمن. ط والحسن بن سفيان وأبو نعيم في فضائل الصحابة- عن عمران بن حصين). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۳۹_إنما تركتك لنفسي، أنت أخي وأنا أخوك، فإن حاجك أحد فقل: أنا عبد الله وأخو رسوله، لا يدعها بعدك إلا كذاب. عد عن- عمرو بن عبد الله بن يعلى بن مرة عن أبيه عن جده). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۰_دعوا عليا، دعوا عليا، دعوا عليا؛ إن عليا مني وأنا منه وهو ولي كل مؤمن بعدي. ش- عن عمران بن حصين). ایسی اور اسی قسم کی

حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۱_علي مني وأنا من علي، وعلي ولي كل مؤمن بعدي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: بلا شبہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ میرے بعد تمام مومنین کے ولی ہیں۔

۳۲۹۴۲_لا تقع في علي فإنه مني وأنا منه وهو وليكم بعدي. عن عبد الله بن بريدة عن أبيه). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۳_أنا وعلي من شجرة واحدة والناس من أشجار شتى. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں اور علیؑ ایک ہی نسل سے ہے اور دوسرے لوگ مختلف نسلوں سے ہیں۔

۳۲۹۴۴_یا علي! الناس من شجر شتى وأنا وأنت من شجرة واحدة- عن جابر). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۵_ألا إن الله وليي وأنا ولي كل مؤمن، من كنت مولاه فعلي مولاه. أبو نعيم في فضائل الصحابة- عن زيد بن أرقم والبراء بن عازب معا). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: سُن لو! بلا شبہ اللہ میرا ولی ہے اور میں بھی ولی ہوں تمام مؤمنین کا اور جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اُس کا مولا ہے۔

۳۲۹۴۶_یا بريدة! ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ من

كنت مولاه فعلي مولاه.حم، حب وسمويه، ک، ص - عن ابن عباس عن بريدة). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے بریدہ! کیا میں مؤمنین کا اُن کی جان پر ولی نہیں ہوں؟ پس جس کا میں مولا یہ علیؑ بھی اُس مولا۔

۳۲۹۵۰۔من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! وال من والاه، وعاد من عاداه.طب - عن ابن عمر! ش - عن أبي هريرة واثني عشر من الصحابة؛ حم، طب، ص - عن أبي أيوب وجمع من الصحابة؛ ک - عن علي وطلحة؛ حم، طب، ص عن علي وزيد بن أرقم وثلاثين رجلا من الصحابة؛ أبو نعيم في فضائل الصحابة - عن سعد؛ الخطيب - عن أنس). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۱۔من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! واله من والاه، وعاد من عاداه، وانصر من نصره، وأخذل من خذله، وأعن من أعانه. طب عن عمرو بن مرة وزيد بن أرقم معا). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۲۔إن وصيي وموضع سري وخير من أترک بعدي وينجز عدتي ويقضي ديني علي بن أبي طالب.طب - عن أبي سعيد وسلمان) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/ ۱۱۴) ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راويوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۳۔وصي من آمن بي وصدقني بولاية علي بن أبي

طالب، فمن تولاه فقد تولاني، ومن تولاني فقد تولى الله، ومن أحبه فقد أحبني ومن أحبني فقد أحب الله، ومن أبغضه فقد أبغضني، ومن أبغضني فقد أبغض الله عز وجل. طب وابن عساكر - عن أبي عبيدة بن محمد بن عمار ابن ياسر عن أبيه عن جده).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں ہر اُس شخص کو وصیت کرتا ہوں جو مجھ پر ایمان لایا،تصدیق کی ولایت علیؑ کی ،جس نے علیؑ سے تولا رکھا اُس نے مجھ سے تولا کیا اور جس نے مجھ سے تولا رکھا، تو اُس نے اللہ سے تولّا کی۔اور جس نے علیؑ سے محبت کی اُس نے مجھ سے اور اللہ سے محبت کی۔

۳۲۹۵۴۔اللهم أعنه وأعن به، وارحم به وانصره وانصر به، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه - يعني علي.

طب - عن ابن عباس). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۵۔ألا أرضيک يا علي؟ أنت أخي ووزيري تقضي ديني وتنجز موعدي وتبرئ ذمتي، فمن أحبک في حياة مني فقد قضى نحبه، ومن أحبک في حياة منک بعدي ختم الله له بالأمن والإيمان، ومن أحبک بعدي ولم يرک ختم الله له بالأمن والإيمان وآمنه يوم الفزع، ومن مات وهو يبغضک يا علي مات ميتة جاهلية لا يحاسبه الله بما عمل في الإسلام. طب عن ابن عمر).

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: یا علیؑ! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہا آپ میرے بھائی اور میرے وزیر ہیں میرے وعدوں کو پورے کرنے والے اور میری ذمہ داری کو ادا کرنے والے ہو، جو تجھ سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اُس کا خاتمہ امن وایمان پر فرمائے گا اور اُس کو امن عطا فرمائے گا۔ اے علیؑ! جس کی موت تیری عداوت پر آئے وہ جاہلیت کی موت مرے گا جو اُسنے اسلام میں عمل کیا وہ محسوب نہ ہوگا۔

۳۲۹۵۶ علي بن أبي طالب ينجز عداتي ويقضي ديني. ابن مردويه والديلمي - عن سلمان).

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۷۔ علي بن أبي طالب يزهر في الجنة ككوكب الصبح لأهل الدنيا

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۸۔ اللهم! من آمن بي وصدقني فليتول علي بن أبي طالب فإن ولايته ولايتي وولايتي ولاية الله.

طب - عن محمد بن أبي عبيدة بن محمد بن عمار بن ياسر عن أبيه عن جده عن عمار). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۸ ۔ من أحب أن يحيى حياتي ويموت موتي ويسكن جنة الخلد التي وعدني ربي فإن ربي عز وجل غرس قضبانها بيده فليتول علي بن أبي طالب فإنه لن يخرجكم من هدى ولن يدخلكم في ضلالة. طب، ك

وتعقب وأبو نعيم في فضائل الصحابة - عن زيد بن أرقم).

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۶۰۔ من أحب أن يحيى حياتي ويموت ميتتي ويدخل الجنة التي وعدني ربي قضبانا من قضبانها غرسها بيده وهي جنة الخلد فليتول عليا وذريته من بعده فإنهم لن يخرجوكم من باب هدى ولن يدخلوكم في باب ضلالة. مطير والباوردي وابن شاهين وابن منده - عن زياد بن مطرف وهو واه) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۰۸/۹ (وقال رواه الطبراني وفيه يحيى ابن يعلى الأسلمي وهو ضعيف ص).

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ میری جیسی زندگی گذارے اور میری جیسی موت نصیب ہو اور میرے رب کی جنت میں داخل ہو جس کا مجھ سے وعدہ ہے کہ وہ جنت الخلد میں رہے تو اُس کو چاہئے کہ وہ علیؑ ابن طالب سے تولا کرے اور اُن کے بعد اُن کی اولاد سے محبت (تولا) رکھے کیونکہ وہ تمہیں ہدایت سے نکال کر گمراہی کے دروازے داخل نہیں کرے گا۔

۳۲۹۶۱۔ لا تقل هذا فهو أولى الناس بكم بعدي - يعني علياً.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: ایسی بات مت کرو وہ یعنی علیؑ میرے بعد تم سب سے افضل ہیں

۳۲۹۶۲۔ لا يقضي ديني غيري أو علي.

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: میرا قرض میں یا علیؑ کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

۳۲۹۶۳یا بریدة! إن علیا ولیکم بعدي فأحب علیا فإنه یفعل ما یؤمر.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : اے بریدہ! علیؑ میرے بعد تمہارے ولی ہیں علیؑ سے محبت کرو کیونکہ یہ وہی کام کرتے ہیں جس کا میں حکم دیتا ہوں۔

۳۲۹۶۴سیکون بعدي فتنة فإذا کان ذلک فالزموا علي بن أبي طالب فإنه الفاروق بین الحق والباطل.

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: میرے بعد فتنے ظاہر ہوں گے جب ایسا ہو تو تم علیؑ ابن ابی طالب کا ساتھ دو کیونکہ وہی (فاروق) حق و باطل کے درمیان جدائی کرنے والا ہوگا۔

۳۲۹۶۵_یا علي! أنت تغسل جثتي وتؤدي دیني وتواریني في حفرتي وتفي بذمتي وأنت صاحب لوائي في الدنیا والآخرة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ! تم ہی میرے جسم کو غسل دینا میرا قرض ادا کرنا مجھے قبر میں اُتارنا، میری ذمہ داریوں کو پورا کرنا تم میرے علم بردار ہو دنیا اور آخرت میں۔

۳۲۹۶۶_إن تولوا علیا تجدوه هادیا مهدیاً یسلک بکم الطریق المستقیم. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :اگر تم لوگ علیؑ سے محبت کرو گے تم علیؑ کو اپنا ہادی اور مہدی پاؤ گے اور تمہیں وہ سیدھے راستہ پر چلائے گا۔

۳۲۹۶۷_إن منکم من یقاتل علی تأویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله، قیل: أبو بکر وعمر، قال: لا، ولکنه خاصف النعل - یعني علیا.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :تم میں سے بعض قرآن کی تاویل پر قتال کریں

گے جیسا مجھ سے تنزیل پر قتال کیا گیا اور جب پوچھا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں؟ تو فرمایا نہیں وہ بلکہ وہ جو میری جوتی درست کر رہا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔

۳۲۹۶۸_أنا قاتلت علی تنزیل القرآن وعلي یقاتل علی تأویله.

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۶۹_والذي نفسي بیده! إن فیکم لرجلا یقاتل الناس من بعدي علی تأویل القرآن کما قاتلت المشرکین علی تنزیله وهم یشهدون أن لا إله إلا الله فیکبر قتلهم علی الناس حتی یطعنون علی ولي الله تعالی ویسخطون عمله کما سخط موسی أمر السفینة والغلام والجدار، فکان ذلک کله رضي الله تعالی. الدیلمي - عن أبي ذر).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو میرے بعد لوگوں سے تاویل قران پر قتال کرے گا جیسے میں نے مشرکین سے تنزیل پر قتال کیا وہ گواہی دینے والے ہوں گے اللہ کی وحدانیت یعنی لا الہ الا اللہ کہ رہے ہوں گے اُن کو قتل کرنا لوگوں کو شاق گذرے گا حتیٰ کہ وہ علیؑ ولی اللہ پر طعن کریں گے اور ان کے اس عمل پر ناراض ہوں گے جیسے موسیٰ کشتی کے معاملہ میں غلام کے قتل کرنے اور دیوار کے سیدھی کرنے میں (خضر) سے ناراض تھے حالانکہ یہ سب کام اللہ کی مرضی کے مطابق ہوئے۔

۳۲۹۷۰یا علي! ستقاتلک الفئة الباغیة وأنت علی الحق، فمن لم ینصرک یومئذ فلیس مني. ابن عساکر - عن عمار بن یاسر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

:اے علیؑ! عنقریب تجھ سے باغی قتال کریں گیں جب کہ تو حق پر ہوگا اس زمانے میں جو تیری مدد نہ کرے اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

۳۲۹۷۱۔أبا رافع! سيكون بعدي قوم يقاتلون عليا، حق على الله جهادهم، فمن لم يستطع جهادهم بيده فبلسانه من لم يستطع بلسانه فبقلبه، ليس وراء ذلک شيء. طب - عن محمد بن عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه عن جده).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے ابو رافع! میرے بعد ایک قوم علیؑ سے قتال کرے گی حق اللہ یہ ہے کہ اُن کے خلاف جہاد کرنا ہاتھ سے اور اگر اس پر قادر نہیں ہو تو زبان سے جہاد کرے اور زبان سے جہاد کرنے پر قادر نہیں تو دل سے جہاد کرنا اس لئے اس سے کم جہاد کا کوئی درجہ نہیں۔

۳۲۹۷۲یا عمار! إن رأيت عليا قد سلک واديا وسلک الناس واديا غيره فاسلک مع علي ودع الناس، إنه لن يدلک على ردي ولن يخرجک من الهدى. الديلمي - عن عمار بن ياسر وعن أبي أيوب).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے عمارؓ! اگر تم دیکھو کہ علیؑ ایک راستے پر چل رہے ہیں اور لوگ دوسرے راستے پر تم تب لوگوں کا راستہ چھوڑ کر علیؑ کے راستے پر علیؑ کے ساتھ ساتھ چلنا۔ وہ تمہاری رہنمائی کبھی بھی غلط راستے کی طرف نہیں کریں گے اور تم کو ہدایت کے کی طرف لے جائیں گے۔

۳۲۹۷۳۔من أطاعني فقد أطاع الله عز وجل ومن عصاني فقد عصى الله

ومن أطاع عليا فقد أطاعني ومن عصى علياً فقد عصاني. ک - عن أبي ذر).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے علیؑ کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی، اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

۳۲۹۷۴۔من فارق عليا فارقني، ومن فارقني فقد فارق الله. طب عن ابن عمر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے علیؑ کو چھوڑا اُس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اُس نے اللہ کو چھوڑا۔

۳۲۹۷۵۔من فارقک يا علي فقد فارقني، ومن فارقني فقد فارق الله. طب - عن ابن عمر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ! جس نے آپؑ کو چھوڑا اُس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اُس نے اللہ کو چھوڑا۔

۳۲۹۷۶۔من فارقک يا علي فقد فارقني، ومن فارقني، فقد فارق الله. ک - عن أبي ذر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ! جس نے تمہیں چھوڑا اُس نے مجھے چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اُس نے اللہ کو چھوڑا۔ یہ حدیث مکرر مختلف راویوں سے ہے۔

۳۲۹۷۷۔أعلم أمتي من بعدي علي بن أبي طالب. الديلمي عن سلمان). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے بعد میری اُمت کے سب سے بڑے عالم علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۹۷۸۔أنا مدينة العلم وعلي بابها. أبو نعيم في المعرفة -

عن علي). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں۔

۳۲۹۷۹_أنا مدينة العلم وعلي بابها، فمن أراد العلم فليأته من بابه (. طب - عن ابن عباس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں شہر علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں جسے علم حاصل کرنا ہو وہ دروازے سے آئے۔

۳۲۹۸۰_علي بن أبي طالب أعلم الناس بالله والناس حباً وتعظيما لأهل لا إله إلا الله. أبو نعيم - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی ابن ابی طالب تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والے ہیں محبت اور تعظیم کے لحاظ سے لا الہ الا اللہ کے اقرار کرنے والوں کے حق میں ہیں۔

۳۲۹۸۱_علي باب علمي ومبين لأمتي ما أرسلت به من بعدي، حبه إيمان وبغضه نفاق والنظر إليه رأفة. الديلمي - عن أبي ذر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے میرے بعد میری شریعت کو لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرنے والا ہے اُن کی محبت ایمان ہے اور اُن سے بغض نفاق ہے اور اُن کی طرف نظر شفقت رکھنا ہے۔

۳۲۹۸۲_قسمت الحكمة عشرة أجزاء فأعطي علي تسعة أجزاء والناس جزئا واحداً وعلي أعلم بالواحد منهم. - فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: حکمت کو دس حصوں پر تقسیم کیا گیا اور علیؑ کو (۹) نو حصے ملے بقیہ لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اُس ایک حصے میں بھی علیؑ ابن ابی طالب سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

۳۲۹۸۳_يا علي! أنت تبين لأمتي ما اختلفوا فيه من بعدي. الديلمي - عن أنس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ میرے بعد آپ لوگوں کو مختلف مسائل کا حل بتائیں گے۔

۳۲۹۸۴_أبشر يا علي! حياتك وموتك معي. ابن قانع وابن منده، عد، طب وابن عساكر - فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ آپ میری امت کے اختلافی امور کو میرے بعد ان پر واضح کریں گے۔

۳۲۹۸۷_ إذا كان يوم ضربت لي قبة من ياقوتة حمراء على عليه السلام يمين العرش، وضربت لإبراهيم قبة من ياقوتة خضراء على عليه السلام يسار العرش، وضربت فيما بيننا لعلي بن أبي طالب قبة من لؤلؤة بيضاء، فما ظنك بحبيب بين خليلين. حق في فضائل الصحابة وابن الجوزي - عن سلمان)

.فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قیامت کے دن میرے لئے سرخ یاقوت کا ایک قبہ ہوگا عرش کے دائیں جانب اور حضرت ابراہیمؑ کے لئے سبز یاقوت کا قبہ ہوگا عرش کے بائیں جانب اور ہم دونوں کے درمیان علیؑ کے لئے سفید موتیوں کا قبہ نصب کیا جائے گا پس تمہارا کیا خیال ہے دو خلیلوں کے درمیان ایک حبیب۔

۳۲۹۸۸_إن الله اتخذني خليلا كما اتخذ إبراهيم خليلا، فقصري في الجنة وقصر إبراهيم في الجنة متقابلين، وقصر علي بن أبي طالب بين قصري وقصر إبراهيم، فيا له من حبيب بين خليلين. ك في تاريخه، حق في فضائل الصحابة وابن الجوزي عن حذيفة). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ

نے مجھے خلیل بنایا جیسے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا جنت میں میرا محل اور ابراہیمؑ کا محل مد مقابل ہوگا اور علی کا محل ہم دونوں کے محل کے سامنے ہوگا۔ خوش نصیبی ہے ایک حبیب کی دو خلیلوں کے درمیان۔

۳۲۹۸۹۔إن الملائكة صلت علي وعلى علي سبع سنين قبل أن يسلم بشر. كر؛ وفيه عمرو بن جميع).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر کسی انسان کے اسلام لانے سے سات سال قبل درود بھیجا۔

۳۲۹۹۰۔إن هذا أول من آمن بي وأول من يصافحني يوم القيامة، وهذا الصديق الأكبر، وهذا فاروق هذه الأمة يفرق بين الحق والباطل وهذا يعسوب المؤمنين، والمال يعسوب الظالمين - قاله لعلي۔ طب-عن سلمان وأبي ذر معا؛ هق-عد-عن حذيفة) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۰۲/۹) وقال: رواه الطبراني والبزار وفيه عمر بن سعيد المصري ص)

.فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کی طرف اشارہ کرکے: یہ وہ ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور روز قیامت مجھ سے مصافحہ کریں گے یہ بڑے صدیق ہیں یہ اُمت کے فاروق ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کریں گے یہ مسلمانوں کے یعسوب ہیں (یعسوب وہ مکھی ہے جو شہد کی مکھیاں پھولوں سے رس لے کر واپس آتے ہیں تو یہ یعسوب سونگھتا ہے کہ جو رس لائے ہیں وہ قابل ہے کہ اُس کو شہد میں شامل کریں اور

اگر نہیں تو جو مکھی خراب رس لاتی ہے وہ اُس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہے)۔ (یہ حدیث دوبارہ مختلف راوی کے ذریعہ سے)

۳۲۹۹۱۔أولكم واردا علي عليه السلام الحوض أولكم إسلاما علي بن أبي طالب. ك ولم يصححه والخطيب-عن سلمان).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: حوض کوثر پر سب سے پہلے وہ حاضر ہوگا جو سب سے قبل اسلام لایا ہوا اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

۳۲۹۹۲۔أول من صلى معي علي. ك في تاريخه والديلمي- عن ابن عباس) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے سب سے قبل میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۹۹۳۔لو أن السماوات والأرض موضوعتان في كفة وإيمان علي في كفة لرجح إيمان علي. الديلمي-عن ابن عمر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اگر آسمان و زمین کے لوگوں کا ایمان ترازو کے ایک پلہ میں اور دوسرے پلہ میں ایمان علیؑ ابی طالب رکھا جائے تو علیؑ کا پلہ بھاری رہے گا۔

۳۲۹۹۴۔یا علي! أخصمك بالنبوة ولا نبوة بعدي، وتخصم بسبع ولا يحاجك فيها أحد من قريش: أنت أولهم إيمانا بالله وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأقسمهم بالسوية وأعدلهم في الرعية وأبصرهم بالقضية وأعظمهم عند الله مزية. حل-عن معاذ).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ میں تم پر نبوت کی وجہ سے فوقیت رکھتا

ہوں اور سات (۷) باتوں کی وجہ سے جس میں کوئی اور شریک نہیں وہ یہ کہ تم قریش میں سب سے پہلے ایمان لائے، اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے، اللہ کے حکم کو سب سے زیادہ قائم رکھنے والے اور سب سے زیادہ عدالت کرنے والے سب سے زیادہ رعایا مین انصاف فراہم کرنے والا مقدمات کو سب سے زیادہ سمجھنے والا اور ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ خصوصیات رکھنے والے۔

۳۲۹۹۵۔ يا علي لک سبع خصال لا يحاجک فيها أحد يوم القيامة: أنت أول المؤمنين بالله إيمانا وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأرأفهم بالرعية وأقسمهم بالسوية وأعلمهم بالقضية وأعظمهم مزية يوم القيامة۔ حل - عن أبي سعيد). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ تمہاری سات خصوصیات ہیں روز قیامت کوئی تمہارا اس میں مقابلہ نہیں کر سکے گا تم اللہ پر سب سے پہلے ایمان لائے، اللہ کے عہد کو پورا کیا، اللہ کے حکم کو سب سے زیادہ قائم کیا، رعایا پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والے ہو، اور قضایا کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور روز قیامت سب سے معظم ہو۔

۳۲۹۹۶۔ أما إنک ستلقى بعدي جهدا! قال: في سلامة من ديني؟ قال: نعم - قاله لعلي. ک - عن ابن عباس).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ میرے بعد تمہیں سخت مشقت اُٹھانی پڑے گی۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کیا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔ فرمایا: ہاں

۳۲۹۹۷۔ إن الأمة ستغدر بک من بعدي، وأنت تعيش على عليه السلام

ملتي وتقتل على عليه السلام سنتي، من أحبک أحبني ومن أبغضک أبغضني، وإن هذا سيخضب من هذا - يعني لحيهم رأسه. قطفي الأفراد، ک، خط - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی میرے بعد اُمت تم سے غداری کرے گی تم میرے دین پر رہو گے اور میری سنت پر شہید ہو گے جس نے تم سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی جس نے تم سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا یعنی تمہاری داڑھی تمہارے خون سے تر ہو جائے گی۔

۳۲۹۹۸۔ لا تموت حتى تضرب ضربة على عليه السلام هذه فتخضب هذه، ويقتلک أشقاها كما عقر ناقة الله أشقى بني فلان. قط في الأفراد - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ تمہیں موت نہ آئے گی یہاں تک تمہارے سر پر ضربت لگے گی جس سے تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی اور تم کو قوم کا بدبخت قتل کرے گا جیسے ناقہ صالح کو ایک بدبخت نے قتل کیا تھا۔

۳۲۹۹۹۔ إن هذا لن يموت يملأ غيظاً ولن يموت إلا مقتولا - قال لعلي. قط في الأفراد وابن عساكر - عن أنس).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کے بارے میں کہ وہ ہرگز حالت غضب میں نہیں مریں گے اُنہیں موت نہ آئے گی مگر شہادت پر۔

۳۳۰۰۰۔ يأتي الوحيد الشهيد، يأتي الوحيد الشهيد - قاله لعلي. ع - عن عائشة). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کے بارے میں کہ وہ تنہا

شہید ہو کر آئیں گے، تنہا شہید ہو کر آئیں گے۔

۳۳۰۰۴_أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي فقال فيه قائلكم، وإني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكن أمرت بشيء فاتبعته. حم، ص - عن زيد بن أرقم).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اما بعد میں نے ان تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا ہے سوائے علیؑ کے در کے۔ تم میں سے جو کچھ بھی کہنے والا ہو کہہ لے۔ واللہ نہ میں نے نہ دروزہ بند کیا اور نہ میں نے اسے کھلا رکھا لیکن جس کا بات حکم ہوا میں وہ بجالایا۔

۳۳۰۰۵_سدوا هذه الأبواب إلا باب علي. حم، ک، ص - عن زيد بن أرقم) فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: تمام دروازے بند کردو سوائے علیؑ کے دروازے کے۔

۳۲۹۹۴_يا علي! أخصمک بالنبوة ولا نبوة بعدي، وتخصم بسبع ولا يحاجک فيها أحد من قريش: أنت أولهم إيمانا بالله وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأقسمهم بالسوية وأعدلهم في الرعية وأبصرهم بالقضية وأعظمهم عند الله مزية. حل - عن معاذ).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۵_يا علي لک سبع خصال لا يحاجک فيها أحد يوم القيامة: أنت أول المؤمنين بالله إيمانا وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأرأفهم بالرعية وأقسمهم بالسوية وأعلمهم بالقضية وأعظمهم مزية يوم

القيامة. حل - عن أبي سعيد).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۶_ما إنک ستلقى بعدي جهداً! قال: في سلامة من ديني؟ قال: نعم - قاله لعلي. ک - عن ابن عباس).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۷_إن الأمة ستغدر بک من بعدي، وأنت تعيش على ملتي وتقتل على سنتي، من أحبک أحبني ومن أبغضک أبغضني، وإن هذا سيخضب من هذا - يعني لحيته من رأسه. قط في الأفراد، ک، خط - عن علي).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۸ لا تموت حتى تضرب ضربة على هذه فتخضب هذه، ويقتلک أشقاها كما عقر ناقة الله أشقى بني فلان. قط في الأفراد - عن علي).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۹ إن هذا لن يموت يملأ غيظاً ولن يموت إلا مقتولا - قال لعلي. قط في الأفراد وابن عساكر - عن أنس).

۳۳۰۰۰_يأتي الوحيد الشهيد، يأتي الوحيد الشهيد - قاله لعلي. ع - عن عائشة).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

٣٣٠٠٤_أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي فقال فيه قائلكم، وإني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكن أمرت بشيء فاتبعته. حم، ص - عن زيد بن أرقم).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

٣٣٠٠٥_سدوا هذه الأبواب إلا باب علي. حم، ک، ص - عن زيد بن أرقم). ابن النجار - عن عبد الله بن أسعد بن زرارة).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

٣٣٠١٢_أنا المنذر وعلي الهادي، وبک يا علي يهتدي المهتدون من بعدي. الديلمي - عن ابن عباس).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والے یا علی! آپ ہی کے ذریعہ ہدایت حاصل کرنے والے ہدایت پائیں گے۔

٣٣٠١٣_أنا وهذا حجة على عليه السلام أمتي يوم القيامة - يعني عليا. الخطيب عن أنس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اور علیؑ ہی میری اُمت پر حجت رہیں گے۔

٣٣٠١٤_أيها الناس لا تشكوا عليا، فوالله! إنه لأخيشن (لأخيشن: الخشونة ضد اللين. واخشوشن الرجل: تعود لبس الخشن والأخشن: مثل الخشن. وفي الحديث (أخيشن في ذات الله). المختار (137(ب) في ذات الله عز وجل وفي سبيل الله. حم، ک، ض - عن أبي سعيد). رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اے لوگو! علیؑ کی شکایت مت کرو وہ اللہ کی ذات اور اللہ کی راہ میں سختی کے ساتھ لڑنے والے ہیں۔

٣٣٠١٥_يا أيها الناس لا تشكوا عليا، فوالله إنه لأخيشن في دين الله. حل - عن أبي سعيد).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! علیؑ کی شکایت مت کرو وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں انتہائی سخت ہیں۔

٣٣٠١٦_تكون بين الناس فرقة واختلاف فيكون هذا وأصحابه على الحق - يعني عليا. طب - عن كعب بن عجر)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں میں اختلاف ہوگا تو علیؑ اور اُن کے ساتھی حق پر ہوں گے۔

٣٣٠١٧_لا تسبوا عليا فإنه ممسوس في ذات الله تعالى. طب -حل عن كعب بن عجرة).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کو گالی مت دو کیونکہ وہ اللہ کی ذات میں کھوئے ہوئے ہیں۔

٣٣٠١٨_الحق مع ذا، الحق مع ذا - يعني عليا. ع، ص - عن أبي سعيد). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حق اُن کے ساتھ ہے حق ان کے ساتھ ہے ـ یعنی علیؑ کے ساتھ ہے۔

٣٣٠١٩_الله ورسوله وجبريل عنک راضون. طب - عن محمد بن

عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه عن جده) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عليا مبعثا فلما قدم قال له: فذكره.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! اللہ اور اُس کا رسولؐ و جبرئیل تجھ سے راضی ہیں،

۳۳۰۲۰_يا علي! إن جبريل زعم أنه يحبک قال: وقد بلغت أن يحبني جبريل؟ قال: نعم، ومن هو خير من جبرئل؛ الله عز وجل يحبک. الحسن ابن سفيان-عن أبي الضحاک الأنصاري).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! جبرئیل کا خیال ہے کہ وہ آپؑ سے محبت کرتے ہیں حضرت علیؑ نے تعجب سے پوچھا: کیا آپؐ کا یہ ارشاد ہے کہ جبرئیل مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایاؐ: ہاں وہ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ جو جبرئیل سے بہتر ہے۔

۳۳۰۲۱_حب علي يأكل الذنوب كما تأكل النار الحطب.

(تمام وابن عساكر-عن أبي؛ وأورده ابن الجوزي)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کی محبت گناہوں کو ایسے کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

۳۳۰۲۲_ما ثبت الله حب علي في قلب مؤمن فزلت به قدم إلا ثبت الله قدما يوم القيامة على عليه السلام الصراط. الخطيب في المتفق والمفترق-عن محمد بن علي معضلا).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے جس مؤمن کے دل میں علیؑ کی محبت پختہ ہو جائے تو اگر اُس کا قدم ڈگمگائے تو اللہ اس کے قدم کو روز قیامت پل صراط پر ثبت

کر دے گا یعنی قائم رکھے گا۔

۳۳۰۲۳_محبک محبي ومبغضک مبغضي - قاله لعلي.

(طب-عن سلمان) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد ۹/۱۳۲ (وقال: رواه الطبراني وفيه عبد الملک الطويل وثقه ابن حبان ضعفه الازدى وبقية رحاله وثقوا ورواه البزار بنحوه. ص). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا علیؑ! جو مجھ سے محبت کرنے والا وہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو مجھ سے بغض رکھنے والا تجھ سے بغض رکھے گا۔

۳۳۰۲۴_من أحب عليا فقد أحبني ومن أحبني فقد أحب الله ومن أبغضه فقد أبغضني ومن أبغضني فقد أبغض الله. طب-عن محمد بن عبد الله بن أبي رافع عن أبيه عن جده؛ طب-عن أم سلمة). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علیؑ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اُس نے اللہ سے بغض رکھا۔

۳۳۰۲۵_من أحبک فبحبي أحبک، فإن العبد لا ينال ولايتي إلا بحبک-لعلي. الديلمي-عن ابن عباس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا علیؑ جس نے تجھ سے محبت کی میری محبت کی وجہ کی کیونکہ کوئی بندہ میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا مگر صرف تیری محبت کے ذریعہ۔

۳۳۰۲۶_لا يبغضک مؤمن ولا يحبک منافق-قاله لعلي. عن أم سلمة)

ایسی ہی حدیث پہلے مذکور ہو چکی ہے

٣٣٠٢٧_لا يبغض عليا مؤمن ولا يحبه منافق. ش -عن أم سلمة).

ایسی ہی حدیث پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

٣٣٠٢٨_لا يحبک إلا مؤمن ولا يبغضک إلا منافق - قاله لعلي. م -عن علي(. ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے)

٣٣٠٢٩_لا يحب عليا إلا مؤمن ولا يبغضه إلا منافق. طب - عن أم سلمة).

ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے۔

٣٣٠٣٠_يا علي! طوبى لمن أحبک وصدق فيک، وويل لمن أبغضک وكذب فيک. طب، ك وتعقب والخطيب -عن عمار بن ياسر).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ بشارت ہو ہر اُس کے لئے جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور تیرے صداقت کا راستہ اختیار کرلے اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو تجھ سے نفرت کرے اور تجھے جھٹلائے۔

٣٣٠٣١_ثلاث من كن فيه فليس مني ولا أنا منه: بغض علي، ونصب (نصب: أي: تعب، وبابه طرب. المختار ٥٢٤(ب) اهلبيتي، ومن قال: الإيمان كلام(. الديلمي -عن جابر).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی میں تین باتیں ہو اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، علیؑ سے بغض اور میرے اہل بیت کو نشانہ بنانا (ظلم کا) اور قول اختیار کرے کہ ایمان کلام ہے (یعنی باتیں ہی باتیں ہیں عمل نہیں)

٣٣٠٣٢_يا علي! إن فيک من عيسى مثلا، أبغضته اليهود حتى بهتوا أمه أحبته النصارى حتى أنزلوه بالمنزلة التي ليس بها. -عد، ك وأبو نعيم في فضائل الصحابة، كو تعقب - عن علي). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! آپ کی مثال عیسیٰ جیسی ہے اُن سے یہودیوں نے عداوت کی اور اُن کی ماں پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے اُن سے محبت کی اور اُن کو اُس مقام تک پہنچایا جس کے وہ اہل نہیں تھے۔

٣٣٠٣٣_اللهم! انصر من نصر عليا، اللهم! أكرم عليا، اللهم! اخذل من خذل عليا. طب - عن عمرو بن شراحيل). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مدد کر اُس کی جس نے علیؑ کی مدد کی اور اے اللہ مکرم فرما علیؑ کو۔ اے اللہ! اُس کو رسوا کر جو علیؑ کی رسوائی کا خواہاں ہے۔

٣٣٠٣٤_اللهم! إنک أخذت مني عبيدة بن الحارث يوم بدر وحمزة ابن عبد المطلب يوم أحد وهذا علي فلا تذرني فردا وأنت خير الوارثين. الديلمي - عن علي). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے عبیدہؓ بن حارث کو مجھ سے بدر میں جدا کیا اور حضرت حمزہؓ کو احد کے دن یہ علیؑ ہیں تو مجھ کو تنہا نہ چھوڑنا، تو خیر الوارثین ہے۔

٣٣٠٣٥_لمبارزة علي لعمرو بن عبد ود أفضل من أعمال أمتي إلى يوم القيامة. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کی لڑائی عمر ابن عبدود کے مقابل میں قیامت تک بہتر ہے میری اُمت کے تمام اعمال سے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر رازی جلد ٣٢

ص ١٣١ باب تفسیر سورہ انا انزلنا؛ تاریخ بغداد خطیب ج ١٣ ص ١٩ سلسلہ ٩٦٧٨)

٣٣٠٣٩۔النظر إلى وجه علي عبادة. ابن عساكر - عن عائشة) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد (٩/ ١١٩) وقال رواه الطبراني وفيه: عمران بن خالد الخزاعي ص).

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

٣٣٠٤٠۔رأيت ليلة أسري بي مثبتا على ساق العرش: أني أنا الله لا إله غيري، خلقت جنة عدن بيدي، محمد صفوتي من خلقي، أيدته بعلي نصرته بعلي. ابن عساكر وابن الجوزي - عن أبي الحمراء). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات عرش پر لکھا دیکھا: کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مخلوق میں سے منتخب ہیں میں نے اُن کی مدد علیؑ کے ذریعہ سے کی۔

٣٣٠٤١۔لما أسري بي إلى السماء دخلت الجنة فرأيت في ساق العرش الأيمن مكتوب: لا إله إلا الله محمد رسول الله، أيدته بعلي ونصرته. طب - عن أبي الحمراء). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں جنت میں داخل ہوا ستون عرش پر دائیں جانب لکھا ہوا دیکھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور میں نے علیؑ کے ذریعہ اُن کی مدد کی۔

٣٣٠٤٢۔مكتوب في باب الجنة قبل أن يخلق السموات والأرض بألفي

سنة: لا إله إلا الله محمد رسول الله، أيدته بعلي. عق - عن جابر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر لکھا گیا کہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور میں نے علیؑ کے ذریعہ اُن کی مدد کی۔

٣٣٠٤٣۔مكتوب على باب الجنة: لا إله إلا الله محمد رسول الله، علي عليه السلام أخو رسول الله صلى الله عليه وسلم، قبل أن يخلق السموات والأرض بألفي عام. طس، خط في المتفق والمفترق وابن الجوزي في الواهيات - عن جابر).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے۔لا إله إلا الله محمد رسول الله، اور علیؑ بھائی ہیں رسول اللہ کے زمین وآسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل۔

٣٣٠٤٤ سلام عليك أبا الريحانتين! أوصيك بريحانتي من الدنيا، فعن قليل ينهدم ركناك، والله خليفتي عليك - قاله لعلي. أبو نعيم وابن عساكر - عن جابر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت علیؑ سے سلام ہو تم پر ریحانتین (یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ) کے باپ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں ایمان کے بارے میں تمہارا عنقریب ستون گرایا جائے گا واللہ تم خلیفہ ہو۔

٣٣٠٤٥۔علي خير البشر، فمن أبى فقد كفر. الخطيب - عن جابر).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ خیر البشر ہیں جس نے اس کا انکار کیا اُس نے کفر کیا۔

٣٣٠٤٦۔من لم يقل علي خير الناس، فقد كفر. الخطيب - عن ابن مسعود عن علي). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علیؑ کو تمام انسانوں سے افضل نہیں قرار دیا اُس نے کفر کیا۔

۳۳۰۴۸_قم يا علي! فقد برئت، ما سألت الله شيئا إلا أعطاني، وما سألت الله شيئا إلا سألت لک مثله إلا أنه قيل: لا نبوة بعدک. أبو نعيم في فضائل الصحابة- عن علي). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! کھڑے ہوجاؤ آپ بری ہیں میں نے اللہ سے اپنے لئے جو دعا مانگی ویسی ہی تمہارے لئے دعا طلب کی جواب میں کہا گیا کہ تمہارے بعد نبوت نہیں ہوگی۔

۳۳۰۴۹_ما انتجيته (انتجيته: انتجى القدوم، وتناجوا أي: تساروا. وانتجاه: خصه بمن اجاته المختار (۵۱۴(ب) ولكن الله انتجاه. ت: حسن غريب، طب- عن جابر) قال: دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا يوم الطائف فانتجاه فقال الناس: لقد طال نجواه مع ابن عمه قال: فذكره. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے علیؑ سے سرگوشی نہیں کی مگر اللہ نے کی۔

۳۳۰۵۰_من حسد عليا فقد حسدني ومن حسدني فقد كفر. ابن مردويه- عن أنس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علیؑ سے حسد کیا اُس نے مجھ سے حسد کیا اور اُس نے کفر کیا۔

۳۳۰۵۱_لا ينبغي لأحد أن يجنب في هذا المسجد إلا أنا أو علي. طب- عن أم سلمة) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد (115/9) وقال: رواه البزار وخارجة لم أعرفه وبقية رجاله ثقات. ص). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کو بھی حالت جنابت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں سوائے میرے اور علیؑ کے۔

۳۳۰۵۲_يا علي! لا يحل لأحد أن يجنب في هذا المسجد غيري

وغيرک. ت: حسن غريب، ع، عن أبي سعيد). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! کسی کے لئے بھی مسجد میں حالت جنابت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں مگر میرے اور آپ کے۔

۳۳۰۵۳_يا علي! إن الله تعالى قد زينک بزينة لم تزين العباد بزينة أحب إلى الله تعالى منها، هي زينة الأبرار عند الله الزهد في الدنيا فجعلک لا ترزأ من الدنيا شيئا ولا ترزأ الدنيا منک شيئا، ووهب لک حب المساكين فجعلک ترضى بهم أتباعا ويرضون بک إماما. حل- عن عمار بن ياسر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی زینت سے مزین کیا کہ بندوں میں کسی کو ایسی پسندیدہ زینت نصیب نہ ہوئی، یہ زینت اللہ کے نزدیک ابرار کی زینت ہے کہ دنیا سے بے رغبت رہنا۔ اے علیؑ تم نے دنیا سے کچھ نہیں لیا۔ تمہیں مساکین کی محبت دی گئی تم تو اُن کو تابع بنا کر خوش و راضی رہے۔

۳۴۴۰۲ أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة ابنت محمد ومريم بنت عمران وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون. حم، (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۲۳/۹(رواه أحمد وأبو يعلى والطبراني ورجالهم رجال الصحيح. والحاكم في المستدرک (185/3(وقال صحيح. ص) طب، ک- عن ابن عباس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہؑ بنت خویلد، فاطمہؑ بنت محمد ﷺ وآلہ وسلم، مریمؑ بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہیں۔

٣٤٤٠٣۔حسبک من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافی ہے تیرے لئے جہاں والوں کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہؓ بنت محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں ۔حم، ت؛ حب، ک - عن أنس).)أخرجه الترمذي كتاب المناقب باب فضل خديجة رضي الله عنها رقم (3878 (وقال صحيح. ص).

٣٤٤٠٤۔خير نساء العالمين أربع: مريم بنت عمران، وخديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد، وآسية امرأةفرعون. حم، ق عن أنس).)أخرجه الحاكم في المستدرك (186/3 (وقالا صحيح والترمذي كتاب المناقب باب مناقب فضل خديجة رضي الله عنها رقم (3877 (وقال حسن صحيح. ص).

ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے

٣٤٤٠٥۔خير نسائها مريم ابنة عمران، وخير نسائها خديجة بنت خويلد. حم، ق عن علي).)أخرجه الحاكم في المستدرك (186/3(وقالا صحيح والترمذي كتاب المناقب باب مناقب فضل خديجة رضى الله عنها رقم (3877 (وقال حسن صحيح. ص).

ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے

٣٤٤٠٦۔سيدات نساء أهل الجنة أربع: مريم، وفاطمة، وخديجة

وآسية. ك - عن عائشة).)أخرجه الحاكم في المستدرك (186/3(وقالا صحيح والترمذي كتاب المناقب باب مناقب فضل خديجه رضي الله عنها رقم (3877 (وقال حسن صحيح. ص). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی عورتوں کی سردار چار ہیں، مریم، فاطمہ، خدیجہ، اور آسیہ۔

٣٤٤٠٩۔سيدات نساء أهل الجنة مريم بنت عمران فاطمة وخديجة وآسية امرأة فرعون. طب - عن ابن عباس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے عورتوں کی سردار مریم بنت عمران، فاطمہ، وخدیجہ، اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔

٣٤٤١١۔أربع نسوة سادات عالمهن: مريم بنت عمران، وآسية امرأة فرعون، وخديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد، وأفضلهن عالما فاطمة. هب - عن ابن عباس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عورتیں عالمین کی سردار ہیں، مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد، اور فاطمہ بنت محمد ﷺ وآلہ وسلم اور میں سب سے افضل عالم میں فاطمہ بنت محمد (سلام اللہ علیہا) ہیں۔

٨٧٠۔يا أيها الناس إني تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا: كتاب الله، وعترتي أهل بيتي. عن جابر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اُن کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، کتاب اللہ۔ اور میری عترت میرے اہل بیت۔

٨٧١ أيها الناس قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي أهل بيتي. ت عن جابر). حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اُن کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، کتاب اللہ۔ اور میری عترت میرے اہل بیت۔

۸۷۲۔إني تارك فيكم خليفتين، كتاب الله حبل ممدود ما بين السماء والأرض وعترتي أهل بيتي وإنهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض. حم طب عن زيد بن ثابت). زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو خلیفہ چھوڑے جا رہا ہوں کتاب اللہ، یہ اللہ کی رسی ہے جو آسمان و زمین کے درمیان تک پہنچی ہوئی ہے دوسرا میرا خاندان یعنی اہل بیت یہ دونوں یعنی کتاب اللہ و میرے اہل بیت باہم کبھی جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کے دونوں حوض پر میرے پاس آئیں۔

۸۷۳۔إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعدي أحدهما أعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء إلى الأرض وعترتي أهل بيتي ولن يتفرقا حتى يردا علي الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما. ت عن زيد بن أرقم

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم نے اُن کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اُن میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب اللہ، یہ اللہ کی رسی آسمان اور زمین کے درمیان تک پہنچی ہوئی ہے۔ دوسرا میرا خاندان یعنی اہل بیت۔ کتاب اللہ اور اہل بیت باہم کبھی جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کے دونوں حوض پر میرے پاس آئیں۔ لہذا خیال رکھنا کہ میرے بعد تم اُن کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہو۔

۳۶۳۶۲۔عن عفيف الكندي قال: جئت في الجاهلية إلى مكة وأنا أريد أن ابتاع لأهلي من ثيابها وعطرها فأتيت العباس وكان رجلا تاجرا فإني عنده جالس أنظر إلى الكعبة وقد كلفت الشمس وارتفعت في السماء فذهبت إذ أقبل شاب فنظر إلى السماء ثم قام مستقبل الكعبة فلم ألبث إلا يسيرا حتى جاء غلام فقام عن يمينه ثم لم ألبث إلا يسيرا حتى جائت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فسجد الشاب فسجد الغلام والمرأة، فقلت: يا عباس! أمر عظيم؟ فقال: أمر عظيم، تدري من هذا الشاب؟ هذا محمد بن عبد الله بن أخي، تدري من هذا الغلام؟ هذا علي ابن أخي، تدري من هذه المرأة؟ هذه خديجة بنت خويلد، زوجته؛ إن ابن أخي هذا حدثني أن ربه رب السماوات والأرض أمره بهذا الدين ولا والله ما على ظهر الأرض أحد على هذا الدين غير هؤلاء الثلاثة.

عفیف الکندی کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا اور عباس ابن عبدالمطلب کے ہاں مہمان ہوا۔ میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آیا، اُس نے آسمان کو دیکھا کعبہ کی سمت بڑھ کر اُس کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ فوراً ہی ایک لڑکا اُس کی داہنی سمت آ کر کھڑا ہوا اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئیں۔ اس جوان نے رکوع کیا اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اُٹھایا ان دونوں نے بھی سر اُٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں سجدے میں گئے۔ میں نے عباس سے کہا یہ تو کوئی اہم بات ہے۔ انھوں نے کہا

بیشک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں ے کہا نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہؑ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اُس نے مجھ سے کہا کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کو جو تم دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے اس کے راوی عفیف نے کہا کہ: میرے دل میں اسلام راسخ ہوا اور میں نے دعا کی کہ کاش میں چوتھا ہوتا ان میں شامل ہوتا۔ تاریخ طبری حصہ اول ص ۸۲ نفیس اکیڈمی اردو؛ تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۵۶؛ التاریخ الکبیر بخاری جلد ۷ ص ۷۴؛ مستدرک الصحیحین جلد ۳ ص ۱۸۳؛ مجمع الزوائد الھیثمی جلد ۹ ص ۲۲۳۔

٣٦٣٦٦ـ أيضا عن أبي عبيدة قال: كتب معاوية إلى علي بن أبي طالب: يا أبا الحسن! إن لي فضائل كثيرة وكان أبي سيدا في الجاهلية وصرت ملكا في الإسلام وأنا صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وخال المؤمنين وكاتب الوحي، فقال علي: أبا الفضائل تفخر علي ابن آكلة الأكباد؟ ثم قال: اكتب يا غلام!

محمد النبي أخي وصهري *.* وحمزة سيد الشهداء عمي
وجعفر الذي يمسي ويضحى *.* يطير مع الملائكة ابن أمي

وبنت محمد سكني وعرسي *.* منوط لحمها بدمي ولحمي
وسبطا أحمد ولداي منها *.* فأيكم له سهم كسهمي
سبقتكم إلى الإسلام طرا *.* صغيرا ما بلغت أوان حلمي

فقال معاوية: أخفوا هذا الكتاب لا يقرأه أهل الشام فيميلون إلى ابن أبي طالب.

ابوعبیدہ کی روایت ہے کہ معاویہ نے حضرت علیؑ کو خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ: اے ابوالحسن! میرے بہت سے فضائل ہیں میرا باپ (زمانہ) جاہلیت میں سردار تھا اور میں اسلام میں بادشاہ ہوگیا ہوں میرا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سسرالی رشتہ ہے، میں مومنین کا ماموں ہوں کاتب وحی ہوں۔ حضرت علیؑ نے اس خط کے جواب میں لکھا: اے ابوالفضائل جگر چبانے والی کے بیٹے مجھ پر فخر کرتا ہے؟ پھر فرمایا اے لڑکے لکھو! محمد ﷺ جو نبی ہیں میرے بھائی اور سسر ہیں جب کہ حمزہؑ سیدالشہدا میرے چچا ہیں۔ اور جعفرؑ صبح وشام فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور وہ میرے ماں کے بیٹے ہیں، محمد ﷺ کی بیٹی میری زوجہ ہیں دلہن ہیں اُس کی جان میری جان سے ملی ہوئی ہے۔ محمد ﷺ کے دونواسے جو اُن کی بیٹی سے ہیں دونوں میرے فرزند ہیں تم میں سے کون ہے جس کا حصہ میرے حصے جیسا ہو، میں بچپن ہی میں اسلام کی طرف سبقت کی جب کہ میں بالغ بھی نہ ہوا تھا۔ جب معاویہ کو یہ خط ملا تو اُس نے حکم دیا اس خط کو چھپادو اگر اہل شام کو علم ہوگا تو وہ علی ابی طالب کی طرف مائل نہ ہو جائیں گے۔

٣٦٣٧٠ عن علي قال: خطب أبو بكر وعمر فاطمة إلى رسول الله صلى

الله عليه وسلم فأبى رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهما، فقال عمر: أنت لها يا علي! قال: مالي من شيء إلا درعي وجملي وسيفي، فتعرض علي ذات يوم لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا علي! هل لک من شيئ؟ قال: جملي ودرعي أرهنهما، فزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة، فلما بلغ فاطمة ذلک بکت، فدخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: مالک تبکين يا فاطمة! والله أنکحتک أکثرهم علما وأفضلهم حلما وأقدمهم سلما وفي لفظ: أولهم سلما.

حضرت علیؑ سے روایت کہ ابو بکر نے اور عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کو فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) سے نکاح کا پیغام بھیجا رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا حضرت عمر نے کہا: اے علیؑ! فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تمہارے ہی لئے ہے، حضرت علی نے کہا میرے پاس تو سوائے ، زرہ ، اونٹ اور تلوار کے سوا کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ ایک دن حضرت علی کا اور رسول اللہ ﷺ کا آمنا سامنا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا: میں نے اپنا اونٹ اور زرہ رہن رکھا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی شادی مجھ سے کرادی۔ جب یہ خبر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو ہوئی تو آپ رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس گئے اور فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو اے فاطمہؑ! اللہ کی قسم میں نے ایسی شخص تمہارا نکاح کرایا جو علم میں سب آگے اور بردباری میں سب سے بڑھ کر اور اسلام لانے میں سب سے مقدم ہے۔

۳۶۳۷۱ عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بني عبد المطلب! إني قد جئتکم بخير الدنيا والآخرة وقد أمرني الله أن أدعوکم إليه فأيکم يؤازرني على هذا الأمر على أن يکون أخي ووصيي وخليفتي فيکم؟ قال: فأحجم القوم عنها جميعا وقلت: يا نبي الله! أکون وزيرک عليه؟ فأخذ برقبتي ثم قال: هذا أخي ووصيي وخليفتي فيکم، فاسمعوا له وأطيعوا.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے بنی عبدالمطلب! میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں تمہیں دعوت دوں لہٰذا تم میں سے کون شخص اس امر میں میرا وزن اُٹھائے گا میرا دست راست بنے گا بایں طور کہ وہ میرا بھائی، میرا وصی، اور میرا خلیفہ ہو۔ پھر آپؐ نے مجھے میری گردن سے پکڑا اور فرمایا یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو۔

۳۶۳۷۲۔ عن علي قال: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم ألف باب كل باب يفتح ألف باب.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے علم کے ہزار ابواب سکھائے اور ہر باب کے ہزار ابواب میں نے کھولے۔

۳۶۳۷۳ عن ربعي بن خراش قال: سمعت عليا يقول وهو بالمدائن: جاء سهيل بن عمرو إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إنه قد خرج إليک أناس من أرقائنا ليس بهم الدين تعبدا فارددهم إلينا، فقال له أبو بكر

وعمر: صدق يا رسول الله! فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لن تنتهوا معشر قريش حتى يبعث الله عليكم رجلا امتحن الله قلبه بالإيمان يضرب أعناقكم وأنتم مجفلون عنه إجفال الغنم، فقال أبو بكر: أنا هو يا رسول الله! قال: لا: قال عمر: أنا هو يا رسول الله؟ قال: لا ولكنه خاصف النعل، قال: وفي كف علي نعل يخصفها لرسول الله صلى الله عليه وسلم.

ربعی بن خراش کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سُنا کہ آپؑ مدائن میں تھے سہیل بن عمرو نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارے کچھ غلام تمہارے پاس آئے ہیں اُن میں دین کی کوئی سمجھ بوجھ نہیں آپ اُنہیں واپس کر دیں، ابوبکر وعمر بن خطاب دونوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت قریش! تم ہرگز باز نہ آؤ گے جب تک میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے شخص کو نہیں بھیجوں جس کے دل کو اللہ نے ایمان سے جانچ لیا ہے وہ تمہاری گردنیں مارے گا اور تم بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگو گے یہ سُن حضرت ابوبکر نے پوچھا: وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، پھر حضرت عمر نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ شخص میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن وہ شخص وہ جو میرا جوتا گانٹھ رہا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت حضرت علیؑ کے ہاتھ میں رسول اللہ کا جوتا تھا جسے وہ گانٹھ رہے تھے۔

۳۶۳۷۸ اخبرنا أسلم بن الفضل بن سهل ثنا الحسين بن عبيد الله الأبزاري البغدادي ثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري حدثني أمير المؤمنين المأمون حدثني الرشيد حدثني المهدي حدثني المنصور حدثني أبي حدثني

•••

عبد الله بن عباس قال: سمعت عمر بن الخطاب يقول: كفوا عن ذكر علي بن أبي طالب فقد رأيت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه خصالا لأن تكون لي واحدة منهن في آل الخطاب أحب إلي مما طلعت عليه الشمس، كنت أنا وأبو بكر وأبو عبيدة في نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فانتهيت إلى باب أم سلمة وعلي، قائم على الباب فقلنا: أردنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يخرج إليكم، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فسرنا إليه فاتكأ على علي بن أبي طالب ثم ضرب بيده منكبه ثم قال: إنك مخاصم تخاصم، أنت أول المؤمنين إيمانا، وأعلمهم بأيام الله، وأوفاهم بعهده، وأقسمهم بالسوية، وأرأفهم بالرعية وأعظمهم رزية، وأنت عاضدي، وغاسلي، ودافني، والمتقدم إلى كل شديدة وكريهة، ولن ترجع بعدي كافرا وأنت تتقدمني بلواء الحمد وتذود عن حوضي، ثم قال ابن عباس من نفسه: ولقد فاز علي بصهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وبسطة في العشيرة وبذلا للماعون وعلما بالتنزيل وفقها للتأويل ونيلا للأقران.

عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے عمر ابن خطاب کو یہ فرماتے سُنا: علیؑ کے تذکرے سے رُک جاؤ چونکہ میں اُن میں وہ خصلتیں دیکھی جو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل فرمائی ہیں اگر اس میں سے ایک بھی آل خطاب کو ملتیں تو وہ اُس چیز سے زیادہ محبوب ہوتیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ: میں، ابوبکر، اور ابوعبیدہ صحابہ کی ایک جماعت میں تھے۔ میں حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے دروازے تک جا پہنچا۔

•••

دروازے پر حضرت علیؑ کھڑے ہوئے تھے، ہم نے عرض کیا: ہم رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے ارادے سے آئیں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اَب باہر آیا چاہتے ہیں۔۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے کہ آپؐ حضرت علی کے کاندھے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یا علیؑ تجھ سے خصومت اور جھگڑا کیا جائے گا۔ تو ایمان کے اعتبار سے پہلا مومن، سب سے زیادہ اللہ کے دنوں کو جاننے والا، سب سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا، درستی پر چلنے والا، رعیت پر سب سے زیادہ مہربان، تو میرا بازو ہے، مجھے غسل دینے والا ہے مجھے دفن کرنے والا، ہر سختی اور پریشانی میں زیادہ صبر کرنے والا، تو کبھی کفر نہیں کرے گا، لواء حمد کو اُٹھائے میرے آگے آگے لے کر چلنے والا، اور حوضِ کوثر میرے ساتھ ہوگا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: حضرت علیؑ سسرالی رشتہ حاصل کرنے میں کامیاب، خاندان میں اُن کا غلبہ عام ہے، عام استعمال کی چیزیں دینے والے ہیں تنزیل وتاویل کا علم قرآن رکھتے ہیں اور ہر ایک سے آگے رہتے ہیں۔

۳۶۳۸۹ عن عباد بن عبد الله سمعت عليا يقول: أنا عبد الله وأخو رسوله، وأنا الصديق الأكبر، لا يقولها بعدي إلا كذاب مفتر، ولقد صليت قبل الناس سبع سنين.

عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سُنا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس کے رسولؐ کا بھائی ہوں میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد جو یہ کہے گا وہ کذاب ہی ہوگا میں نے لوگوں سے سات قبل نمازیں پڑھی ہیں۔

۳۶۳۹۰ عن حبة بن جوين قال: قال علي: عبدت الله مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع سنين قبل أن يعبده أحد من هذه الأمة.

حبہ بن جوین کہتے ہیں کہ: میں حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سُنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سال عبادت کی ہے قبل ازیں کہ اس اُمت کا کوئی فرد عبادت کرتا۔

۳۶۳۹۱۔ عن حبة أن عليا قال: اللهم! إنك تعلم أنه لم يعبدك أحد من هذه الأمة قبلي ولقد عبدتك قبل أن يعبدك أحد من هذه الأمة ست سنين

حبہ بن جوین کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سُنا: یا اللہ! تو جانتا ہے اس اُمت میں مجھ سے قبل تیری عبادت کسی نے نہیں کی اس امت میں سے کوئی شخص تیری عبادت کرتا اُس سے سات قبل میں نے تیری عبادت کی ہے۔

۔ أيضا عن ابن الحنفية قال: لو كان علي ذاكر عثمان بسوء ذكره يوم جائه ناس فشكوا سعاة عثمان فقال لي علي: اذهب بهذا الكتاب إلى عثمان فأخبره أن فيه صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم فمر سعاتك يعملوا بها فأتيته فقال: أغنها عنا، فأتيت بها عليا فأخبرته له فقال: لا عليك، ضعها حيث أخذتها.

ایضاً ابن حنفیہ (محمد ابن حنفیہ فرزند علیؑ ابی طالب) سے روایت ہے کہ اگر حضرت علیؑ کو حضرت عثمان کا ذکر بد کرنا ہوتا تو اُس دن ضرور کرتے جس دن لوگوں نے آ کر حضرت عثمان کی شکایت کی تو آپ نے مجھے کہا کہ: یہ خط عثمان کے پاس لے جاؤ اور اُن سے کہو کہ اس میں رسولؐ اللہ کے صدقہ کا حکم (یعنی حدیث رسولؐ تحریراً ہے) ہے اپنے گورنروں کو

حکم دو کہ اُس کے مطابق عمل کریں۔ میں (محمد ابن حنفیہ) وہ خط لے کر حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوا، تو حضرت عثمان نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں وہ خط لے کر واپس آیا اور حضرت علیؓ کو اُس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں جہاں سے وہ خط اُٹھایا تھا اُسے وہیں رکھ دو۔

۳۶۴۰۲عن علي قال: جاء النبي صلى الله عليه وسلم أناس من قريش فقالوا: يا محمد! إنا جيرانك وحلفاؤك وإن ناسا من عبيدنا قد أتوك ليس بهم رغبة في الدين ولا رغبة في الفقه، إنما فروا من ضياعنا وأموالنا فارددهم إلينا، فقال لأبي بكر: ما تقول: قال: صدقوا، إنهم لجيرانك وأحلافك، فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال لعمر: ما تقول؟ قال: صدقوا إنهم لجيرانك وحلفاؤك، فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا معشر قريش! والله ليبعثن الله عليكم رجلا قد امتحن الله قلبه بالإيمان فيضربكم على الدين أو يضرب بعضكم، فقال أبو بكر: أنا يا رسول الله! قال: لا، قال عمر: أنا يا رسول الله؟ قال: لا، ولكنه الذي يخصف النعل وكان اعطى عليا نعلا يخصفها. (وابن جرير، وصححه، (ص). یہ حدیث کم وبیش حدیث ۳۶۳۷۳ کی طرح ہے صرف اس میں اضافہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کا چہرہ ابو بکر اور عمر کے جواب سے متغیر ہو گیا تھا۔

۳۶۴۱۹۔عن علي قال: لما نزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم (وانذر عشيرتك الأقربين) دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقال: يا علي! إن الله أمرني أن أنذر عشيرتي الأقربين، فضقت بذلك ذرعا وعرفت أني مهما أناديهم بهذا الأمر أرى منهم ما أكره فصمت عليها حتى جائني جبريل فقال: يا محمد! إنك إن لم تفعل ما تؤمر به يعذبك ربك، فاصنع لي صاعا من طعام واجعل عليه رجل شاة واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لي بني عبد المطلب حتى أكلمهم وأبلغ ما أمرت به، ففعلت ما أمرني به ثم دعوتهم له وهم يومئذ أربعون رجلا يزيدون رجلا أو ينقصونه، فيهم أعمامه: أبو طالب وحمزة والعباس وأبو لهب، فلما اجتمعوا إليه دعاني بالطعام الذي صنعته لهم فجئت به، فلما وضعته تناول النبي صلى الله عليه وسلم جشب ـ حزبة من اللحم فشقها بأسنانه ثم ألقاها في نواحي الصحفة ثم قال: كلوا بسم الله، فأكل القوم حتى نهلوا عنه، ما نرى إلا آثار أصابعهم، والله! إن كان الرجل الواحد منهم ليأكل مثل ما قدمت لجميعهم، ثم قال: اسق القوم يا علي! فجئتهم بذلك العس، فشربوا منه حتى رووا جميعا، وأيم الله! إن كان الرجل منهم ليشرب مثله. فلما أراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يكلمهم بدره (بدره: بدر إلى الشيئ: أسرع. المختار 32. ب) أبو لهب إلى الكلام فقال: لقد شحركم صاحبكم، فتفرق القوم ولم يكلمهم النبي صلى الله عليه وسلم، فلما كان الغد فقال: فقال: يا علي! إن هذا الرجل قد سبقني إلى ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل أن أكلمهم فعد لنا مثل الذي صنعت بالأمس من الطعام والشراب ثم اجمعهم لي، ففعلت ثم جمعتهم، ثم دعاني بالطعام فقربته، ففعل

به كما فعل بالأمس، فأكلوا وشربوا حتى نهلوا، ثم تكلم النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا بني عبد المطلب! إني والله ما أعلم شابا في العرب جاء قومه بأفضل ما جئتكم به! إني قد جئتكم بخير الدنيا والآخرة وقد أمرني الله أن أدعوكـم إليه، فأيكم يؤازرني على أمري هذا؟ فقلت وأنا أحدثهم سنا وأرمصهم (وأرمصهم: يقال: غمصت العين ورمصت من الغمص والرمص، وهو البياض الذي تقطعه العين ويجتمع في زوايا الأجفان والرمص: الرطب منه، والغمص: اليابس. النهاية 263/2. ب) عينا وأعظمهم بطنا وأحمشهم (وأحمشهم: يقال: رجل حمش الساقين وأحمش الساقين أي دقيقهما. النهاية 440/1. ب) ساقا: أنا يا نبي الله أكون وزيرك عليه! فأخذ برقبتي فقال: إن هذا أخي ووصيي وخليفتي فيكم فاسمعوا له وأطيعوا، فقام القوم يضحكون ويقولون لأبي طالب: قد أمرك أن تسمع وتطيع لعلي. ابن إسحاق وابن جرير وابن أبي حاتم وابن مردويه وأبو نعيم، (حق) معا في الدلائل.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب آیت ”وانذر عشیرتک الاقربین“ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے علی! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراوں۔ لیکن میں اس پر میری قدرت نہیں جب کبھی میں اعلان کرتا ہوں تو لوگ ناگواری سے دیکھتے ہیں میں خاموش رہ جاتا ہوں۔ حتی کے جبرئیل میرے پاس آئے اور فرمایا کہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا تم کو حکم دیا گیا ہے تو تم اُس کو بجالاؤ۔ لہذا اے علیؑ! تم میرے لئے ایک صاع کھانا تیار کرو اور اُس پر بکری کی

ایک دستہ رکھ دو اور ہمارے لئے دودھ کا شربت تیار کرو پھر میرے پاس بنی عبدالمطلب کو جمع کرو تا کہ میں اُن سے بات کروں اور جو مجھے حکم ملا ہے وہ اُن تک پہنچا دو۔ چانچہ میں کھانا تیار کیا اور بنی عبدالمطلب کو دعوت دی اس وقت اُن کی تعداد چالیس تھی، جس میں حضرت ابوطالبؑ، حمزہؓ، عباسؓ، اور ابولہب شامل تھے۔ جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کھانا لانے کو کہا، میں نے کھانا حاضر کر دیا آپؐ نے گوشت ایک ٹکڑا لیا اور دندان مبارک سے لگا کر رکھ دیا پھر فرمایا: بسم اللہ! کھانا شروع کرو۔ لوگوں نے پیٹ بھر کھایا حتی کے وہ بے نیاز ہوگئی مگر کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا برتن میں ہم کھانے والوں کے انگلیوں کے نشان دیکھ رہے تھے حالانکہ جو کھانا پیش کیا گیا تھا وہ صرف ایک آدمی کے ہی لئے کافی تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا پینے کے لئے مشروب لاؤ۔ میں وہ مشروب لایا لوگوں نے پینا شروع کیا اور سیر ہو گئے حالانکہ وہ صرف ایک آدمی کے لئے ہی کافی تھا۔ چنانچہ جب سب کھا چکے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بات کرنے کا ارادہ کیا ابولہب جلدی سے بول اُٹھا: چلو بس بات ہوگئی چلو اُٹھو، سب اُٹھ کر چلے گئے اور نبیؐ کریم کچھ کہہ نہ سکے، دوسرے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ شخص (ابولہب) مجھ پر سبقت لے گیا جس کہ وجہ سے لوگ اُٹھ کر چلے گئے اور میں کچھ کہہ نہ سکا لہذا کل کی طرح آج پھر کھانے اور مشروب کا انتظام کرو اور لوگوں کو جمع کرو۔ میں نے کھانا تیار کیا پھر لوگوں کو بلایا، آپؐ نے ایسا ہی کیا جیسے کل کیا تھا لوگ سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کیا اور فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ عرب میں کوئی نوجوان ان تعلیمات سے افضل کوئی لایا ہو میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

کہ میں تمہیں دعوت دوں، تم میں سے کون ہے اس معاملہ میں مجھے تقویت پہنچائے گا؟ میں (یعنی حضرت علیؑ) نے کہا: اس کام کے لئے میں تیار ہوں حالانکہ میں اس قوم میں سب سے کم سن ہوں اور میری پنڈلیاں پتلی ہیں۔ میں (حضرت علیؑ) عرض کیا: یا نبی اللہ! میں اس معاملہ میں آپ کا وزیر بنتا ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے گردن سے پکڑ لیا اور فرمایا: یہ میر بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اس کی بات سُنو اور اِس کی اطاعت کرو۔ لوگ ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالبؓ سے کہنے لگے: اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم علیؑ کی بات سُنو اور اُس کی اطاعت کرو۔

۳۶۴۲۰۔ مسند البراء بن عازب قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي: الصلاة جامعة! وكسح لرسول الله صلى الله عليه وسلم تحت شجرة فصلى الظهر فأخذ بيد علي فقال: ألستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا: بلى، فقال: ألستم تعلمون أني أولى بكل مؤمن؟ من نفسه، قالوا: بلى، فأخذ بيد علي فقال؛ اللهم! من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! وال من والاه وعاد من عاداه، فلقيه عمر بعد ذلک فقال: هنيئا لک يا ابن أبي طالب! أصبحت وأمسيت مولى كل مؤمن ومؤمنة.

مسند براء بن عازب: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اتنے مین منادی نے اعلان کیا "الصلاۃ الجامعۃ"۔ ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے لئے جگہ صاف کی گئی۔ آپؐ نے نماز ظہر پڑھی اور پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا فرمایا: تمہیں

معلوم نہیں کہ میں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپؐ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپؐ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک!۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یا اللہ! میں جس کا مولا ہوں یہ علیؑ اُس کا مولا ہے۔ یا اللہ! جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو تو بھی اُس کو دوست رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی رکھتا ہو تو اُس کا دشمن ہو جا۔ اس کے بعد حضرت عمر آگے بڑھے اور کہا: اے علیؑ! مبارک ہو صبح اور شام پر آپ ہر مومن مرد اور عورت کے مولا ہو گئے۔

۳۶۴۶۳۔ ثنا محمد بن إسماعيل الضراري ثنا عبد السلام بن صالح الهروي ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنا مدينة العلم وعلي بابها، فمن أراد المدينة فليأتها من بابها.

محمد بن اسماعیل ضراری، عبد السلام بن صالح الهروی وہ ابو معاویہ سے اور وہ اعمش سے اور وہ مجاہد سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے جو شہر مین داخل ہونا چاہے اُسکے دروازے سے آئے۔ مصنف (علامہ متقی) لکھتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہے اور کہتے ہیں کہ: میں عرصہ دراز تک یہی جواب دیتا رہا حتیٰ کے مجھے تہذیب الآثار میں حضرت علیؑ کی اس حدیث کے بارے میں ابن جریر کی تصحیح پر واقفیت ہوئی جب کہ حاکم نے ابن عباسؓ کی اس حدیث کو

صحیح گردانا۔ میں (علامہ متقی) نے استخارہ کیا پھر مجھے یہ یقین ہوگیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مرتبہ صحیح تک پہنچی ہے۔عربی متن زیر میں ہے

۳۶۴۶۴۔ثنا إبراهيم بن موسى الرازي - وليس بالفراء - ثنا أبو معاوية - بإسناد مثله هذا الشيخ لا أعرفه ولا سمعت منه غير هذا الحديث - انتهى كلام ابن جرير. وقد أورد ابن الجوزي في الموضوعات حديث علي وابن عباس وأخرج (ك) حديث ابن عباس وقال: صحيح الإسناد، وأن الحديث من قسم الحسن لا يرتقي إلى الصحة ولا ينحط إلى الكذب، وبيان ذلك يستدعي طولا ولكن هذا هو المعتمد في ذلك انتهى. وقد كنت أجيب بهذا الجواب دهرا إلى أن وقفت على تصحيح ابن جرير لحديث علي في تهذيب الآثار مع تصحيح (ك) لحديث ابن عباس فاستخرت الله وجزمت بارتقاء الحديث من مرتبة الحسن إلى مرتبة الصحة

۳۶۴۷۸۔وبهذا الإسناد عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! ليس في القيامة راكب غيرنا ونحن أربعة، فقام رجل من الأنصار فقال: فداك أبي وأمي! فمن هم؟ قال: أنا على البراق: وأخي صالح على ناقته التي عقرت، وعمي حمزة على ناقتي العضباء، وأخي علي على ناقة من نوق الجنة بيده لواء الحمد ينادي: لا إله إلا الله محمد رسول الله، فيقول الآدميون: ما هذا إلا ملك مقرب أو نبي مرسل أو حامل عرش، فيجيبهم ملك من بطنان العرش: يا معشر الآدميين! ليس هذا ملكا مقربا ولا نبيا

مرسلا ولا حامل عرش، هذا الصديق الأكبر علي بن أبي طالب.

اسی اسناد سے حضرت علیؑ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! قیامت کے دن ہم چار کے علاوہ کوئی شخص سواری پر نہیں ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ فدا وہ کون ہیں؟۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں براق پر سوار ہوں گا، میرے بھائی صالح اُس اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی کونچیں کاٹ دی گئی تھیں، میرے چچا حمزہ غضباء پر سوار ہوں گے اور میرا بھائی علیؑ جنت کی اونٹنی پر سوار ہوگا اور اُس کے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور یہ اعلان کر رہا ہوگا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آدمی کہیں گے کہ یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے یا نبی مرسل ہے یا عرش کا اُٹھانے والا فرشتہ ہے۔ چنانچہ فرش سے نیچے ایک فرشتہ اُنھیں جواب دے گا: اے آدمیوں کی جماعت یہ مقرب فرشتہ نہیں ہے نہ نبی مرسل ہے اور نہ ہی حامل عرش ہے بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابی طالب ہیں۔

۳۶۴۸۵۔عن زيد بن أرقم قال: نشد علي الناس من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدير خم: ألستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم! قالوا: بلى، قال: فمن كنت مولاه فعلي مولاه! اللهم وال من والاه وعاد من عاداه، فقام اثنا عشر رجلا فشهدوا بذلك.

زید ابن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں کو واسطہ دے کر پوچھا کہ: کس کس نے غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپؐ

نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپؐ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک!۔ پھر آپ ؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یا اللہ! میں جس کا مولا ہوں یہ علیؑ اُس کا مولا ہے۔ یا اللہ! جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو تو بھی اُس کو دوست رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی رکھتا ہو تو اُس کا دشمن ہو جا۔ چنانچہ بارہ آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی۔

۳۶۴۹۹۔عن سليمان بن عبد الله عن معاذ العدوية قالت: سمعت عليا وهو يخطب على منبر البصرة يقول: أنا للصديق الأكبر! آمنت قبل أن يؤمن أبو بكر، وأسلمت قبل أن يسلم.

۳۶۴۹۹۔ روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو سُنا آپ بصرہ کے منبر خطاب فرما رہے تھے میں صدیق اکبر ہوں میں نے ابو بکر سے پہلے ایمان لایا اور اُن کے اسلام لانے سے قبل اسلام لایا۔

۳۶۵۰۱۔عن علي قال: نزلت الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم في نعته (إنما وليكم الله ورسوله.(إلى آخر الآية خرج النبي صلى الله عليه وسلم فدخل المسجد وجاء الناس يصلون بين راكع وساجد وقائم يصلي، فإذا سائل، فقال: يا سائل! هل أعطاك أحد شيئا؟ قال: لا إلا ذاك الراكع - لعلي بن أبي طالب - أعطاني خاتمه

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ ''انما ولیکم اللہ ورسول......'' نازل

ہوئی تو نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور لوگ بھی جمع تھے بعض نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع یا سجدے میں کوئی قیام میں اچانک ایک سائل پر نظر پڑی آپ ﷺ نے اُس سے پوچھا: تمہیں کسی نے کچھ عطا کی ہے اُس نے کہا: نہیں مگر اس رکوع کرنے والے نے یعنی علی ابن ابی طالب نے یہ انگوٹھی دی ہے۔

۳۶۵۰۲۔عن أبي المعتمر مسلم بن أوس وجارية بن قدامة السعدي أنهما حضرا علي بن أبي طالب يخطب وهو يقول: سلوني قبل أن تفقدوني! فإني لا أسأل عن شيء دون العرش إلا أخبرت عنه.

ابو معتمر نے وہ مسلم بن اَوس اور وجاریۃ بن قدامۃ السعدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علیؑ کی خدمت میں تھے تو آپؑ خطبہ دے رہے تھے اور فرمایا: پوچھو! مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو قبل اس کے مجھے نہ پاؤ۔ اس لئے کہ زیرِ عرش مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا میں اُس کا جواب ضرور دوں گا۔

۳۶۵۰۸۔أيضا عن عبد الله القشيري قال: حدثني أنس بن مالك قال: كنت أحجب النبي صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول: اللهم! أطعمنا من طعام الجنة، فأتي بلحم طير مشوي فوضع بين يديه فقال: اللهم ائتنا بمن تحبه ويحبك ويحب نبيك! قال أنس: فخرجت فإذا علي بالباب! فاستأذنني فلم آذن له، ثم عدت فسمعت من النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك، فخرجت فإذا علي بالباب! فاستأذنني فلم آذن له، ثم عدت فسمعت من النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك أحسب أنه قال: ثلاثا، فدخل بغير إذني فقال

النبي صلى الله عليه وسلم: ما الذي أبطأ بک يا علي؟ قال: يا رسول الله! جئت لأدخل فحجبني أنس، قال: يا أنس! لم حجبته؟ قال: يا رسول الله! لما سمعت الدعوة أحببت أن يجيء رجل من قومي فتكون له، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يضر الرجل محبة قومه ما لم يبغض سواهم.

عبداللہ قشیری انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک دن نبی کریم کے پاس دربانی کررہا تھا تو میں سُنا آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے یا اللہ! ہمیں جنت کے کھانوں میں سے کھلا۔ چنانچہ آپؐ کی خدمت میں کوئی بھونے ہوئے پرندہ کا گوشت لایا اور آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے اور تیرے نبی سے محبت کرتا ہو۔ انس کہتے ہیں کہ میں دروازے سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت علیؑ کھڑے ہوئے ہیں در پر اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کررہے ہیں۔ میں اُنہیں اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی وہ واپس لوٹ گئے میں اندر واپس آیا تو سُنا نبی کریم ﷺ وہی ارشاد فرمارہے: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے اور تیرے نبی سے محبت کرتا ہو۔ عبداللہ قشیری کہتے ہیں کہ کہ میرا گمان ہے انس سے ایسا تین بار ہوا، کہا (کہ رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اور حضرت علی کا آنا) تیسری بار اجازت کے انتظار سے قبل حضرت علیؑ اندر داخل ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: یا علیؑ! تم نے تاخیر کیوں کردی؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: یارسول اللہ میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن انس نے مجھے روک دیتا تھا۔ آپ ﷺ نے انس پوچھا: اے انس روکنے کیا سبب تھا؟ تو انس نے

جواب دیا: رسول اللہ! میں جب آپ کی دعا سُنی تو میں نے چاہا کہ میری قوم کا کوئی شخص آجائے اور یہ دعا اُس کے حق میں ہوجائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کو اُس کی محبت ضرر نہیں پہنچاتی جب تک وہ اُن کے علاوہ کسی اور سے بغض نہ رکھتا ہو۔

۳۶۵۱۲ـ عن علي قال: انطلقت أنا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى أتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: اجلس - وصعد على منكبي، فذهبت لأنهض به فرأى مني ضعفا فنزل وجلس لي نبي الله صلى الله عليه وسلم وقال: اصعد على منكبي، فصعدت على منكبيه، فنهض بي فإنه يخيل إلي أني لو شئت لنلت أفق السماء حتى صعدت على البيت وعليه تمثال صفر أو نحاس فجعلت أزاوله عن يمينه وعن شماله وبين يديه ومن خلفه، ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هيه هيه! وأنا أعالجه حتى استمكنت منه، قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: اقذف به، فقذفت به فتكسر كما تتكسر القوارير، ثم نزلت فانطلقت أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم نستبق حتى تو ارينا بالبيوت خشية أن يلقانا أحد من الناس فلم يرفع عليها بعد.

حضرت علیؑ کی روایت ہے کہ جب ہم خانہ کعبہ کے قریب پہونچے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ جب میں بیٹھ گیا آپؐ میرے کاندھوں پر سوار ہوئے پھر میں آپؐ کو لے کر اُٹھنے لگا مگر میں اُٹھ نہ سکا۔ آپؐ یہ دیکھ کر اُتر آئے اور پھر آپ ﷺ مجھے لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ: مجھے ایسے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کی بلندیوں کو چھولوں۔ پھر خانہ کعبہ پر چڑھ گیا اور چھت پر تانبے یا پیتل کا بت تھا میں نے

اُس بت کو دائیں بائیں کر کے توڑا اور اُس کو نیچے پھینک دیا اس طرح وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسے شیشہ، پھر میں اوپر سے نیچے اُتر آیا۔ مسند احمد بن حنبل جلد ص ۸۴

۳۷۵۱۰۔ عن أبي الأسود قال: دخل معاوية على عائشة فقالت: ما حملك على قتل أهل عذراء حجر وأصحابه؟ فقال: يا أم المؤمنين! إني رأيت قتلهم صلاحا للأمة وبقائهم فسادا للأمة، فقالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: سيقتل بعذراء ناس يغضب الله لهم وأهل السماء.

ابو اسود کہتے ہیں کہ معاویہ ایک دفعہ حضرت عائشہ کے پاس آئے تو عائشہ نے معاویہ سے پوچھا: تم نے اہل عذرا حجرؓ اور اُن کے ساتھیوں کو کیوں قتل کیا؟ معاویہ نے جواب دیا: اے ام المومنین! میں نے اُمت کی بہتری کے لئے قتل کیا، چونکہ اُن کے زندہ رہنے سے اُمت میں فساد پھیلنے کا خدشہ تھا۔ عائشہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ عنقریب عذراء میں لوگوں کو قتل کیا جائے گا جس کی وجہ سے اللہ اور اہل آسمان غضبناک ہوں گے۔

۳۷۶۲۳۔ أيضا عن يزيد بن حبان عن زيد بن أرقم قال: قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطيبا بماء يدعى خما بين مكة والمدينة فحمد الله وأثنى عليه ووعظ وذكر ثم قال: أما بعد أيها الناس! إني أنتظر أن يأتيني رسول ربي فأجيب، وأنا تارك فيكم الثقلين: أحدهما كتاب الله، فيه الهدى والصدق، فاستمسكوا بكتاب الله وخذوا به - فرغب في كتاب الله وحث عليه، ثم قال: وأهل بيتي أذكركم الله في أهل بيتي - ثلاث مرات. فقيل لزيد: ومن أهل بيته؟

أليس نساؤه من أهل بيته؟ فقال زيد: إن نسائه من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده، قيل: ومن هم؟ قال: هم آل العباس وآل علي وآل جعفر وآل عقيل، قيل: أكل هؤلاء يحرم الصدقة؟ قال: نعم.

زید بن حبان، زید بن ارقمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، اسوقت آپؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے خم نامی چشمہ پر تھے۔ آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد وعظ و نصیحت کی اور پھر فرمایا: اما بعد! اے لوگو! میں انتظار کر رہا ہوں کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس بات کو قبول کروں میں تمہارے درمیان دو چیزیں بھاری چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت اور سچائی ہے کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو، پھر آپؐ نے ہمیں کتاب اللہ کی ترغیب دی اور اُس کو اُبھارا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دوسرے میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق یاد دہانی کراتا ہوں اسی کلمے کو آپؐ نے تین بار فرمایا۔ چنانچہ زید بن ارقمؓ سے پوچھا گیا: آپؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؐ کی بیویاں اہل بیت نہیں ہے۔ زید بن ارقمؓ نے جواب دیا: آپؐ کی ازواج اہل بیت تو ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ پوچھا: وہ کون؟ جواب دیا وہ آل عباس، آل علی، آل جعفر اور آل عقیل ہیں۔ پوچھا گیا: کیا ان پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا: ہاں۔

۳۷۶۳۴۔ مسند علي عن الشبلي قال: سمعت محمد بن علي الدامغاني قال: سمعت علي بن حمزة الصوفي يحدث عن أبيه قال: سمعت موسى بن جعفر يقول: حدثنا أبي سمعت أبي يحدث عن أبيه عن علي بن أبي

طالب قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! إن الإسلام عريان لباسه التقوى، ورياشه الهدى، وزينته الحياء وعماده الورع، وملاكه العمل الصالح، وأساس الإسلام حبي وحب أهل بيتي.

مسند علی سے شبلی کی روایت ہے کہ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! اسلام برہنہ ہے اور اُس کا لباس تقویٰ ہے، اُس کے بال و پر ہدایت ہے اور اُس کی زینت حیا ہے اُس کا ستون ورع ہے، اُس کی جڑ عمل صالح اور میری اور میرے اہل بیت کہ محبت اسلام کی بنیاد ہے۔

۳۷۶۳۵۔أن النبی ﷺ کا ن یمر بیت فاطمة عليها السلام ستة أشهر إذا خرج إلی الفجر۔یقول: الصلواۃ یو اهل بیت! انما یعد الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا۔

انس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم چھ مہینے تک نماز فجر کے لئے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے گھر کے پاس سے گذرتے وقت آپؐ یہ فرماتے تھے: اے اہل بیتؑ تمہارے او پر رحمت نازل ہو۔ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے تم سے ہر گندگی کو دور رکھا ہے اور تمہیں پاک رکھا ہے۔

۳۷۷۶۹۔مسند الصدیق۔عن أم جعفر أن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: يا أسماء! إني قد استقبحت ما يصنع بالنساء، إنه يطرح على المرأة الثوب فيصفها، فقالت أسماء: يا بنت رسول الله! ألا أريك شيئا رأيته بأرض الحبشة، فدعت بجرائد رطبة فحنتها ثم طرحت عليها ثوبا،

فقالت فاطمة: ما أحسن هذا وأجمله! يعرف به الرجل من المرأة، فإذا أنا مت فاغسليني أنت وعلي ولا يدخل علي أحد، فلما توفيت جائت عائشة تدخل فقالت أسماء: لا تدخلي، فشكت إلى أبي بكر فقالت: إن هذه الخثعمية تحول بيني وبين ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد جعلت لها مثل هودج العروس، فجاء أبو بكر فوقف على الباب وقال: يا أسماء! ما حملك على أن منعت أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يدخلن على ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعلت لها مثل هودج العروس؟ فقالت: أمرتني أن لا يدخل عليها أحد ورأيتها هذا الذي صنعت وهي حية فأمرتني أن أصنع ذلك لها، فقال أبو بكر: فاصنعي ما أمرتك، ثم غسلها علي وأسماء.

مسند صدیق سے ام جعفر کی روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسول ﷺ نے فرمایا: اے اسماءؓ (جو حضرت جعفر طیار کی بیوہ اور اُس وقت زوجہ ابو بکر تھیں) عورتوں کے میت کے ساتھ جو کیا جاتا ہے وہ مجھ کو بُرا لگتا ہے۔ چانچہ مردے پر صرف ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جو عورت کے اعضا کو ظاہر کر دیتا ہے، اسماءؓ بنت عمیس نے کہا: اے بنت رسول ﷺ! کیا میں ایسی چیز نہ بتاؤں جو سرزمین حبشہ میں میں نے دیکھا ہے۔ چنانچہ اسماءؓ نے چند ٹہنیوں کو منگوا کر اور اُنہیں ٹیڑھا کر کے اُس پر کپڑا ڈال دیا۔حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا: کتنا خوبصورت ہے۔اس میں مردہ رکھنے سے مرد اور عورت کی تمیز نہیں ہوگی۔لہذا جب میں مرجاؤں تو مجھے تم اور علیؑ غسل دینا اور میرے پاس کوئی نہ آئے، چنانچہ جب حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے وفات پائی تو

عائشہ نے اندر آنا چاہا۔ اسماءؓ جو اسوقت زوجہ ابوبکر تھیں اندر آنے سے روکا۔ عائشہ نے ابوبکر سے شکایت کی کہ یہ میرے اور رسولؐ کی بیٹی کے درمیان حائل ہوگئی ہے اور اُس نے فاطمہؑ کے لئے دلہن کی ہودج (ڈولی) بنارکھی ہے۔ ابوبکر آئے اور دروازے ہی پر کھڑے رہے اور پوچھا: اے اسماءؓ! رسولؐ کی زوجہ کو رسولؐ کی بیٹی کے پاس اندر آنے کیوں روک رکھا ہے۔ اورتم نے فاطمہؑ کے لئے دلہن جیسی ہودج کیوں بنائی؟۔ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا: مجھے حکم دیا گیا کہ کوئی اُن کے پاس نہ آئے اور ہودج میں نے اُن کی حیات میں بنائی تھی اور ایسا بنانے کا اُنہوں نے حکم دیا تھا۔ یہ سُن کر ابوبکر نے کہا جیسا تم سے کہا گیا ویسا بجالاؤ۔ پھر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو حضرت علیؑ اور اسماء نے غسل دیا۔

۳۷۸۱۹۔عن أبي جعفر أن عمر بن الخطاب منع أزواج النبي صلى الله عليه وسلم الحج والعمرة. ابن سعد ابوجعفر سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب نے ازواج رسول ﷺ کو حج وعمرہ کرنے سے منع فرمادیا تھا۔

۴۴۲۹۔قال: بينا أنا عند علي بن أبي طالب رضي الله عنه في الرحبة إذ أتاه رجل فسأله عن هذه الآية {أفمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه} فقال: ما من رجل من قريش جرت عليه المواسي إلا قد نزلت فيه طائفة من القرآن، والله والله لأن يكونوا يعلموا ما سبق لنا أهل البيت على لسان النبي الأمي صلى الله عليه وسلم أحب إلي من أن يكون لي ملأ هذه الرحبة ذهبا وفضة، والله إن مثلنا في هذه الأمة كمثل سفينة نوح في قوم نوح، وإن مثلنا في هذه الأمة كمثل

باب حطة في بني إسرائيل. أبو سهل القطان في أماليه وابن مردويه)

عباد بن عبداللہ اسدی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں حضرت علیؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپؑ کشادہ گھانس پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور اُس نے اس آیت أفمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه سورھود: ۱۷ بھلا جو اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل رکھتے ہیں اور اُس کے ساتھ ایک گواہ بھی اُس کی جانب سے ہوگا۔ کا کیا مطلب ہے؟۔ آپؑ نے فرمایا: قریش کے ہر بالغ شخص کے بارے میں کچھ نہ کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے۔ واللہ! واللہ! اگر لوگ یہ جان لیں کہ ہم اہل بیت کے لئے اللہ نے زبان رسول ﷺ سے کیا کیا (فضیلتیں) گنوائی ہیں تو یہ مجھے اس سے زیادہ کہیں پسند ہے کہ پوری جگہ سونے چاندی سے بھر کر مل جائے۔ واللہ! اس اُمت مین ہماری مثال ایسی ہے جیسے کشتی نوح یا ہماری مثال اس اُمت مین ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں باب حطہ۔

۳۵۶۰۰۔عن عائشة قالت: واختلفوا في ميراثه فما وجدوا عند أحد من ذلک علما، فقال أبو بكر، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنا معشر الانبياء لا نورث، ما تركنا صدقة.

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی میراث کے بارے میں اختلاف ہوا کسی کو اس حدیث کے بارے میں علم نہ تھا کہ ابوبکر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت کی کوئی میراث نہیں ہوتی جو کچھ مال چھوڑے ہوئے جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابوبکر کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ جامع ترمذی اردو جلد دوم ص ۵۸۲؛ طبقات ابن سعد حصہ دوم ص

۳۴۷؛ عربی کنزالعمال جلد ۱۲ ص ۴۸۸؛ تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۱۱۔ سیرۃ حلبیہ ج ۵ ص ۵۳۱

۳۵۶۹۹۔ عن الضحاک قال، رأى أبو بكر الصديق طيرا واقفا على شجرة فقال: طوبى لک يا طير! والله لوددت أني كنت مثلک تقع على الشجر وتأكل من الثمر ثم تطير وليس عليک حساب ولا عذاب، والله! لوددت أني كنت شجرة في جانب الطريق مر علي جمل فأخذني فأدخلني فاه فلاكني ثم ازدردني ثم أخرجني بعرا ولم أكن بشرا.

ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے ایک پرندہ دیکھا کہ وہ ایک درخت پر بیٹھا ہے کہا: تجھے مبارک ہو اے پرندے! واللہ کاش کے میں بھی تیری طرح ہوتا درخت پر بیٹھتا ہے پھل کھاتا ہے پھر اُڑ جاتا ہے تجھ پر نہ حساب ہے نہ عذاب کاش کہ میں ایک درخت ہوتا راستہ کے کنارے پر اور گذرتا ہوا اونٹ مجھے اپنے منہ میں داخل کرتا خوب چباتا پھر مجھے ہضم کرلیتا پھر میں مینگنی بن نکل جاتا مگر انسان نہ ہوتا۔

(ماشاء اللہ پھر وہ حدیث عشر مبشرہ کیا ہوئی، صحابی ہونے کا اِن کے ہاں کوئی شرف ہی نہیں)

۱۴۰۹۷۔ عن عمر بن الخطاب قال: لما كان اليوم الذي توفي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم بويع لأبي بكر في ذلک اليوم، فلما كان من الغد جائت فاطمة إلى أبي بكر معها علي فقالت: ميراثي من رسول الله صلى الله عليه وسلم أبي، قال: أمن الرثة (الرثة: تقول: ورثت أبي، وورثت الشيء من

أبي أرثه بالكسر فيهما ورثا ووراثة وإرثا، الألف منقلبة من الواو، ورثة الهاء عوض من الواو: الصحاح للجوهري.) ۱/۲۹۵ (ب.)

العقد: بالكسر: القلادة. الصحاح للجوهري (۱/۵۰۷ (ب) أو من العقد؟ قالت: فدک وخيبر وصدقاته بالمدينة أرثها كما ترثک بناتک إذا مت، فقال أبو بكر: أبوک والله خير مني وأنت خير من بناتي، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نورث ما تركناه صدقة يعني هذه الأموال القائمة فتعلمين أن أباک اعطاكها؛ فوالله لئن قلت: نعم لأقبلن قولک، ولأصدقنک، قالت: جائتني أم أيمن فأخبرتني أنه أعطاني فدک قال عمر: فسمعته يقول: هي لک فإذا قلت قد سمعته فهي لک، فأنا أصدقک فأقبل قولک، قالت: قد أخبرتک بما عندي(ابن سعد) ورجاله ثقات سوى الواقدي(أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى(316/2)(.ص).

۱۴۰۹۷۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکر کی بیعت ہوگئی۔ تو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) حضرت علیؑ کے ساتھ ابوبکر کے پاس آئیں اور فرمایا کہ میرے باپ کی میراث مجھے دیں۔ ابوبکر نے پوچھا میراث میں کیا دینا ہے؟۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) نے فرمایا،: فدک، خیبر اور مدینے کے اموال میں، میں اُن کی وارث ہوں۔ جس طرح تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد وارث بنیں گی۔ ابوبکر یہ سُن کر بولے: واللہ آپؐ کا باپ ﷺ مجھ سے بہتر تھا اور آپ میری بیٹیوں سے بہتر ہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ہم کسی کو

اپنا وارث نہیں بناتے ہیں جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کو علم ہے کہ یہ مال آپ کے باپؐ نے دیا ہے تو ہاں کرو۔ ہم تمہاری بات قبول کریں گے۔ اور تم کو یہ اموال دے دیں گے۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) نے فرمایا: یہ میرے پاس اُم ایمن (یہ حضورؐ کو ورثہ میں آپؐ کے والد سے ملی تھیں) ہیں۔ ام ایمنؓ نے کہا فدک رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کو دیدیا تھا۔ حضرت عمر جو اسوقت موجود تھے گواہی دی کہ: ہاں رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ فدک تمہارے (حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) لئے ہے۔ اے ابوبکر تم نے بھی سُنا ہے اور میں تمہاری (حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کی بات قبول کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) نے فرمایا مجھ کو جتنا معلوم تھا میں نے بتلادیا۔

۱۴۱۳۸, ۔عن أسلم أنه حين بويع لأبي بكر بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم كان علي والزبير يدخلون على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ويشاورونها ويرجعون في أمرهم؛ فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتى دخل على فاطمة، فقال: يا بنت رسول الله ما من الخلق أحد أحب إلي من أبیک، وما من أحد أحب إلينا بعد أبیک منک، وايم الله ما ذاک بمانعي إن اجتمع هؤلاء النفر عندک أن آمر بهم أن يحرق عليهم الباب، فلما خرج عليهم عمر جاؤوها قالت: تعلمون أن عمر قد جائني وقد حلف بالله لئن عدتم ليحرقن عليكم الباب۔

اسلم سے روایت ہے کہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم جب ابوبکر کی بیعت کی

گئی زبیر، حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کے گھر مشورہ کرنے آتے اور اُس وقت عمر ابن خطاب آئے اور حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کو مخاطب ہو کر کہا: اے بنت رسولؐ! مجھے مخلوق میں آپ کے باپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں اور آپ کے باپ کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ مگر واللہ! یہ لوگ جو آپ کے پاس آئے ہیں یہ باز آجائیں ورنہ یہ دروازہ جلادوں گا۔

۸۸۹۰۔عن أسلم أن عمر بن الخطاب اطلع على أبي بكر وهو يمد لسانه، قال: ما تصنع يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: إن هذا الذي أوردني الموارد

اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا اے خلیفہ! یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسی نے مجھے خطرناک جگہ پہنچادیا ہے۔

۲۷۱۸۹ عن عمر قال: رآني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أبول قائما فقال: يا عمر لا تبل قائما

۲۷۱۸۹۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔

۲۴۳۹۰۔عن حميد بن عبد الرحمن بن عوف أن عمر وعثمان كانا يصليان المغرب في رمضان حين ينظران إلى الليل قبل أن يفطروا ثم يفطران بعد الصلاة وذلک في رمضان.

۲۴۳۹۰۔حمید بن عبد الرحمن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان اسوقت نماز پڑھتے تھے جب افطاری سے قبل رات کی تاریکی دیکھ لیتے تھے پھر نماز کے بعد افطار کرتے تھے۔

۴۵۷۱۲۔عن سعید بن المسیب قال: استمتع ابن حریث و ابن فلان، کلاهما ولد له من المتعة زمان أبي بکر و عمر.

۴۵۷۱۲۔سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ ابن حریث اور ابن فلاں نے متعہ کیا ہے ۔حضرت ابو بکر اور عمر کے زمانے میں دونوں کی متعہ سے اولاد بھی ہوئی۔

۴۵۷۱۵۔عن عمر قال: متعتان کانا علی عهد رسول الله ﷺ انهی عنهما و اعاقب علیهما: متعة النساء، و متعة الحج. (أبو صالح کاتب اللیث في نسخته، و الطحاوي)

حضرت عمر نے فرمایا: رسول کریم ﷺ کے زمانے میں متعہ کی دو قسمیں جائز تھیں۔میں اُن سے منع کرتا ہوں۔اور اُن پر سزا بھی دوں گا۔ ایک عورتوں کا متعہ اور دوسرا متعہ حج۔

۴۵۷۱۸۔عن سعید بن المسیب أن عمر نهی عن متعة النساء و عن متعة الحاج. (مسدد).

سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے متعہ نساء اور متعہ حج سے منع کیا۔

۴۵۷۱۹۔ عن جابر: کانوا یتمتعون من النساء حتی نهاهم عمر ابن الخطاب. (ابن جریر).

حضرت جابرؓ کی روایت ہے :ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں متعہ نساء اور متعہ حج

کرتے تھے حضرت عمر نے منع کیا۔

۴۵۷۲۰۔عن جابر قال: تمتعنا متعة الحج و متعة النساء علی عهد رسول الله صلی الله علیه و سلم، فلما کان عمر نهانا فانتهینا. (ابن جریر).

حضرت جابرؓ کی روایت ہے :ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں متعہ نساء اور متعہ حج کرتے تھے حضرت عمر نے منع کیا ہم باز آ گئے۔

۴۵۷۲۲۔عن أبي قلابة أن عمر قال: متعتان کانتا علی عهد رسول الله ﷺ أنا أنهی عنهما و أضرب فیهما. (ابن جریر، کر).

ابو قلابہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: متعہ کی دو قسمیں رسول کریم ﷺ کے زمانے میں تھیں میں اُن سے منع کرتا ہوں۔(ابن جریر).

۴۵۷۳۰۔عن جابر أنه سئل عن متعة النساء فقال: استمتعنا علی عهد رسول الله ﷺ و أبي بکر و عمر، ثم نهی عنها عمر. (عب).

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ متعہ کیا ہم عہدِ رسول ﷺ میں اور عہد ابو بکر میں مگر حضرت عمر نے منع کر دیا۔

۴۵۷۳۱۔أیضا عن حسن بن محمد بن علي عن جابر بن عبد الله و سلمة بن الأکوع قالا: کنا في غزوة فجائنا رسول الله صلی الله علیه و سلم فقال: إن رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول: استمتعوا. (عب).

حضرت جابرؓ اور سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ: ایک غزوہ میں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا متعہ کرو۔

۴۵۷۳۲ـعن جابر قال: كنا نستمتع بالقبضة من التمر و الدقيق على عهد النبي صلى الله عليه وسلم و أبي بكر حتى نهى عمر الناس، و كنا نعتد من المستمتع منهن بحيضة.

۴۵۷۳۲ ـحضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ اور ابوبکر کے عہد میں مٹھی بھر کھجور اور آٹے پر متعہ کر لیتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر نے ہمیں اُس سے منع کر دیا چنانچہ ہم متعہ کرنے والی عورت کی عدۃ کا شمار ایک حیض سے کرتے تھے۔

۳۵۸۹۹ ـ عن أنس بن مالک قال: رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ أمير المؤمنين يطرح له صاع من تمر فيأكلها حتى يأكل حشفها.

انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے زمانہ خلافت میں عمر ابن خطاب کو دیکھا اُن کے سامنے ایک صاع (یعنی تین کیلو یا چھ پاونڈ) کھجور رکھدی جاتی اور تمام کھا لیتے تھے حتی کے اُس کے گٹھلیاں بھی کھا جاتے تھے۔

۳۵۹۲۸ ـعاصم بن عبید اللہ بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر کھانے کے بعد اپنی جوتی پر ہاتھ صاف کر لیتے اور فرماتے آل عمر کا رومال اُن کی جوتیاں ہیں۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ: بسا اوقات میں نے عمر بن خطاب کے پاس رات کا کھانا کھایا وہ روٹی اور گوشت کھاتے پھر اپنا ہاتھ پاوں پر صاف کر لیتے اور فرماتے یہ عمر اور آل عمر کا رومال ہے۔

۳۶۴۵۹ـعن فاطمة الزهراء عن أم سلمة قالت: و الذي أحلف به! إن كان علي لأقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم، قالت عدنا

رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم قبض في بيت عائشة فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة بعد غداة يقول: جاء علي؟ مرارا، قالت وأظنه كان بعثه في حاجة فجاء بعد، فظننا أنه له إليه حاجة فخرجنا من البيت فقعدنا بالباب فكنت من أدناهم من الباب فأكب عليه علي، فجعل يساره ويناجيه، ثم قبض من يومه ذلک فكان أقرب الناس به عهدا.

حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو یہ فرماتے سُنا: کیا علیؑ آ گئے؟ کیا علیؑ آ گئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: وہ آپؐ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آ گئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آ گئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور اُن سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۰ سلسلہ ۲۶۳۱۰ (اردو) سلسلہ ۲۷۱۰۰؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۴۹۴؛ مسند ابی یعلی ج ۱۲ ص ۳۶۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۴۶ سلسلہ۔)

۳۵۶۲۳ـأيضا بينا رسول الله ﷺ أخذ بيدي ونحن نمشي في بعض

سکک المدینة فمررنا بحدیقة فقلت: یا رسول اللہ! ما أحسنها من حدیقة! قال: لک في الجنة أحسن منها، ثم مررت بأخرى فقلت: یا رسول اللہ! ما أحسنها من حدیقة! قال: لک في الجنة أحسن منها حتى مررنا بالسبع حدائق کل ذلک أقول: ما أحسنها، ویقول: لک في الجنة أحسن منها، فلما خلى له الطریق اعتنقني ثم أجهش (أجهش: الجهش: أن یفزع الإنسان إلى الإنسان ویلجأ إلیه، وهو مع ذلک یرید البکاء کما یفزع الصبي إلى أمه وأبیه. یقال: جهشت وأجهشت. أه 322/1 النهایة. ب) باکیا: قلت: یا رسول اللہ! ما یبکیک، قال: ضغائن في صدور أقوام لا یبدونها لک إلا من بعدي، قلت: یا رسول اللہ! في سلامة من دیني؟ قال: في سلامة من دینک.

٣٦٥٢٣۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے مدینے کی گلیوں میں جارہے تھے اتنے میں ہم ایک باغ کے قریب پہنچے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کتنا خوبصورت باغ ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جنت میں تمہارے لئے اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہیں۔ اس طرح ہم سات باغوں سے گذرے ہر بار آپؐ نے یہی فرمایا۔ جب ہم کھلے راستہ پر آئے تو آپؐ نے مجھے گلے لگایا اور دردمندانہ رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کیوں رورہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے متعلق لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا جو میرے بعد ظاہر ہوگا۔ میں عرض کیا: رسول اللہ! میں دین پر سلامت رہوں گا؟ ۔فرمایا: یہ کینہ تمہارے دین پر سلامتی کی وجہ سے ہی ہے۔

••

٣٠١٧٣۔ فقال العباس: فقلت: ویحک اشهد أن لا إله إلا اللہ وأن محمدا رسول اللہ قبل، واللہ، أن تقتل قال: فتشهد شهادة الحق فقال: أشهد أن لا إله إلا اللہ وأن محمدا عبده ورسوله.

فتح مکہ کے بعد جب حضرت عباسؓ عم رسولؐ بطور سفارش ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور ابوسفیان کلمہ پڑھنے میں حیلے بہانے کررہا تھا۔ تو حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا: تیرا ناس ہو! بخدا قتل ہونے سے قبل یہ اقرار کر جلد کلمہ پڑھ کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ ۔ چنانچہ ابوسفیان نے فوراً کلمہ شہادت دہرایا۔

٣٠١٩٥ ۔قال أبوسفیان: یا أبا الفضل أصبح ابنأخیک عظیم الملک، فقال له العباس: إنه لیس بملک ولکنها نبوة

ابوسفیان نے اسلام لانے کے بعد لشکر اسلام کو دیکھا تو کہا: اے ابوالفضل (حضرت عباسؓ عم رسول)! تمہارا بھتیجا عظیم بادشاہ بن گیا ہے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا: کم بخت یہ بادشاہت نہیں یہ نبوت ہے۔

٩١٥١۔ مسند عمر رضي اللہ عنه عن عبیدة قال جاء عیینة بن حصن والأقرع بن حابس إلى أبي بکر فقالا: یا خلیفة رسول اللہ صلى اللہ علیه وسلم إن عندنا أرضا سبخة لیس فیها کلاء ولا منفعة، فإذا رأیت أن تقطعناها؟ لعلنا نحرثها ونزرعها فأقطعها إیاهما، وکتب لهما علیه کتابا، وأشهد فیه عمر ولیس في القوم، فانطلقا إلى عمر لیشهداه، فلما سمع عمر ما في الکتاب تناوله من أیدیهما، ثم تفل فیه ومحاه فتذمرا، وقالا: مقالة سیئة، قال عمر: إن

••

رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتألفكما والإسلام يومئذ ذليل، وإن الله قد أعز الإسلام، فاذهبا فاجهدا جهدكما لا أرعى الله عليكما إن رعيتما، فأقبلا إلى أبي بكر وهما يتذمران، فقالا: والله ما ندري أنت الخليفة أم عمر؟ فقال: بل هو، ولو شاء كان، فجاء عمر مغضبا حتى وقف على أبي بكر، فقال: أخبرني عن هذه الأرض التي اقطعتها هذين الرجلين، أرض هي لک خاصة أم هي بين المسلمين عامة؟ قال: بل هي بين المسلمين عامة، قال: فما حملک أن تخص هذين بها دون جماعة المسلمين؟ قال: استشرت هؤلاء الذين حولي، فأشاروا علي بذلک، قال: فإذا استشرت هؤلاء الذين حولک؟ أو كل المسلمين أوسعت مشورة ورضا؟ فقال أبو بكر: قد كنت قلت لک إنک اقوى على هذا مني، ولكنک غلبتني. (ش خ) في تاريخه ويعقوب بن سفيان (ق كر).

مُسند عمر۔ عبیدۃ سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن، اور اقرع بن حابس حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا: اے رسول کے خلیفہ! ہمارے قریب ایک زمین ہے جس میں نہ گھانس اُگتی ہے اور نہ کوئی فائدہ مند شئے، آپ اگر چاہیں تو اُسے ہمیں عطا کردیں، ہم اس میں فصل لگائیں گے، چنانچہ حضرت ابوبکر نے وہ زمین انہیں بطور جائداد دے دی۔ اور اس کے متعلق ایک تحریر لکھ دی اور بطور گواہ حضرت عمر کا نام بھی لکھ دیا جبکہ وہ اسوقت موجود نہیں تھے۔ یہ دونوں حضرات، حضرت عمر کے پاس گواہی کی جگہ پر دستخط کروانے گئے۔ جب حضرت عمر نے دیکھا تو اُس دستاویز کو لے لیا اور تھوک کر اُسے مٹادیا۔ یہ دیکھ کر یہ دونوں ناراض ہوئے اور کوئی بُری بات بھی کہی۔ حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ اُس

زمانے میں تم لوگوں کی دلجوئی کرتے تھے جبکہ اسوقت اسلام کمزور تھا اب جب کہ اسلام کو غلبہ عطا کیا ہے تم دونوں جاؤ اور محنت کرو اللہ تعالیٰ تم دونوں پر مہربانی نہ کرے۔ وہ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس غصہ سے واپس آئے اور کہا: ہم کو یہ نہیں معلوم تھا کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ حضرت ابوبکر نے کہا: نہیں بلکہ عمر ہی خلیفہ ہیں اور اگر وہ خلیفہ بننا چاہتا تو وہ بن جاتا۔ اتنے میں حضرت عمر غصہ سے بھرے ہوئے آگئے۔ اور حضرت ابوبکر کے سر پر آ کھڑے ہوئے اور کہا: مجھے اس زمین کے بارے میں بتاؤ جو تم نے ان دونوں کو بطور جاگیر دے دی ہے۔ کیا یہ آپ کی زمین ہے یا تمام مسلمانوں کی۔ حضرت ابوبکر نے کہا: یہ مسلمانوں کی ہے۔ پھر حضرت عمر نے پوچھا: پھر تم کو کس بات نے مجبور کیا کہ مسلمانوں کی جماعت چھوڑ کر صرف ان دونوں کو مخصوص کیا؟۔ حضرت ابوبوبکر نے کہا: میں نے جو لوگ اردگرد بیٹھے ہیں اُن سے مشورہ لے کر کیا اور یہ سمجھا کہ ان کا مشورہ تمام مسلمانوں کے مشورہ کے برابر ہے (یعنی اجماع ہوگیا) پھر حضرت ابوبکر حضرت عمر سے کہا: میں نہیں کہتا تھا کہ خلافت کے معاملہ میں تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو۔ لیکن تم مجھ پر غالب ہو۔ (یہ روایت کئی کتابوں میں موجود ہے)۔ مصنف ابن ابی شیبہ؛ تاریخ بخاری؛ بیھقی۔ ابن عساکر۔

٩١٥٠۔ مسند أبي بكر رضي الله عنه عن عروة قال: دخلت على معاوية، فقال لي: ما فعل المسلول؟ قلت: هو عندي، قال: أنا والله خططته بيدي اقطع أبو بكر الزبير، فكنت أكتبها، فجاء عمر فأخذ أبو بكر الكتاب فأدخله في ثني الفراش، فدخل عمر فقال: كأنكم على حاجة؟ فقال أبو بكر: نعم، فخرج أبو بكر الكتاب فأتممته.

۹۱۵۰۔حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر بن العوام کو جاگریں عطا فرمائی ہیں ابن زبیر سے منقول کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو ہم سے معاویہ نے پوچھا: مسلول والی زمین کیا ہوئی ؟ میں نے جواب دیا وہ میرے پاس ہے۔اس پر معاویہ نے کہا کہ واللہ! میں نے اس کا ہبہ نامہ خود لکھا تھا جب حضرت ابوبکر نے زبیر بن العوم کو دینی چاہی تو مجھ سے کہا ہبہ نامہ لکھ دو جب میں لکھنے بیٹھا تو اچانک حضرت عمر آگئے۔ جیسے ہی انھوں نے ہم دونوں کو دیکھا تو حضرت عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کچھ راز کی بات ہو رہی ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہاں۔جب حضرت عمر چلے گئے تو جو کاغذ ہم نے چھپا لیا تھا اس کو نکالا اور ہم نے جو لکھنا تھا وہ لکھ دیا۔السنن الکبریٰ البیھقی ج ۶ ص ۱۴۵؛ کنزالعمال جلد ۳ ص ۹۱۳ سلسلہ ۹۱۵۰۔ایسی حدیث فتوح البلدان البلاذری میں ہے: عن عروۃ أقطع أبوبکر الزبیر مابین الجرف إلی قناۃ فتوح البلدان (عربی) ج ۱ ص ۱۳ (اردو) ج ۱ ص ۱۸؛ معجم البلدان حموی ج ۴ ص ۱۳ کہ حضرت ابوبکر نے زبیر کو الجرف سے قناۃ تک حصہ جاگیر میں دے دیا قناۃ ایک وادی ہے جو الطائف سے آتی ہے

۳۵۷۳۸عن عمر بن یحی الرزقی قال: أقطع أبو بکر طلحۃ ابن عبیداللہ أرضا و کتب لہ بھا کتابا، اشھد لہ بھا ناسا فیھم عمر فأتی طلحۃ عمر بالکتاب فقال: اختم علی ھذا فقال لا أختم أھذا لک دون الناس! قال فرجع طلحۃ غضبا إلی أبی بکر فقال: و اللہ! ما أدری أنت الخلیفۃ أم عمر۔قال: بل عمر و لکنہ أبی۔
عمرو بن یحیٰ الزرقی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے طلحہ بن عبیداللہ (یہ بھی حضرت ابوبکر داماد تھے) ایک زمین بطور جاگیر عطا فرمائی اور اس کے لئے تحریر لکھدی اور کچھ لوگون کو گواہ بنایا اور اُن میں حضرت عمر کا نام بھی تھا، چنانچہ طلحہ وہ تحریر لے کر حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا کہ اس پر مہر لگا دو، حضرت عمر نے کہا مہر نہیں لگاؤں گا۔اس پر مسلمان کا حق ہے۔ چنانچہ طلحہ حضرت ابوبکر کے پاس غصہ سے واپس آئے اور کہا واللہ معلوم نہیں خلیفہ آپ ہیں یا عمر تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: بلکہ عمر ہی خلیفہ ہیں لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔

۹۱۵۴۔عن عروۃ أن عمر أقطع العقیق أجمع.۔الشافعي (عب ق).
عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے (اپنے دور خلافت میں) پورا عقیق جاگیر میں دے دیا۔فتوح البلادان جلد ۱ ص ۱۳ اردو جلد ۱ ص ۱۷ میں بلاذری لکھتے ہیں کہ ہشام بن عروۃ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے یہ تمام زبیر کو دیدیا۔

۹۱۵۷۔عن الشعبي قال: لم یقطع النبي صلی اللہ علیہ وسلم أول من اقطع القطائع عثمان.
شعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہٖ وسلم نے جاگیریں نہیں عطا کی جس نے سب سے پہلے یہ عمل کیا وہ حضرت عثمان تھے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ)

۹۱۶۵۔عن عبد اللہ بن أبي بکر قال: جاء بلال بن الحارث المزني إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقطعہ أرضا طویلۃ عریضۃ، فلما ولي عمر، قال لبلال: إنک استقطعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرضا عریضۃ طویلۃ فقطعھا، وإن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یمنع شیئا یسألہ

فإنک لا تطيق ما في يديک، فقال: أجل قال: فانظر ما قويت عليه منها فأمسکه، وما لم تطق فادفعه إلينا نقسمه بين المسلمين، فقال: لا أفعل والله، شيء أقطعنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال عمر: والله لتفعلن، فأخذ منه ماعجز عن عمارته فقسمه بين المسلمين.

عبداللہ ابن ابی بکر سے روایت ہے کہ: بلال بن حارث مزنی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ نے ایک وسیع زمین اُنھیں دی، جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو بلال کو بلایا اور کہا: تم نے نبی کریم ﷺ سے زمین مانگی (نبی کریم ﷺ کوئی سوال کرتا تو وہ رد نہیں کرتے تھے۔) چنانچہ جتنی زمین تم استعمال کرسکتے ہو رکھو اور جو تمہاری طاقت سے باہر ہے وہ واپس کردو تاکہ میں مسلمانوں میں تقسیم کردوں۔ بلال نے کہا: واللہ جو جاگیر رسول اللہ (ﷺ) نے مجھے دی ہے وہ میں واپس نہیں کرنے کا۔ حضرت عمر نے کہا: واللہ تمہیں ایسا ضرور کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حضرت عمر نے وہ زمین اُن سے چھین لی۔ **بیھقی فی الشعب۔**

١٣٦٤٨ ـ عن عائشة أنها رأت النبي ﷺ حزينا، فقالت: يارسول الله، وما الذي يحزنک؟ قال: شيئا تخوفت على أمتي أن يعملوا بعدي بعمل قوم لوط. (طب).

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو غمگین دیکھا تو پوچھا یارسول اللہ! کس بات نے آپ کو رنجیدہ کیا؟ ۔آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے ایک بات کا خوف ہے میرے بعد میری اُمت قوم لوط کا عمل نہ کرنے لگ جائے۔

١٣٦٤٩ ـ مسند عمر رضي الله عنه. عن عائشة قالت: أول من اتهم بالأمر القبيح تعني عمل قوم لوط اتهم به رجل على عهد عمر، فأمر شباب قريش أن لا يجالسوه.

مسند عمر میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہا: سب سے پہلے جو اس بدفعلی (یعنی قوم لوط کا عمل) کے متہم ہوا وہ خلافت عمر کے زمانے میں ہوا۔ حضرت عمر نے قریش کے جوانوں کو اُس کے ساتھ نہ بیٹھنے کا حکم دیا۔

١٤٠٥٠ ـ عن الحسن أن أبا بكر الصديق خطب فقال: أما والله ما أنا بخيركم ولقد كنت لمقامي هذا كارها، ولوددت أن فيكم من يكفيني أفتظنون أني أعمل فيكم بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم إذن لا أقوم بها، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعصم بالوحي، وكان معه ملک، وإن لي شيطاناً يعتريني فإذا غضبت فاجتنبوني أن لا أؤثر في أشعاركم وأبشاركم (أشعاركم: الشعر واحد الأشعار، والشاعر جمعه الشعراء على غير قياس الصحاح للجوهری (٢/٦٩٩) ب.ابشارکم: البشرة والبشر: ظاهر جلد الإنسان. انتهى. الصحاح للجوهري ٢/٥٩٩ (. ب) ألا فراعوني، فإن استقمت فاعينوني وإن زغت فقوموني قال الحسن: خطبة والله ما خطب بها بعده. ابن راهويه أبو ذر الهروي في الجامع).

یہ کہ ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انھوں نے کہا کہ: آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے

دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے مجھے تنگ کرتا رہتا ہے۔۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا"۔ الامامة والاسیاسة ج ص ۱۴؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر

۳۷۶۶۵ـ عن حسين بن علي قال: صعدت إلى عمر بن الخطاب المنبر فقلت له: انزل عن منبر أبي و اصعد منبر أبيك، فقال: إن أبي لم يكن له منبر، فأقعدني معه، فلما نزل ذهب بي إلى منزله فقال: أي بني من علمك هذا قلت: ما علمنيه أحد، فقال: أي بني! لو جعلت تأتينا و تغشانا قال فجئت يوما و هو خال بمعاوية و ابن عمر بالباب لم يؤذن له، فرجعت، فلقيني بعد فقال يا بني! لم أرك أتيتنا؟ قلت: جئت و أنت خال بمعاوية فرأيت ابن عمر رجع فرجعت، فقال: أنت أحق بالإذن من عبد الله بن عمر! إنما أنبت في رؤوسنا ما ترى الله ثم أنتم - و وضع يده على رأسه.

مروی ہے حسین ابن علیؑ سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کنکروں کو اُلٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اُتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ

اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ بات آپ کو کس نے سکھائی۔ تو میں نے جواب دیا: واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ پھر مجھ سے کہا: میرے فرزند! اچھا ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں اُن کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبداللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملے تو کہا: میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اُس دن آپ معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا: ابن عمر سے میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ اِنمہ أثبت فی رؤوسنا ما ھدی اللہ و أنتم۔ یا إنما أنبت ما تری فی رؤوسنا اللہ ثم أنتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں اُنھیں اُگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۵۲ باب الحسن والحسین؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۷۶؛ تہذیب التہذیب حالات امام حسینؑ ج ۲ ص ۳۰۰؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات الحسینؑ ج ۳ ص ۲۸۵؛ معرفة الثقات ج ۱ ص ۳۰۲؛ تہذیب الکمال المزی ج ۲ ص ۴۰۴؛ کنز العمال ج ۳ ص ۶۵۵ سلسلہ ۳۷۶۶۲؛ الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۱ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔)

۱۴۲۵۹ـ عن حذيفة قيل لعمر بن خطاب و هو بالمدينة: يا امير المومنين! من خليفة بعدك؟ قال عثمان بن عفان۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں کسی نے حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ بنے گا؟ حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان (یہ پہلے ہی سے طے ہو چکا تھا کہ حضرت عمر کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ یہ شوری وغیرہ صرف سیاسی چال تھی لوگوں کو فریب

دینے کے لئے۔مرادؔ)۔تاریخ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۱۸۸؛ الثقات ابن حبان ج ۸ ص ۶۷؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۳۶ سلسلہ ۱۴۲۵۹؛ ریاض النضرۃ حالات عثمان ج ۳ ص ۵۲۔

شوریٰ کے متعلق چند رائیں :

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens).states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue"

جسٹس امیر علی نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا" خلافت کو شوریٰ کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی اُمیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنی اُمیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں تباہی کا باعث ہوا۔

(علامہ ابن عبدربہ اپنی کتاب عقد فرید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ أوفد ابن حصين على معاوية فأقام عنده ما أقام ثم إن معاوية بعث إليه ليلا فخلا به فقال له: يا بن حصين قد بلغني أن عندک ذهنا و عقلا فأخبرني عن شئ أسالک عنه۔ قال: سئلني؛ عما بدالک۔ قال: أخبرني ما الذي شتت أمر المسلمين و فرق أهوائهم و خالف بينهم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شيئا؛ قال

فمسير علي إليک و قتله إياک؛ قال ما صنعت شيئا؛ قال ما عندي غير هذا يا امير المؤمنين؛ قال: فأنا أخبرک إنه لم يشتت بين المسلمين و لا فرق أهواءهم و لا خالف بينهم إلا الشورى التي جعلها عمر إلى ستة نفر: ابن حصین سے معاویہ نے کہا: تو بڑا ذہین ہے یہ بتلاؤ وہ کون سا امر تھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویہ نے کہا: نہیں، ابن حصین نے کہا کہ: علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جنگ، معاویہ نے کہا: نہیں۔ معاویہ نے کہا سنو! یہ سب شوریٰ کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔مرادؔ)

۲۶۸۶۳۔ عن حمران قال: دعا عثمان بماء فتوضأ ثم ضحک، فقال: ألا تسألوني مم أضحک؟ قالوا: يا امير المؤمنين ما أضحک؟ قال رأيت رسول الله ﷺ كما توضأت فمضمض و استنشق و غسل ثلاثا، و يديه ثلاثا، مسح برأسه، و ظهر قدميه۔ حمران روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان خلیفہ سوم نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کروگے؟ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا آپ نے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے منہ کو تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح کیا پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔ مجمع الزوائد ہیثمی ج ۱ ص ۲۲۴؛ المصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۱۸؛

کنزالعمال حدیث ٢٦٨٦٣ ج ٩ ص ٤٢٧، اورص ٤٤٢؛ سیر اعلام النبلاء ج ١٣ ص ٣٠١؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ٣ ص ٢٨١۔ اس کے علاوہ کئی مفسرین اور محدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبۃ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ٣٠ پر باب فی المسح علی القدمین کے تحت آٹھ حوالوں سے پیر پر مسح کرنا لکھاہے۔ فجعلنا نمسح علی ارجلنا: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔

٣٥٨٨٨۔ فوطئہ وطأ شدیدا و ھو غضبان الیہ أختہ تحجزہ عن زوجھا ففخھا عمر بیدہ فشجھا۔ فلم رأت الدم

جب حضرت عمر کو یہ معلوم ہوا کہ اُن کی بہنوئی اور بہن دونوں مسلمان ہو چکے ہیں یہ اُن کے گھر گئے اور اپنے بہنوئی کو خوب پیٹا اور بہن کو اتنا مارا کہ چہرہ زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ جب عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی قمیص اور چادر پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا: اے عمر! تو باز نہ آئے گا جب تک تجھ پر بھی وہی نازل ہو جیسا ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا: **مثل ما انزل بالولید بن المغیرۃ یعنی الخزی و النکال۔**

طبقات ابن سعد جلد ٣ ص ٢٦٩ باب اسلام عمر (عربی) اردو ٣ ص ٥٦؛ تاریخ الخلفاء اردو ص ١١٤؛ کنز العمال ج ١٢ ص ٦٠٩

٣٥٧٤١۔ عن جابر رضی اللہ عنہ: قال لی عمر: کان أول إسلامی أن ضرب أختی المخاض فأخرجت من البیت۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ: حضرت عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں اپنی بہن کو مار کر گھر سے باہر نکالدیا تھا۔ اس کا ذکر اور کتابوں میں ہے جیسے ابن عساکر تاریخ ج ٤٤ ص

٢٩؛ تاریخ اسلام الذہبی ج ١ ص ١٧٣؛ السیرۃ الحلبیۃ ج ٢ ص ١٨

٤٢٩١١۔ عن سعید بن المسیب قال: لما مات أبو بکر بکی علیه فقال عمر: إن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إن المیت یعذب ببکاء الحی فأبوا إلا أن یبکوا، فقال عمر لهشام بن الولید: قم فأخرج النساء! فقالت عائشة: أخرجک، فقال عمر: ادخل فقد أذنت لک! فدخل، فقالت عائشة: أمخرجي أنت یا بني! فقال: أما لک، فقد أذنت لک، فجعل یخرجهن امرأة امرأة وهو یضربهن بالدرة حتی خرجت أم فروة وفرق بینهن.

٤٢٩١١۔ سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جب ابو بکر کا انتقال ہوا تو حضرت عمر نے کہا کہ میت پر رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ مگر اُن پر رویا گیا۔ عمر ابن خطاب نے ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ اُن عورتوں کو باہر نکالو۔ حضرت عائشہ نے کہا میں تمہیں باہر نکالدوں گی، حضرت عمر نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں نے تمہیں اجازت دی ہے چنانچہ پھر وہ ایک ایک عورتوں کو باہر نکالنے لگے اور درے سے مارنے لگے اُن میں ابو بکر بہن اُم فروہ بھی تھیں۔

٤٢٩٠٧۔ عن سفیان بن سلمة قال: لما مات خالد بن الولید اجتمع نسوة بني المغیرة في دار خالد یبکین علیه، فقیل لعمر: إنهن قد اجتمعن في دار خالد وهن خلقاء أن یسمعنک بعض ما تکره فأرسل إلیهن فانههن، فقال عمر: وما علیهن أن یرقن من دموعهن علی أبي سلیمان ما لم یکن نقعا أو لقلقة. ابن سعد، وأبو عبید في الغریب، والحاکم في الکنی، ویعقوب بن

سفيان، ق، وأبو نعيم، كر).

۴۲۹۰۷۔جب خالد بن ولید فوت ہوا عورتیں خالد کے گھر جمع ہوئیں رونے کے لئے جب اس کی اطلاع عمر بن خطاب کو ملی تو اُنہوں نے کہا اگر آنسوؤں سے دل برداشتہ ہو کر رو رہے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

۴۲۹۰۸۔عن عبد الله بن عكرمة قال: عجبا لقول الناس إن عمر بن الخطاب نهى عن النوح! لقد بكى على خالد بن الوليد بمكة والمدينة نساء بني المغيرة سبعا يشققن الجيوب ويضربن الوجوه وأطعموا الطعام تلك الأيام حتى مضت ماينهاهن عمر.) ابن سعد).

۴۲۹۰۸۔عبد اللہ بن عکرمۃ سے روایت ہے لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ عمر ابن خطاب رونے سے منع کرتے تھے اور جب خالد پر مکہ اور مدینہ کی عورتیں سات دن روتی رہیں انہوں نے گریبان چاک کئے اور چہروں پر مارا اور لوگوں کو ان ایام میں کھانا کھلایا یہاں تک کے وہ سات دن گذر گئے تھے مگر حضرت عمر نے اُنہیں منع نہیں کیا۔

۴۲۹۱۰ عن عائشة قالت: توفي أبو بكر بين المغرب والعشاء فأصبحنا، فاجتمع نساء المهاجرين والأنصار وأقاموا النوح، وأبو بكر يغسل ويكفن، فأمر عمر بن الخطاب بالنوح ففرقن (ففرقن: الفرق: الخوف والفزع. يقال: فرق يفرق فرقا. النهاية ۴۳۸/۳ب) فوالله على ذلک إن كن تفرقن وتجتمعن. ابن سعد).

۴۲۹۱۰ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر کا انتقال ہوا مغرب اور

عشاء کے درمیان عورتیں جمع ہوئیں رونے کے لئے ۔اُس وقت حضرت ابوبکر کو غسل دیا جارہا تھا حضرت عمر نے خود نوحہ کہا۔تو رونے والی عورتیں ڈر گئیں جس پر حضرت عمر نے کہا: واللہ! عورتیں کبھی رونے کے لئے جمع ہوتیں ہیں اور کبھی ڈر جاتی ہیں۔

۴۲۹۰۶۔عن نصر بن أبي عاصم أن عمر سمع نواحة بالمدينة ليلا فأتاها فدخل عليها، ففرق النساء، فأدرک النائحة فجعل يضربها بالدرة، فوقع خمارها فقالوا: شعرها يا أمير المؤمنين! فقال: أجل، فلا حرمة لها.

۴۲۹۰۶۔نصر بن ابی عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رات کے وقت مدینہ میں نوحے کی آواز سُنی تو آپ اس کے گھر میں گئے اور عورتوں کو منتشر کیا اور نوحہ کرنے والیوں کو درے سے مارنے لگے اس میں کسی عورت کا حجاب گر گیا تو لوگوں نے کہا: یا امیر المومنین اُسکے بال نظر آرہے ہیں۔حضرت عمر نے جواب دیا: ہاں مجھے بھی نظر آرہے ہیں جو شریعت کے خلاف ورزی کرے اُس کی عزت وحرمت نہیں۔

۱۴۱۱۳۔عن عبد الرحمن بن عوف قال: دخلت على أبي بكر أعوده في مرضه الذي توفي فيه فسلمت عليه وسألته: كي فاصبحت؟ فاستوى جالساً فقال: أصبحت بحمد الله بارئاً. فقال: أما إني على ما ترى وجع، وجعلتم لي شغلاً مع وجعي، جعلت لكم عهداً من بعدي، واخترت لكم خيركم في نفسي، فكلكم ورم لذلک أنفه، رجاء أن يكون الأمر له، ورأيت الدنيا أقبلت ولما تقبل وهي جائية، وستجدون بيوتكم بستور الحرير ونضائد الديباج، وتألمون ضجائع الصوف الأذربي كأن أحدكم على

حسک السعدان، واللہ لأن يقدم أحدكم فيضرب عنقه في غير حد خير له من أن يسيح في غمرة الدنيا.

ثم قال: أما إني لا آسى على شيء إلا على ثلاث فعلتهن وددت أني لم أفعلهن، وثلاث لم أفعلهن وددت أني فعلتهن وثلاث وددت أني سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهن.

فأما الثلاث التي وددت أني لم أفعلهن: فوددت أني لم أكن كشفت بيت فاطمة وتركته وأن أغلق علي الحرب، ووددت أني يوم سقيفة بني ساعدة قذفت الأمر في عنق أحد الرجلين أبي عبيدة أو عمر وكان أمير المؤمنين وكنت وزيراً ووددت أني حين وجهت خالد بن الوليد إلى أهل الردة أقمت بذي القصة فإن ظفر المسلمون ظفروا وإلا كنت ردائاً ومدداً.

وأما الثلاث اللاتي وددت أني فعلتها: أني يوم أتيت بالأشعث أسيراً ضربت عنقه فإنه يخيل إلي أنه لا يكون شر إلا طار إليه، ووددت أني يوم أتيت بالفجاة السلمي لم أكن أحرقته وقتلته شريحاً أو أطلقته نجيحاً، ووددت أني حين وجهت خالد بن الوليد إلى الشام وجهت عمر إلى العراق فأكون قد بسطت يميني وشمالي في سبيل الله عز وجل.

وأما الثلاث اللاتي وددت أني سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهن: فوددت أني سألته فيمن هذا الأمر؟ فلا ينازعه أهله، ووددت أني كنت سألته: هل للأنصار في هذا الأمر سبب؟ ووددت أني سألته عن العمة وبنت الأخ فإن

•••

في نفسي منهما حاجة." هذا في الأحاديث المختارة ومسند فاطمة الزهراء للسيوطي ومعجم الكبير وتأريخ للذهبي، الخ.

۱۴۱۱۳۔عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے مرض موت میں اُن سے کہا مجھے تین چیزوں کے کرنے کا افسوس ہے کاش میں اُن کو نہ کرتا۔ اور تین چیزوں کے نہ کرنے کا افسوس ہے کاش میں وہ کرتا اور تین چیزوں کے متعلق میں کاش نبی اکرم سے (اُن کے متعلق سوال کرلیتا)۔وہ تین چیزیں جو میں نے انجام دیں کاش کہ میں اُن کو نہ کرتا، کاش میں فاطمہؑ کا دروازہ نہ کھولتا اور اُس کو چھوڑ دیتا اگرچہ لوگوں نے اُس کو جنگ پر بند کیا تھا۔کاش سقیفہ کے روز حکومت کی باگ ڈور دو آدمیوں میں سے کسی ایک گردن میں ڈالدیتا ابوعبیدہ بن الجراح یا عمر ابن خطاب، پس اُن میں سے کوئی بھی امیر بن جاتا اور میں اس کے لئے محض مددگار رہتا اور کاش کہ جب خالد بن ولید کو مرتدین کے خلاف لشکر کشی کے لئے بھیجتا تو میں قصہ تمام کر دیتا اگر مسلمان غالب آجاتے تو ٹھیک ورنہ میں لڑائی میں اور لشکروں کو مدد بہم پہنچانے میں مصروف رہتا۔

اور تین چیزیں جو مجھ سے چھوٹ گئیں کاش میں اُن کو انجام دے لیتا یعنی جب اشعث بن قیس کو میرے پاس قیدی کی حالت میں پیش کیا گیا تو مجھے اس وقت اُس کی گرن اُڑا دینا تھا کیونکہ مجھے خیال گذرا تھا کہ یہ شخص کسی بھی شر کو دیکھے گا تو اس کی مدد کرے گا (یہ ام فروہ بنت ابی قحافہ کا یعنی ابوبکر کا بہنوئی تھا اِسی نے صفین میں حضرت علیؑ کی فوج میں شامل ہو کر بغاوت کی تھی، اس ہی کی بیٹی جعدہ قاتل امام حسنؑ تھی اور اس کا بیٹا محمد بن اشعث قاتلان حضرت مسلم اور قاتلان امام حسینؑ میں لشکر ابن سعد

•••

کے ساتھ تھا۔)اور فجاءۃ کو لایا گیا تو کاش میں نے اُس کے جلایا نہ ہوتا یا تو عمدہ طریقہ سے قتل کردیتا یا اُس کو آزاد کردیتا۔اور کاش کہ جب میں نے ملک شام کی فتح کے لئے خالد کو بھیجا تھا تو اُسی وقت عمر بن خطاب کو عراق کی فتوحات کے لئے روانہ کردیا ہوتا،تو میرے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں کھل جاتے۔اور تین باتیں جن کو مجھے رسول اللہ ﷺ سے سوال کر لینا تھا،ایک تو مجھے سوال کرنا تھا کہ یہ حکومت کی باگ ڈور کن لوگوں کے ہاتھ رہنی چاہئے تاکہ پھر نزاع نہ ہو،اور یہ بھی پوچھ لیتا کہ کیا انصار کو بھی حکومت میں لیا جائے،اور یہ بھی پوچھ لیتا کہ پھوپی،اور بھانجی کے میراث کے متعلق کیا حکم یہ میرے دل میں میراث کے متعلق ان دونوں کا خیال رہتا ہے۔۔(ابو عبیدہ فی کتاب الاموال،العقیلی، فضائل الصحابۃ لخیثمۃ بن سلیمان الطرابلسی،المعجم الکبیر الطبرانی،ابن عساکر،السنن لسعید بن منصور)کتاب کنز العمال کے مترجم مولانا احسان اللہ شائق استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی)اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں۔:فائدہ:یہ حدیث حسن ہے مگر اس میں حضور ﷺ سے مروی کوئی بات نہیں۔اس کو امام بخاریؒ نے کلام الصحابۃ مین تخریج کیا ہے۔

۱۴۱۰۱۔عن أبي جعفر قال: جائت فاطمة إلى أبي بكر تطلب ميراثها وجاء العباس بن عبد المطلب يطلب ميراثه وجاء معهما علي، فقال أبو بكر: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نورث، ما تركناه صدقة[وما] كان النبي يعول، فقال علي: ورث سليمان داود وقال زكريا: يرثني ويرث من آل يعقوب، قال أبو بكر: هو هكذا، وأنت والله تعلم مثل ما أعلم، فقال علي: هذا كتاب الله ينطق فسكتوا وانصرفوا.

۱۴۱۰۱۔ابو جعفر سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ(سلام اللہ علیہا)اپنے باپ کی میراث مانگنے حضرت ابو بکر کے پاس آئیں،عباس بن عبد المطلب بھی اپنی میراث مانگنے آئے دونوں کے ساتھ حضرت علیؑ بھی تشریف لائے،حضرت ابو بکر نے کہا:رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے،ہم جو چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور رسول ﷺ کا اور اہل وعیال بھی ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا:اللہ کا فرمان تو یہ ہے وورث سلیمان داؤد،اور ذکریاؑ نے فرمایا یرثنی من آل یعقوب مجھے ایسی اولاد دے جو میری وارث بنے آل یعقوب کی۔حضرت ابو بکر نے جواب دیا یہ حقیقت ہے تم بخوبی جانتے ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:بس یہ اللہ کی کتاب ہے جو بول رہی ہے(یعنی کلام الٰہی کے مقابلہ میں حدیث رسولؐ پیش ہو رہی ہے۔اب لوگ کہتے ہیں کہ اس وراثت سلیمانؑ میں وارثت علم و حکمت تھی۔سوال ہے کہ کیا حکمت و علم کسی کو وراثت میں ملتی ہے؟ آج تک یہ نہیں ہوا کہ عالم کا بیٹا عالم ہی ہو حکیم کا بیٹا حکیم ہی ہو،اب سواد اعظم کی کتابوں کا مطالع کیا جائے تو ہمیں یہ ملتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو حضرت داؤدؑ سے ایک ہزار گھوڑے وراثت میں ملے ہم صرف چند"معتبر ترین" کتابوں کے حوالے پیش کرتے ہیں،ورث سلیمان عن أبيه ألف فرس:عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۶ ص ۱۳،تفسیر الثعلبی ج ۸ ص ۱۹۹:احکام القران ابن عربی ج ۴ ص ۶۶؛تفسیر البغوی ج ۴ ص ۶۸؛ربیع الابرار زمخشری ج ۵ ص ۳۹۲ باب ۹۲،ورث عن أبيه۔مرادً))ابن سعد)(أخرجه ابن سعد فی الطبقات الکبری(۲/۲۱۵)(.ومابین الحاصرتین استدرکته من الطبقات.ص).

۱۴۱۰۲ عن أبي سعيد الخدري قال: سمعت منادي أبي بكر ينادي

بالمدينة حين قدم عليه مال البحرين: من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليأت فيأتيه رجال فيعطيهم فجاء أبو بشير المازني فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي: يا أبا بشير إذا جائنا شيء فائتنا فأعطاه أبو بكر حفنتين أو ثلاثا فوجدها ألفا وأربع مائة [درهم

١٤١٠٢۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکر خلیفہ بنے اور اُن کے پاس بحرین سے مال آیا تو میں نے مدینہ میں ابو بکر کو یہ اعلان کرتے سُنا کہ: جس سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں مال دینے کا وعدہ کیا ہو وہ آجائے۔ چنانچہ یہ اعلان سُن کر کئی لوگ ابو بکر کے پاس آئے اور ابو بکر نے کچھ مال دیا اور ابو بشیر بھی حاضر ہوئے اور کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: اے ابو بشیر! جب ہمارے پاس مال آئے تو تو تم آجانا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے ان کو دو یا تین پیالے بھر کر درہم دیئے جب ابو بشیر نے شمار کیا تو وہ چودہ سو درہم تھے۔

١٤١٠٣ عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو قدم مال البحرين لأعطيتك هكذا وهكذا وهكذا، فلم يقدم حتى مات رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قدم به على أبي بكر قال: من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليأت قلت: قد وعدني إذا جاء مال البحرين أن يعطيني هكذا وهكذا وهكذا، قال: خذ فأخذت أول مرة فكانت خمس مائة ثم أخذت الثنتين. ابن سعد ش خم) (أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى (٢/٣١٧). والبخاري في صحيحه كتاب الحوالات باب من

تكفل عن ميت (٣/١٢٦) (ص).

ایسا ہی واقعہ حضرت جابر ابن عبد اللہؓ سے منسوب کہ مجھے دو مٹھی بھر مال دیا ہر ایک میں ٥٠٠ درہم تھے۔ (یاد رہے کہ اس میں نہ کسی کی گواہی مانگی گئی اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ ١٤٠٠ سال قبل ٥٠٠ درہم کی کیا قیمت ہو سکتی تھی۔ مرآ)

١٤١٠٤ عن جابر قال: قضى علي بن أبي طالب دين رسول الله، صلى الله عليه وسلم.

حضرت جابر ابن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) نے حضور اکرم ﷺ کے قرض کو ادا کیا۔

-١٤١٠٧ عن الزبير بن المنذر بن أبي أسيد الساعدي أن أبا بكر بعث إلى سعد بن عبادة أن أقبل فبايع، فقد بايع الناس وبايع قومك، فقال: لا والله لا أبايع حتى أراميكم بما في كنانتي وأقاتلكم بمن تبعني من قومي وعشيرتي، فلما جاء الخبر إلى أبي بكر قال بشير بن سعد: يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، إنه قد أبى ولج (ولج: لججت بالكسر لجاجا ولجاجة بفتح اللام فيهما فأنت لجوج، ولجوجة والهائل للمبالغة، ولججت بالفتح تلج بالكسر لغة، والملاجة: التمادى في الخصومة. المختار من صحاح اللغة (ب) وليس بمبايعكم أو يقتل ولن يقتل حتى يقتل معه ولده وعشيرته ولن يقتلوا حتى تقتل الخزرج ولن تقتل الخزرج حتى تقتل الأوس فلا تحركوه، فقد استقام لكم الأمر فإنه ليس بضاركم إنما هو رجل وحده ما ترك، فقبل أبو

بكر نصيحة بشير فترك سعدا۔ المختار من صحاح اللغة ١٢ (ب)) ابن سعد) (مابين الحاصرتين من الطبقات الكبرى لابن سعد (٣/٢١٦ (ص).

١٤١٠٧۔حدیث مذکورہ کا مختصر یہ ہے کہ جب سعد بن عبادۃ نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا تو بشیر بن سعد نے ابو بکر کو یہ مشورہ دیا: اے خلیفہ! اُنہوں نے انکار کیا اور ہٹ دھرمی تک پہنچ گئے ہیں آپ ان سے قتال کریں گے تو اُن کی اولاد کو خاندان جنگ میں کود جائے گا۔ پھر قبیلہ خزرج بھی اور خزرج کے ساتھ اوس بھی شریک ہوگا لہذا آپ سعد بن عبادہ کو نہ چھیڑیں۔

١٤١٠٨ عن أم هانئ بنت ابى طالب أن فاطمة أتت أبا بكر تسأله سهم ذوي القربى، فقال لها أبو بكر: سمعت رسول الله ﷺ يقول: سهم ذوي القربى لهم في حياتي وليس بعد موتي.

١٤١٠٨۔حضرت ام ہانیؓ بنت حضرت ابی طالب فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ رلیھا) بھی ابو بکر کے پاس ذوی القربی کا حصہ (خمس) مانگنے آئیں۔ ابو بکر نے جواب دیا: میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ میرے رشتہ داروں کا حصہ میری زندگی تک ہے میری موت کے بعد نہیں۔

١٤١١٢ ۔عن عيسى بن عطية قال: قام أبو بكر الغد حين بويع فخطب الناس فقال: يا أيها الناس إني قد أقلتكم رأيكم إني لست بخيركم فبايعوا خيركم فقاموا إليه فقالوا: يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم أنت والله خيرنا فقال يا أيها الناس، إن الناس قد دخلوا في الإسلام طوعا وكرها فهم

عواذ الله وجيران الله فإن استطعتم أن لا يطلبنكم الله بشيء من ذمته فافعلوا، إن لي شيطانا يحضرني، فإذا رأيتموني قد غضبت فاجتنبوني لا أمثل بأشعاركم وأبشاركم، يا أيها الناس تفقدوا ضرائب غلمانكم إنه لا ينبغي للحم نبت من سحت أن يدخل الجنة، ألا وراعوني بأبصاركم فإن استقمت فأعينوني، وإن زغت فقوموني وإن أطعت الله فأطيعوني وإن عصيت الله فأعصوني. (وأخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى (٣/١٨٢ (ص).

ابو بکر جب خلیفہ بن گئے تو یہ خطبہ دیا کہ: اے لوگو میری بیعت تم نے کی میرے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کیا، مین تم کو تمہاری بیعت واپس کرتا ہوں کیونکہ میں تم اچھا شخص نہیں ہوں تم اپنے میں بہترین شخص کی بیعت کرلو۔ پھر حضرت ابو بکر نے کہا میرے ساتھ ایک شیطان لگا رہتا ہے اور میرے ساتھ حاضر رہتا ہے۔ اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور اگر میں کج روی اختیار کروں تو سیدھا کرو، اگر میں اللہ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تم میری اطاعت نہ کرنا۔

١٤٢٤٢ ۔ثم قال علي: أناشدكم الله إن جبريل نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد لا سيف إلا ذو الفقار ولا فتى إلا علي فهل تعلمون هذا كان لغيري أناشدكم الله هل تعلمون أن جبريل نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد إن الله يأمرك أن تحب عليا، وتحب من يحبه، فإن الله يحب عليا، ويحب من يحبه قالوا: اللهم نعم، قال: أناشدكم الله هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما أسري بي إلى السماء

السابعة رفعت إلى رفارف من نور ثم رفعت إلى حجب من نور فأوحي إلى النبي صلى الله عليه وسلم أشياء، فلما رجع من عنده نادى مناد من وراء الحجب يا محمد نعم الأب أبوك إبراهيم نعم الأخ أخوك علي، تعلمون معاشر المهاجرين والأنصار كان هذا. فقال عبدالرحمن بن عوف من بينهم: سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم بهاتين وإلا فصمتا، أتعلمون أن أحدا كان يدخل المسجد جنبا غيري قالوا: اللهم لا، هل تعلمون أني كنت إذا قاتلت عن يمين النبي صلى الله عليه وسلم قاتلت الملائكة عن يساره، قالوا: اللهم نعم، فهل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أنت مني بمنزلة هارون من موسى ألا إنه لا نبي بعدي، وهل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان آخى بين الحسن والحسين فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يا حسن مرتين، فقالت فاطمة: يا رسول الله إن الحسين لأصغر منه وأضعف ركنا منه، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا ترضين أن أقول أنا: هي (هي: بالفتح وتشديد الياء المكسورة اسم فعل للأمر بمعنى أسرع فيما أنت فيه) يا حسن ويقول جبريل: هي يا حسين فهل لخلق مثل هذه المنزلة نحن صابرون ليقضي الله أمرا كان مفعولا.

۱۴۲۴۲۔ (عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہمیں یوسف بن اسباط نے مخلد نے ابراہیم نخعی سے اُنہوں نے علقمہ سے اور علقمہ حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کی بیعت پہلا دن تھا اور مہاجرین وانصار مسجد (نبوی) میں جمع تھے اس

وقت حضرت علی (علیہ سلام) تشریف لائے اور ایک طویل تقریر فرمائی) جس میں اللہ کی حمد ثنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمات اور اوصاف بیان فرمائے اور پھر فرمایا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کیا ایسا نہیں ہے کہ جبرائیلؑ تشریف لائے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور یہ فرمایا تھا: اے محمدؐ! تلوار تو صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان صرف علیؑ ہے، کیا یہ فرمان میرے علاوہ کسی اور کے لئے تھا؟ میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اللہ کا بتاؤ! کیا تم نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے نبی مرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمایا: اے محمدؐ! اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ علیؑ سے محبت کریں، اور جو بھی علیؑ سے محبت کرے گا اُس سے بھی محبت کریں، بیشک اللہ بھی علیؑ سے محبت فرماتا ہے اور ہر اُس سے جس نے علیؑ کو محبوب رکھا۔ تب لوگوں نے جواباً حضرت علیؑ کو بیک آواز کہا: ہاں اللہ جانتا ایسا ہی ہے۔۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: کہ مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو نور کے خیموں تک مجھے اُٹھا لیا گیا تھا پھر مجھے نور کے پردوں پر اُٹھایا گیا، پھر اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ وحی عنایت فرمائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹنے لگے تو پردوں کے پیچھے سے آواز آئی: اے محمدؐ! ابراہیمؑ تیرا بہترین باپ ہے، اور علیؑ تیرا بہترین بھائی ہے، اے مہاجرین وانصار! تم جانتے ہو کہ یہ حقیقت ہے، یہ سُن کر عبدالرحمن بن عوف لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: اگر یہ بات جو آپ نے فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سُنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔ پھر حضرت علیؑ سے نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو مسجد میں میرے سوا کوئی حالت جنابت میں داخل ہوتا تھا؟ لوگوں نے کہا: واللہ نہیں۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو

کہ جب میں قتال کرتا تھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں بازو قتال کرتا تھا اور ملائکہ آپؐ کے بازو قتال کرتے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں واللہ ایسا ہی ہے، پھر حضرت علیؑ نے مجھے فرمایا: یا علیؑ! میرے لئے تم ایسے جیسے موسیٰ کے لئے ہارون، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین (علیہما السلام) میں بھائی چارہ کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا یا حسنؑ! تو (حضرت) فاطمہؑ فرماتی یا رسول اللہ! حسینؑ اس سے بھی چھوٹا ہے اور کمزور ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ میں حسنؑ کی طرفداری کرتا ہوں تو جبرئیل حسینؑ کی حمایت کرتے ہیں اس لحاظ سے دونوں مساوی ہو گئے۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: کسی کو مخلوق میں ہماری جیسی فضیلت ہے کی؟ پس ہم صبر کرنے والے ہیں اور اللہ جو فیصلہ کرتا ہے وہ ہونے والا ہے۔ (ابن عسا کرنے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے)۔

۱۴۲۴۳ ۔عن زافر عن رجل عن الحارث بن محمد عن أبي الطفيل عامر بن واثلة قال: كنت على الباب يوم الشورى، فارتفعت الأصوات بينهم فسمعت عليا يقول: بايع الناس لأبي بكر وأنا والله أولى بالأمر منه، وأحق به منه، فسمعت وأطعت مخافة أن يرجع الناس كفارا يضرب بعضهم رقاب بعض بالسيف، ثم بايع الناس عمر وأنا والله أولى بالأمر منه وأحق به منه فسمعت وأطعت مخافة أن يرجع الناس كفارا يضرب بعضهم رقاب بعض بالسيف، ثم أنتم تريدون أن تبايعوا عثمان إذا أسمع وأطيع، إن عمر جعلني في خمسة نفر أنا سادسهم لا يعرف لي فضلا عليهم في الصلاح

ولا يعرفونه لي كلنا فيه شرع سواء وايم الله لو أشاء أن أتكلم ثم لا يستطيع عربيهم ولا عجميهم ولا المعاهد منهم ولا المشرك رد خصلة منها لفعلت، ثم قال: نشدتكم بالله أيها النفر جميعا أفيكم أحد آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم غيري؟ قالوا: اللهم لا، ثم قال: نشدتكم الله أيها النفر جميعا أفيكم أحد له عم مثل عمي حمزة أسد الله وأسد رسوله وسيد الشهداء؟ قالوا: اللهم لا، ثم قال: أفيكم أحد له أخ مثل أخي جعفر ذي الجناحين الموشى بالجوهر يطير بهما في الجنة حيث شاء؟ قالوا: اللهم لا، قال: فهل أحد له سبط مثل سبطي الحسن والحسين سيدي شباب أهل الجنة؟ قالوا: اللهم لا قال: أفيكم أحد له زوجة مثل زوجتي فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالوا: اللهم لا.

قال: أفيكم أحد كان أقتل لمشركي قريش عند كل شديدة تنزل برسول الله صلى الله عليه وسلم مني؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفيكم أحد كان أعظم غنى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اضطجعت على فراشه ووقيته بنفسي وبذلت له مهجة دمي؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفيكم أحد كان يأخذ الخمس غيري وغير فاطمة؟ قال: اللهم لا، قال: أفيكم أحد كان له سهم في الحاضر وسهم في الغائب غيري؟ قالوا: اللهم لا، قال: أكان أحد مطهرا في كتاب الله غيري حين سد النبي صلى الله عليه وسلم أبواب المهاجرين وفتح بابي فقام إليه عماه حمزة والعباس فقالا: يا رسول الله سددت أبوابنا وفتحت باب علي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أنا فتحت بابه ولا سددت أبوابكم بل

الله فتح بابه وسد أبوابكم؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفيكم أحد تمم الله نوره من السماء غيري حين قال: وآت ذا القربى حقه۔ قالوا: اللهم لا، قال: أفيكم أحد ناجاه رسول الله صلى الله عليه وسلم اثنى عشرة مرة غيري حين قال الله تعالى: {يا أيها الذين آمنوا إذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجواكم صدقة} قالوا:

۱۴۲۴۳۔ زافر عن رجل عن الحارث بن محمد عن أبي الطفیل عامر بن واثلة۔ سے مروی ہے کہ شوریٰ کے روز میں دروازے پر نگرانی کر رہا تھا۔ اندر چھ افراد موجود تھے ان میں درمیان میں آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر میں نے حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سنا: لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کرلی واللہ میں اس منصب کا اُن سے زیادہ اہل تھا، لیکن اس خوف سے کہیں لوگ کفار نہ بن جائیں اور تلواریں ایک دوسرے کی گردن اُڑانے لگے میں نے خاموشی اختیار کرلی، پھر لوگوں نے عمر کی بیعت کرلی واللہ! میں اُن سے زیادہ اس منصب کا حقدار تھا، اس خوف سے کہیں لوگ کفر کی طرف لوٹ نہ جائیں میں نے صبر کیا۔ پھر اب تم ارداہ کرتے ہو کہ عثمان کی بیعت کروں اور اطاعت کروں، عمر ابن خطاب نے مجھے پانچ لوگوں میں شامل کیا اور میں اُن کا چھٹا ہوں۔ عمر نے میری کوئی فضیلت اور صلاحیت محسوس نہ کیا واللہ! اگر میں بولوں تو پھر کوئی عربی، اور نہ عجمی نہ ذمی اور مشرک، میرے بیان کردہ صفات سے انکار کرسکتا ہے، میں ایسا کر بھی سکتا ہوں، اب اے جماعت! میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں! بتاؤ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھائی چارہ کیا ہو میرے سوا؟ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اے جماعت! میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کیا تم کوئی ایسا شخص ہے جس کا چچا میرے

چچا حمزہؓ جیسا ہوں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسد اللہ اور اور سید الشہدا کہا ہو؟ لوگوں نے کہا الھم لا، اللہ جانتا نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تم کوئی ایسا ہے جس کا بھائی میرے بھائی جعفرؓ جیسا ہو؟ جو ذوالجناحین تھے جو دو پروں کے ساتھ جنت میں مزین ہیں اور جنت میں جہاں وہ چاہیں اُڑتے پھریں؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم کوئی ایسا ہے میری اولاد حسن اور حسین (عیلھما السلام) جیسی اولاد رکھتا ہو جو اہل جنت کے لوگوں کے سردار ہوں گے۔ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم کوئی ایسا ہے جس کی بیوی میری بیوی فاطمہ (سلام اللہ علیھا) جیسی ہو؟، جو بنت رسول ہے، لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے سوال کیا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے مجھ سے زیادہ مشرکوں کو قتل کیا ہو ہر جنگ میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آئی ہو؟ لوگوں نے کیا: نہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کیا تم کوئی ایسا شخص ہے جس نے مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فائدہ پہنچایا ہو، ہجرت کی رات میں اُن کے بستر پر لیٹا ہو؟، اپنی جان کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کی اپنا خون اُنہیں پیش کیا ہو۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں، پھر پوچھا: کیا تم میں کوئی مال خمس (حق ہو اور بنی ہاشم) لیتا ہو میرے اور فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کے سوا؟۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تم کوئی ایسا ہے جسے اللہ کی کتاب میں مطہر کیا گیا ہو (اہل کساء) اور میرے سوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے دروازے بند کئے ہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تو آپ کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اُٹھے اور اُنہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے ہمارے دروازے بند کردئے ہیں اور علیؑ کا دروازہ کھول دیا، تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہ علیؑ کا دروازہ کھولا ہے اور

نہ تمہارے دروازے بند کئے ہیں بلکہ اللہ نے اس کا دروازہ کھولا اور تمہارے دروازے بند کئے ہیں۔ لوگوں نے جواباً کہا: نہیں۔ پھر آپ نے تم کوئی ایسا ہے جس کے لئے نور آسمان سے نام آیا ہو میرے سوا؟ اور جب اللہ فرمایا: وآت ذالقربیٰ حقہ (قرابت داروں کو اُس کا حق ادا کرو) لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو رسول اللہ نے خود بارہ دفعہ پکارا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا: اے ایمان والو! جب تم رسول سے سرگوشی کرو تو، سرگوشی سے قبل صدقہ دو۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے سوال کیا کیا تم کوئی ایسا ہے میرے سوا جس نے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کو بند کیا؟ (یعنی وقت وفات میں ہی موجود تھا)، آپؐ کو قبر میں اُتارا: لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ (امام ابن حجر میں فرماتے ہیں اس کا راوی زافر کذب کے ساتھ متہیم نہیں ہے (یعنی سچا ہے)۔

۴۵۸۸۹۔ عن عمر أنه أتى جارية له فقالت: انى حائض ، فوقع بها فوجدها حائضاً ، فاتى النبی ﷺ فذكر له ذالک فقال : يغفر الله لک يا أبا حفص! تصدق بنصف دينار.

۴۵۸۸۹۔ حضرت عمر اپنی ایک باندی کے پاس آئے اُس نے حالت حیض کا عذر ظاہر کیا لیکن عمر نے اُس کے ساتھ ہمبستری کرلی۔ بعد ہم بستری کے حضرت عمر اس بات تذکرہ کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابو حفص! نصف دینار صدقہ کردو۔ رواہ الحارث وابن ماجہ عمر اپنی بیوی کی پٹائی کرتے ہیں:

عمر کی ایک بری صفت یہ بھی تھی کہ ہمیشہ اپنی بیوی کی پٹائی کیا کرتے تھے۔ ابن

ماجہ نے سنن میں جو کہ صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے لکھا ہے:

اشعث بن قیس سے نقل ہے وہ کہتا ہے:

ضِعفتُ عُمَرَ لَيلَةً فلما كان في جَوْفِ اللّيْلِ قام إلى امْرَاتِهِ يَضْرِبُهَا فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا.

ایک رات میں عمر کا مہمان تھا جب آدھی رات ہوگئی تو عمر نے اپنی بیوی کی پٹائی شروع کردی تب میں نے جاکر بیچ بچاو کروایا اور دونوں کو الگ کردیا۔ جب عمر میرے پاس آئے تو کہا: **فلما اوَى إلى فِرَاشِهِ قال لي يا اشْعَثُ احْفَظْ عَنِّي شيئا سَمِعْتُهُ عن رسول اللهِ صلى ال له عليه وس لم لَا يُسْالُ الرَّجُلُ فِيمَ يَضْرِبُ امْرَاتَهُ.**

اے اشعث! ایک قول رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اسے یاد رکھو! وہ یہ ہے کہ مرد سے اپنی بیوی کو مارنے کے بارے میں کوئی سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔

القزويني، محمد بن يزيد ابو عبدالله (متوفاي 275هـ)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 639 ح1986، بَاب ضَرْبِ النِّسَاء، تحقيق محمد فواد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت؛ المقدسي الحنبلي، ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن احمد (متوفاي 643هـ)، الاحاديث المختارة، ج 1، ص 189، تحقيق عبد الملک بن عبد الله بن دهيش، ناشر: مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطبعة: الاولى، 1410هـ؛ المزي، يوسف بن الزكي عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفاي 742هـ)، تهذيب الكمال، ج 18، ص 31، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: موسسة الرسالة - بيروت،

الطبعة: الاولى، 1400هـ 1980م؛ القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير ابو الفداء (متوفاي 774هـ)، تفسير القران العظيم، ج 1، ص 493، ناشر: دار الفكر - بيروت 1401هـ.

اسی روایت سے مشابہ مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے: الشیبانی، احمد بن حنبل ابو عبداللہ (متوفای 241ھ)، مسند الإمام احمد بن حنبل، ج 1 ص 20، ناشر: موسسة قرطبة مصر.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناقب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

من کتاب مستدرک الصحیحین

الحافظ امام حاکم نیشاپوری

متوفی ۴۰۵ سنہ ھ

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

تعارف

الحافظ امام حاکم نیشاپوری

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور نام محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم ہے۔ آپ نیشاپور کے رہنے والے بہت بڑے حافظِ حدیث اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ ج ۳ طبقہ ۱۳ (اردو) ص ۷۰۰۔۷۰۴ میں آپ کے حالات پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں امام حاکم ثقہ تھے اور وسیع علم رکھتے تھے آپ کی تصنیفات تقریباً پانچ سو اجزاء پر مشتمل ہیں سنہ ۴۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ ابوبکر خطیب کہتے ہیں ابوعبداللہ حاکم قابل اعتماد تھے اور کہتے ہیں مجھے ابراہیم بن محمد ارموی نے جو ایک صالح عالم ہیں بتایا کہ امام حاکم نے بہت سی احادیث جمع کیں اور کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہیں اُن میں حدیث الطیر اور حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' بھی شامل ہے۔ ابتداً امام حاکم نے حدیث طیر سے یہ کہہ کر انکار کیا اگر یہ صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہی نکلے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد حضرت علی سے افضل کوئی نہیں ہے۔ بعد میں امام حاکم کی رائے بدل گئی اور اس حدیث کو مستدرک میں شامل کیا۔ مزید یہ کہا کہ حدیث الطیر بہت سی سندوں سے مروی ہے۔ میں (ابوبکر خطیب) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے اُن کو دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ رہی ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' تو یہ بھی بہت سی عمدہ سندوں سے مروی ہے میں نے اس لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی ہے۔

ابوحازم عبدی کہتے ہیں کہ امام حاکم اپنے زمانے میں اہل حدیث کے امام تھے۔

ابن طاہر کہتے ہیں میں نے اسماعیل انصاری سے امام حاکم کے بارے پوچھا تو کہنے لگے حدیث میں ثقہ اور لائق اعتماد ہیں۔ ظاہر میں شیخین کی فضیلت اور اُن کی خلافت کے برحق ہونے اہل سنت کے ہمنوا ہیں۔ معاویہ اور اُن کے اخلاف سے سخت منحرف ہیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں ابن طاہر نے یہ مزید کہا کہ: میں کہتا ہوں حضرت علیؑ کے مخالفین سے ان کا (امام حاکم) انحراف صحیح اور درست ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ امام حاکم حمام میں داخل ہوئے غسل فرمایا اور ایک سرد آہ کھینچی روح پرواز کرگئی۔ قاضی ابوبکر حیری نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ امام حاکم نے صفر ۴۰۵ھ میں انتقال فرمایا۔

مناقب أمير المؤمنين

علي بن أبي طالب عليه السلام

۶۰۴۴۔ فقد تواترت الأخبار أن فاطمة بنت أسد ولدت على بن أبى طالب فى جوف الكعبة۔ مستدرک الصحیحی ن ج ۳ ص ۴۸۳؛ تذکرۃ الخواص الامۃ سبط ابن جوزی ص ۱۰؛ سیرۃ الحلبیۃ (اردو) ج اول ص ۴۴۰؛ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد ۴ ص ۴۰۶۔ مستدرک الصحیحین میں حاکم نے فرمایا یہ حدیث اس بارے میں متواتر ہے کہ فاطمہؓ بنت اسدؓ نے کعبہ کے اندر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو جنم دیا۔

۴۵۷۲ سمعت القاضي أبا الحسن علي بن الحسن الجراحي وأبا الحسين محمد بن المظفر الحافظ يقولان سمعنا أبا حامد محمد بن هارون الحضرمي يقول سمعت محمد بن منصور الطوسي يقول سمعت أحمد بن حنبل يقول ما جاء لأحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الفضائل ما جاء لعلي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه

محمد بن منصور طوسی سے روایت ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ حضرت علیؓ کے فضائل کے بارے میں جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اصحاب رسولؐ میں کسی اور کے لئے نہیں وارد ہوئیں۔

۴۵۷۳ حدثني أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا إبراهيم بن إسحاق الحربي ثنا مصعب بن عبد الله الزبيري قال كانت فاطمة بنت أسد بن هاشم أول هاشمية ولدت من هاشمي وكانت بمحل عظيم من الأعيان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وتوفيت في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلى عليها وكان اسم علي أسد ولذلک يقول:- أنا الذي سمتني أمي حيدره۔

یہ کہ حضرت فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم پہلی ہاشمیہ ہیں جو بنی ہاشم میں پیدا ہوئیں اور آپ نے حیات رسولؐ میں وفات پائی اور حضرت علیؓ کا نام اسد رکھا تھا۔ حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔ (اسد اور حیدر دونوں شیر کو کہتے ہیں)۔

[4574] حدثني بكير بن محمد الحداد الصوفي بمكة ثنا الحسن بن

علي بن شبيب المعمري ثنا عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة الباهلي ثنا أبي عن الزبير بن سعيد القرشي قال كنا جلوسا عند سعيد بن المسيب فمر بنا علي بن الحسين ولم أر هاشمي قط كان أعبد لله منه فقام إليه سعيد بن المسيب وقمنا معه فسلمنا عليه فرد علينا فقال له سعيد يا أبا محمد أخبرنا عن فاطمة بنت أسد بن هاشم أم علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنهما قال نعم حدثني أبي قال سمعت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب يقول لما ماتت فاطمة بنت أسد بن هاشم كفنها رسول الله صلى الله عليه وسلم في قميصه وصلى عليها وكبر عليها سبعين تكبيرة ونزل في قبرها فجعل يومي في نواحي القبر كأنه يوسعه ويسوي عليها وخرج من قبرها وعيناه تذرفان وحثا في قبرها فلما ذهب قال له عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه يا رسول الله رأيتک فعلت على هذه المرأة شيئا لم تفعله على أحد فقال يا عمر إن هذه المرأة كانت أمي التي ولدتني إن أبا طالب كان يصنع الصنيع وتكون له المأدبة وكان يجمعنا على طعامه فكانت هذه المرأة تفضل منه كله نصيبا فأعود فيه وإن جبريل عليه السلام أخبرني عن ربي عز وجل أنها من أهل الجنة وأخبرني جبريل عليه السلام أن الله تعالى أمر سبعين ألفا من الملائكة يصلون عليها

زبیر بن سعید قرشی سے روایت ہے کہ ہم لوگ سعید بن میسب کے پاس بیٹھے تھے اس درمیان میں علیؑ ابن حسینؑ کا گذر ہوا۔ میں نے اس سے قبل کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا تھا۔ جیسے ہی علی ابن حسین آئے سعید بن میسب ادباً کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی اُن کے ساتھ

کھڑے ہوگئے۔ ہم نے سلام کیا تو آپؑ نے جواب سلام دیا۔ پھر سعید بن میسب نے پوچھا: اے ابو محمد! ہمیں آپ حضرت فاطمہ بنت اسد کے بارے میں جو حضرت علیؑ کی والدہ ہیں بتلائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد (امام حسینؑ) اور اُن سے حضرت علیؑ نے فرمایا جب حضرت فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ وآلہ نے اپنی قمیض بطور کفن دی پھر اُن پر نماز جنازہ پڑھی ستر تکبیر کے ساتھ اور آپؐ اُن کی قبر میں اُترے اور قبر کے ہر سمت اشارہ فرمایا گویا کچھ ارشاد فرمارہے تھے یا قبر کو صاف کررہے تھے۔ پھر آپؐ قبر سے باہر نکل آئے اور آپؐ کا حال یہ تھا کہ دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر آپؐ نے مٹی ڈالی۔ پھر جب وہاں سے چل پڑے تو حضرت عمر نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کو اس سے قبل کسی اور کے ساتھ ایسا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایاً اے عمر! یہ میری ماں تھیں جنہوں نے مجھے پالا تھا۔ حضرت ابوطالب اپنے کام میں مصروف رہتے تھے اور جب گھر میں کھانا تیار ہوتا تو ایک ہی دسترخوان پر ہم سب کھاتے تھے۔ اور یہ (حضرت فاطمہ بنت اسد) میرے لئے الگ سے کچھ رکھ لیتی تھیں۔ جس کو بعد میں میں کھالیتا تھا۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے رب کی جانب سے مجھے خبر دی ہے کہ یہ جنتی ہیں اور اللہ تعالی نے برکت نازل کرنے کے لئے ۷۰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیا ہے۔

[4575] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن سنان القزاز ثنا عبيد الله بن عبد المجيد الحنفي وأخبرني أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا أبو بكر الحنفي ثنا بكير بن مسمار قال

سمعت عامر بن سعد يقول قال معاوية لسعد بن أبي وقاص رضى الله تعالى عنهما ما يمنعك أن تسب بن أبي طالب قال فقال لا أسب ما ذكرت ثلاثا قالهن له رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن تكون لي واحدة منهن أحب إلي من حمر النعم قال له معاوية ماهن يا أبا إسحاق قال لا أسبه ما ذكرت حين نزل عليه الوحي فأخذ عليا وابنيه وفاطمة فأدخلهم تحت ثوبه ثم قال رب إن هؤلاء أهل بيتي ولا أسبه ما ذكرت حين خلفه في غزوة تبوك غزاها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي خلفتني مع الصبيان والنساء قال ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبوة بعدي ولا أسبه ما ذكرت يوم خيبر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأعطين هذه الراية رجلا يحب الله ورسوله ويفتح الله على يديه فتطاولنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أين علي قالوا هو أرمد فقال ادعوه فدعوه فبصق في وجهه ثم أعطاه الراية ففتح الله عليه قال فلا والله ما ذكره معاوية بحرف حتى خرج من المدينة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذه السياقة وقد اتفقا جميعا على إخراج حديث المؤاخاة وحديث الراية

عامر بن سعید سے روایت ہے کہ معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص سے سوال کیا کہ: تجھ کو علی ابن ابی طالب پر لعنت کرنے سے کس نے روکا ہے؟۔ سعد ابن ابی وقاص (عمر ابن سعد کا باپ) نے کہا: جب سے مجھے تین باتیں یاد آگئیں (اس لئے) میں نے علیؑ پر لعنت نہیں کی۔ پہلی بات یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ وآلہ پر وحی نازل ہوئی رسول اللہؐ

نے علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ (سلام اللہ علیہما) کو ایک چادر میں لیا اور ارشاد فرمایا: یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں، دوسری بات یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی جنگ کے لئے جا رہے تھے تو انھوں نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اس پر حضرت علیؑ نے رسول اللہ ﷺ وآلہ سے کہا (آپ جنگ سے روک کر) مجھے عورتوں اور بچوں کا خلیفہ بناتے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰ کے لئے تھے۔ صرف یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ جنگ خیبر کے وقت نبی اکرم ﷺ والہ وسلم نے فرمایا کہ کل علم اُس مرد کو دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ جس کے ہاتھوں پر فتح عطا کرے گا۔ اس وقت ہم سب اس کے لئے آرزومند تھے کہ علم ہم کو عطا ہو۔ مگر آپؐ نے اعلان کیا کہ علیؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور اپنا لعاب دہن حضرت علیؑ کی چشم مبارک پر مل دیا۔ پھر آپؐ کو علم عطا کیا اور اللہ تعالی نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں پر خیبر کی فتح دی۔

[4576] حدثنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن تميم الحنظلي ببغداد ثنا أبو قلابة عبد الملك بن محمد الرقاشي ثنا يحيى بن حماد وحدثني أبو بكر محمد بن بالويه وأبو بكر أحمد بن جعفر البزار قالا ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا يحيى بن حماد وثنا أبو نصر أحمد بن سهل الفقيه ببخارا ثنا صالح بن محمد الحافظ البغدادي ثنا خلف بن سالم المخرمي ثنا يحيى بن حماد ثنا أبو عوانة عن سليمان الأعمش قال ثنا حبيب بن أبي ثابت

عن أبي الطفيل عن زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ونزل غدير خم أمر بدوحات فقممن فقال كأني قد دعيت فأجبت إني قد تركت فيكم الثقلين أحدهما أكبر من الآخر كتاب الله تعالى وعترتي فانظروا كيف تخلفوني فيهما فإنهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض ثم قال إن الله عز وجل مولاي وأنا مولى كل مؤمن ثم أخذ بيد علي رضى الله تعالى عنه فقال من كنت مولاه فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وذكر الحديث بطوله هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بطوله شاهده حديث سلمة بن كهيل عن أبي الطفيل أيضا صحيح على شرطهما

زید ابن ارقم سے یہ روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلہٖ جب حجۃ الوداع سے واپس ہو رہے تھے تو آپ مقام غدیر خم پر اترے اور خطبہ دیا فرمایا کہ: میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں ہر ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت۔ خبردار رہو کہ ان دونوں کے بارے میں کیوں کہ یہ دونوں الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کے یہ کوثر کے حوض پر وارد ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرا ولی اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت علی کا ہاتھ تھاما اور فرمایا میں جس کا ولی ہوں یہ بھی اُس کا ولی ہے۔ اے اللہ! تو اُس کو دوست رکھ جو علی کا دوست ہو اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4577] حدثناه أبو بكر بن إسحاق ودعلج بن أحمد السجزي قالا أنبأ

محمد بن أيوب ثنا الأزرق بن علي ثنا حسان بن إبراهيم الكرماني ثنا محمد بن سلمة بن كهيل عن أبيه عن أبي الطفيل عن بن واثلة أنه سمع زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه يقول نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بين مكة والمدينة عند شجرات خمس دوحات عظام فكنس الناس ما تحت الشجرات ثم راح رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية فصلى ثم قام خطيبا فحمد الله وأثنى عليه وذكر ووعظ فقال ما شاء الله أن يقول ثم قال أيها الناس إني تارك فيكم أمرين لن تضلوا إن اتبعتموهما وهما كتاب الله وأهل بيتي عترتي ثم قال أتعلمون إني أولى بالمؤمنين من أنفسهم ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه وحديث بريدة الأسلمي صحيح على شرط الشيخين۔

زید ابن ارقم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ جہاں پانچ (۵) بڑے درخت تھے رُکے اور لوگوں نے اطراف میں صفائی کی، جب آپ استراحت فرما چکے، تو نماز عشاء ادا کی پھر آپ نے خطاب کیا: بعد حمد و ثنا کے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کی اتباع کرو گے گمراہ نہیں ہوں گے اور وہ یہ دونوں اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت میری عترت ہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا: کیا تم یہ جانتے ہو کہ میں تمام مومنین پر مقدم ہوں؟ یہ تین بار سوال کر چکے تو تمام حاضرین نے اقرار کیا: ہاں یا رسول للہ۔ تب آپؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا علیؑ اُس کا مولا ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4578] حدثنا محمد بن صالح بن هانئ ثنا أحمد بن نصر أخبرنا محمد بن علي الشيباني بالكوفة ثنا أحمد بن حازم الغفاري وأنبأ محمد بن عبد الله العمري ثنا محمد بن إسحاق ثنا محمد بن يحيى وأحمد بن يوسف قالوا ثنا أبو نعيم ثنا بن أبي غنية عن الحكم عن سعيد بن جبير عن بن عباس عن بريدة الأسلمي رضى الله تعالى عنه قال غزوت مع علي إلى اليمن فرأيت منه جفوة فقدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت عليا فتنقصته فرأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير فقال يا بريدة ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم قلت بلى يا رسول الله فقال من كنت مولاه فعلي مولاه وذكر الحديث هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

بریدۃ اسلمی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں حضرت علیؑ کے ساتھ یمن کی جنگ میں تھا اس دوران مجھ میں اور علیؑ سرد مہری ہوگئی جب ہم واپس آئے تو میں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وآلہ سے کی۔ میں نے دیکھا کا آپؐ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے بریدہ! کیا میں تمام مومنین پر مقدم نہیں ہوں؟۔ میں نے جواب دیا: ہاں یا رسولؐ اللہ۔ تب آپؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، علیؑ اس کا مولا ہے۔ یہ حدیث شرط صحیح مسلم کے مطابق صحیح ہے

[4579] حدثنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ حدثني أبي ومحمد بن نعيم قالا ثنا قتيبة بن سعيد ثنا جعفر بن سليمان الضبعي عن يزيد الرشك عن مطرف عن عمران بن حصين رضى الله تعالى عنه قال بعث

رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية واستعمل عليهم علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه فمضى علي في السرية فأصاب جارية فأنكروا ذلك عليه فتعاقد أربعة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا لقينا النبي صلى الله عليه وسلم لأخبرناه بما صنع علي قال عمران وكان المسلمون إذا قدموا من سفر بدئوا برسول الله صلى الله عليه وسلم فنظروا إليه وسلموا عليه ثم انصرفوا إلى رحالهم فلما قدمت السرية سلموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام أحد الأربعة فقال يا رسول الله ألم تر أن عليا صنع كذا وكذا فأعرض عنه ثم قام الثاني فقال مثل ذلك فأعرض عنه ثم قام الثالث فقال مثل ذلك فأعرض عنه ثم قام الرابع فقال يا رسول الله ألم تر أن عليا صنع كذا وكذا فأقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب في وجهه فقال ما تريدون من علي إن عليا مني وأنا منه وولي كل مؤمن هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ: علیؑ کے بارے مجھ سے شکایت مت کرو کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے اور وہ تمام مومنین کے ولی ہیں۔

[4580] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق أن علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه أسلم وهو بن عشر سنين

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ: میں اُس وقت اسلام

لایا جب کہ میں دس سال کا تھا۔

[4581] أخبرني أبو إسحاق المزكي وأبو الحسين الحافظ قالا ثنا محمد بن إسحاق الثقفي ثنا محمد بن منصور ثنا عبد الرزاق أنبأ معمر عن قتادة عن الحسن قال أسلم علي وهو بن عشر أو بن ست عشرة سنة هذا الإسناد أولى من الأول وإنما قدمت ذلك لأني علوت فيه۔

حسن نے فرمایا کہ جب حضرت علیؓ اسلام لائے یا تو دس سال کے تھے یا ۱۶ سال کے۔ (یہ یوں کہنا چاہتے تھا کہ جس وقت رسول ﷺ نے اعلان رسالت کیا اس وقت حضرت علیؓ دس سال کے تھے یا ۱۶ سال کے تھے)

[4582] حدثني أبو عمرو محمد بن عبد الواحد الزاهد صاحب ثعلب إملاء ببغداد ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا زكريا بن يحيى المصري حدثني المفضل بن فضالة حدثني سماك بن حرب عن عكرمة عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال لعلي أربع خصال ليست لأحد هو أول عربي وأعجمي صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الذي كان لواؤه معه في كل زحف والذي صبر معه يوم المهراس وهو الذي غسله وادخله قبره۔

حضرت عبد اللہؓ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے چار ایسے فضائل ہیں جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوئے:

(۱) آپؓ عرب اور عجم میں پہلے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ (۲) ہر جنگ میں نبیؐ کا علَم آپ کے ہاتھ میں رہا (۳) آپ مہراس کے دن (یوم

اُحد، صاحب کشف الغمۃ ابن ابی الفتح اردبلی ج ۱ ص ۷۹ میں غزوہ حنین لکھا ہے، اور اسی جلد میں ص ۱۹۰ پر جنگ احد لکھا ہے کہ: جب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس پتھر سے زخمی ہوا تو حضرت علیؓ نے مہراس سے پانی لا کر زخم دھویا) نبیؐ کے ساتھ صبر (ثابت قدم رہے) کیا (۴) اور آپ ہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور قبر میں اُتارا۔

[4583] حدثنا علي بن حمشاذ ثنا محمد بن المغيرة السكري ثنا القاسم بن الحكم العرني ثنا مسعر عن الحكم بن عتيبة عن مقسم عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دفع الراية إلى علي رضي الله تعالى عنه يوم بدر وهو بن عشرين سنة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔

رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن پرچم عطا کیا جب کہ وہ بیس سال کے تھے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4584] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العمري وحدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ ثنا إبراهيم بن عبد الله العبسي قالا ثنا عبيد الله بن موسى ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله الأسدي عن علي رضي الله تعالى عنه قال إني عبد الله وأخو رسوله وأنا الصديق الأكبر لا يقولها بعدي إلا كاذب صليت قبل الناس بسبع سنين قبل أن يعبده أحد من هذه الأمة۔

عباد بن عبد اللہ الاسدی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے کہ میں اللہ کا بندہ

ہوں اور رسولؐ کا بھائی اور میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی میرے بعد صدیقیت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور میں نے تمام لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی ہے یہ شرف اس امت میں میرے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔

[4585] شعيب بن صفوان عن الأجلح عن سلمة بن كهيل عن حبة بن جوين عن علي رضى الله تعالى عنه قال عبدت الله مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع سنين قبل أن يعبده أحد من هذه الامة۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے اللہ کی عبادت رسولؐ ﷺ کے ساتھ تمام امت سے سات سال قبل کی ہے۔

[4586] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن يوسف بن صهيب عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال انطلق أبو ذر و نعيم بن عم أبي ذر و أنا معهم نطلب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالجبل مكتتم فقال أبو ذر يا محمد آتيناك نسمع ما تقول و إلى ما تدعو فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أقول لا إله إلا الله و أني رسول الله فآمن به أبو ذر و صاحبه و آمنت به و كان علي في حاجة لرسول الله صلى الله عليه وسلم أرسله فيها و أوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الإثنين و صلى علي يوم الثلاثاء صحيح الإسناد و لم يخرجاه

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ابوذرؓ اور نعیم (ابوذر کے) ابن عم، رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں روانہ ہوئے اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا اور

آنحضرت ﷺ پہاڑ پر پوشیدہ طور سے تشریف فرما تھے۔ ابوذرؓ نے کہا: اے محمدؐ! ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہیں کہ ہم سُنیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں اور آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں لا الہ الا اللہ تو ابوذرؓ نے ایمان قبول کرلیا اور اُن کے ساتھی نے بھی۔ اور میں نے بھی ایمان قبول کیا اور علیؓ کو رسولؐ اللہ نے اپنے کسی کام کے سلسلے میں بھیج دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ پر وحی پیر کے دن نازل ہوئی اور حضرت علیؓ نے منگل کے روز (رسول اللہ ﷺ کے پیچھے) نماز پڑھی۔
اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔

[4587] حدثنا أبو سعيد أحمد بن عمرو الأخمسي ثنا الحسين بن حميد بن الربيع حدثني عبد الرحمن بن بيهس الملائي حدثني علي بن عابس عن مسلم الملائي عن أنس رضى الله تعالى عنه قال نبىء النبي صلى الله عليه وسلم يوم الإثنين و أسلم علي يوم الثلاثاء

انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر دوشنبہ کو وحی نازل ہوئی اور حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا۔

[4589] سمعت أبا إسحاق إبراهيم بن إسماعيل القاري يقول سمعت عثمان بن سعيد الدارمي يقول سمعت أبا بكر بن أبي شيبة يقول ولي علي بن أبي طالب خمس سنين و قتل سنة أربعين من مهاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو بن ثلاث و ستين سنة قتل يوم الجمعة للحادي و العشرين من شهر رمضان و مات يوم الأحد و دفن بالكوفة

عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن شیبہ کو یہ فرماتے سنا کہ علیؑ ابن ابی طالب نے ۵ سال خلافت کی اور رسولؐ کی ہجرت کے چالیسویں سال میں قتل کئے گئے اور اس وقت آپؐ کا سن شریف ۶۳ سال تھا اُنھیں بروز جمعہ قتل کیا گیا ۲۱ رمضان المبارک کو اور یکشنبہ کو انتقال ہوا اور اُنھیں کوفے میں دفن کیا گیا۔

[4590] أخبرنا إبراهيم بن إسماعيل القاري ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث بن سعد أخبرني خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أسلم أن أبا سنان الدؤلي حدثه أنه عاد عليا رضى الله تعالى عنه في شكوى له أشكاها قال فقلت له لقد تخوفنا عليک يا أمير المؤمنين في شكواک هذه فقال لكني والله ما تخوفت على نفسي منه لأني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الصادق المصدوق يقول إنک ستضرب ضربة ها هنا وضربة ها هنا وأشار إلى صدغيه فيسيل دمها حتى تختضب لحيتک ويكون صاحبها أشقاها كما كان عاقر الناقة أشقى ثمود

هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه

ابوسنان دؤلی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت علیؑ کے زخمی ہوجانے کے بعد اُن کی عیادت کے لئے گئے وہ کہتے ہیں کی میں نے کہا: یاامیر المومنین آپ کی حالت دیکھ کر ہمیں بے حد خوف محسوس ہو رہا ہے کہ آپ اتنی تکلیف میں ہیں۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا :لیکن مجھے اپنے بارے میں کوئی خوف نہیں اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ جو صادق اور مصدق ہیں یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب تمھیں یہاں اور یہاں پر

ضربت لگے گی اور اُنہوںؐ نے اپنی کنپٹی کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں سے خون بہے گا یہاں تک کے تمھاری داڑھی خون سے رنگین ہوجائے گی اور ضربت مارنے والا اسی طرح کا بدبخت ہوگا جیسا کہ قوم ثمود کا وہ شخص تھا جس نے ناقہ (صالحؑ) کو ذبح کردیا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے بخاری کی شرط پر۔

[4591] أخبرنا أبو جعفر محمد بن عبد الله البغدادي ثنا يحيى بن عثمان بن صالح السهمي ثنا سعيد بن عفير حدثني حفص بن عمران بن أبي الرسام عن السري بن يحيى عن بن شهاب قال قدمت دمشق وأنا أريد الغزو فأتيت عبد الملک لأسلم عليه فوجدته في قبة على فرش بقرب القائم وتحته سماطان فسلمت ثم جلست فقال لي يا بن شهاب أتعلم ما كان في بيت المقدس صباح قتل علي بن أبي طالب فقلت نعم فقال هلم فقمت من وراء الناس حتى أتيت خلف القبة فحول إلي وجهه فأحنا علي فقال ما كان فقلت لم يرفع حجر من بيت المقدس إلا وجد تحته دم فقال لم يبق أحد يعلم هذا غيري وغيرک لا يسمعن منک أحد فما حدثت به حتى توفي

ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے کہ میں دمشق آیا اور جنگ میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ میں عبد الملک بن مروان کی خدمت میں انھیں سلام کرنے آیا۔ میں نے اُنھیں قبہ میں زمین پرستوں کے قریب بیٹھا ہو پایا اُن کے نیچے دو اُونی چادریں بچھی ہوئی تھیں میں نے اُنھیں سلام کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ عبد الملک بن مروان نے کہا: ابن شہاب کیا تم جانتے ہو کہ جس صبح کو حضرت علیؑ شہید ہوئے اُس وقت بیت المقدس میں

کیا ہوا میں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر عبدالملک نے مجھے لوگوں سے علاحدہ قبہ کے پیچھے لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ: کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا: اُس دن بیت المقدس میں کوئی پتھر نہیں تھا مگر یہ کہ اُس کے نیچے خون موجود نہ ہو۔ عبدالملک بن مروان نے تاکیداً کہا کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان رہے اور کسی اور کو نہ بتلانا۔ میں نے تادم حیات عبدالملک یہ بات کسی کو نہیں بتلائی۔

[4595] فحدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ ثنا أحمد بن موسى بن إسحاق التميمي ثنا وضاح بن يحيى النهشلي ثنا أبو بكر بن عياش عن أبي إسحاق عن الأسود بن يزيد النخعي قال لما بويع علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خزيمة بن ثابت وهو واقف بين يدي المنبر:-

اسود بن یزید نخعی روایت کرتے ہیں کہ جب منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ پر علیؑ ابن ابی طالب کی بیعت کی گئی تو خزیمہ بن ثابت نے کہا جو منبر کے سامنے کھڑے تھے:

إذا نحن بايعنا عليا فحسبنا = جب ہم نے علی کی بیعت کی ہے تو ہمارے لئے یہی کافی ہے۔

أبو حسن مما نخاف من الفتن = ابوالحسن سے فتنوں کے بارے میں جن سے ہم خوف زدہ ہیں خوف زدہ نہیں ہیں۔

وجدناه أولى الناس بالناس أنه = ہم نے اُنھیں تمام انسانوں سے بہتر پایا ہے

أطب قريشا بالكتاب وبالسنن = وہ کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے بارے

میں قریش میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت ہیں۔

[4601] فحدثناه أبو زكريا يحيى بن محمد العنبري ثنا إبراهيم بن أبي طالب ثنا علي بن المنذر ثنا بن فضيل ثنا مسلم الملائي عن خيثمة بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالك وقال له رجل إن عليا يقع فيك إنك تخلفت عنه فقال سعد والله إنه لرأي رأيته وأخطأ رأيي إن علي بن أبي طالب أعطي ثلاثا لأن أكون أعطيت إحداهن أحب إلي من الدنيا وما فيها لقد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم بعد حمد الله والثناء عليه هل تعلمون أني أولى بالمؤمنين قلنا نعم قال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه وال من والاه وعاد من عاداه وجيء به يوم خيبر وهو أرمد ما يبصر فقال يا رسول الله إني أرمد فتفل في عينيه ودعا له فلم يرمد حتى قتل وفتح عليه خيبر وأخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عمه العباس وغيره من المسجد فقال له العباس تخرجنا ونحن عصبتك وعمومتك وتسكن عليا فقال ما أنا أخرجتكم وأسكنته ولكن الله أخرجكم وأسكنه وأما ما ذكر من اعتزال أبي مسعود الأنصاري وأبي موسى الأشعري فإن أمير المؤمنين عليا رضى الله تعالى عنه وجه إلى الكوفة ليأخذ البيعة له محمدا ابنه ومحمد بن أبي بكر وكان على الكوفة أبو موسى الأشعري وأبو مسعود فامتنع أبو موسى أن يبايع فرجعا إلى أمير المؤمنين فبعث الحسن ابنه ومالك الأشتر

خیثمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں سعد بن مالک کو سنا کہ

کسی شخص نے اُن سے کہا کہ علیؑ نے تمھیں ناسزا کہا ہے۔کہ تم نے اُن کی بیعت سے تخلف کیا ہے۔سعد کہا کہ وہ میری رائے تھی جو غلط تھی۔علی ابن ابی طالب کو تین چیزیں ایسی ملیں کہ اگر اُن میں سے ایک بھی مجھے ملتیں تو میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتیں۔ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے غدیرخم میں حمد وثنا پروردگار کے بعد فرمایا تھا کہ :کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں مومنین میں سب سے بہتر ہوں ہم نے کہا بے شک یہ اللہ کا فرمان ہے۔تو نبی اکرمؐ نے من کنت مولاہ فعلی مولا۔میں جس جس کا مولا ہوں علی اُس اُس کا مولا ہے۔اے اللہ! تو اُس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔جب اُنھیں خیبر کی جنگ کے موقع پر لایا گیا تو اُنھیں آشوب چشم تھا،انھوں نے کہا: یارسول اللہ! میں آشوبِ چشم میں مبتلا ہوں تو آنحضرت ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو پھر کبھی اُنھیں آشوبِ چشم نہیں ہوا۔انھوں نے قتال کیا اور خیبر اُن کے ہاتھوں پر فتح ہوگیا۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ اور اُن کے علاوہ دوسرے افراد کو مسجد نبوی سے نکال دیا،عباسؓ نے آپؐ سے کہا: آپؐ ہمیں نکال رہے ہیں جب کہ ہم آپ کے قرابت دار ہیں اور آپؐ کے چچا ہیں اور علیؑ کو رہنے دیا۔تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہ میں نے تمھیں نکالا ہے اور نہ میں نے علیؑ کو ٹھہرایا ہے۔ابومسعود انصاری اور ابوموسیٰ اشعری کے کنارہ کش ہونے کا ذکر ہے۔تو علیؑ نے اپنے بیٹے محمد حنفیہ اور محمد ابن ابی بکر کو کوفہ بھیجا تھا کہ اُن سے بیعت لیں۔کیوں کہ ابوموسیٰ اشعری اور ابومسعود اُس وقت کوفے میں تھے اور ابوموسیٰ نے بیعت سے منع کر دیا تھا وہ دونوں (محمد حنفیہ اور محمد ابن ابی بکر) واپس آگئے تو پھر علیؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ اور مالک

اُشتر کو اس کام پر مامور کیا تھا۔

[4610] حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد ثنا أحمد بن نصر ثنا أبو نعيم الفضل بن دكين ثنا عبد الجبار بن الورد عن عمار الدهني عن سالم بن أبي الجعد عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها قالت ذكر النبي صلى الله عليه وسلم خروج بعض أمهات المؤمنين فضحكت عائشة فقال انظري يا حميراء أن لا تكوني أنت ثم التفت إلى علي فقال إن وليت من أمرها شيئا فارفق بها

حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض اُمہات کے خروج کا ذکر کیا تو اس بات پر حضرت عائشہ ہنس دیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حمیرا! دیکھو کہیں یہ تم نہ ہو۔پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اگر اِن کا کوئی معاملہ تم سے متعلق ہو تو ان سے نرمی سے کام لینا۔

[4611] حدثني أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي من أصل كتابه ثنا الحسن بن علي بن شبيب المعمري ثنا عبد الله بن صالح الأزدي حدثني محمد بن سليمان بن الأصبهاني عن سعيد بن مسلم المكي عن عمرة بنت عبد الرحمن قالت لما سار علي إلى البصرة دخل على أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم يودعها فقالت سر في حفظ الله وفي كنفه فوالله إنك لعلي الحق والحق معك ولولا أني أكره أن أعصى الله ورسوله فإنه أمرنا صلى الله عليه وسلم أن نقر في بيوتنا لسرت معك ولكن والله لأرسلن معك من هو أفضل عندي وأعز علي من نفسي ابني عمر هذه الأحاديث الثلاثة كلها

صحيحة على شرط الشيخين ولم يخرجاه

عمرة بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ بصرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو آپؓ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں رخصت کے لئے آئے۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: اللہ تمہاری حفاظت کرے اور اُسی کی حفاظت میں جاؤ۔ واللہ حق تمہارے ساتھ ہے اور تم حق پر ہو۔ اگر مجھے اللہ اور رسول کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا کیونکہ ہمیں گھر میں ہی رہنے کا حکم ہے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی مگر اپنے سے زیادہ بہتر میرے فرزند عمرؓ کو بھیج رہی ہوں۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4613] حدثنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ ثنا محمد بن عبد الوهاب العبدي ثنا يعلى بن عبيد ثنا إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم قال لما بلغت عائشة رضى الله تعالى عنها بعض ديار بني عامر نبحت عليها الكلاب فقالت أي ماء هذا قالوا الحوأب قالت ما أظنني إلا راجعة فقال الزبير لا بعد تقدمي ويراك الناس ويصلح الله ذات بينهم قالت ما أظنني إلا راجعة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كيف بإحداكن إذ نبحتها كلاب الحوأب

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ بنی عامر کی رہائش گاہوں کے قریب پہنچیں تو اُن پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا حضرت عائشہ نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے تو لوگوں نے جواب دیا یہ ”حَوأب“ ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا میں یہاں سے واپس جانا چاہتی ہوں تو زبیر نے کہا میری پیش قدمی کے بعد ایسا نہیں

ہو سکتا۔ حضرت عائشہ نے کہا میرا خیال ہے مجھے پلٹ جانا چاہئے اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم میں سے ایک ایسی ہوگی جس پر حَوأب کے کتے بھونکیں گے اور اُس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی۔

[4615] أخبرنا أحمد بن كامل القاضي ثنا محمد بن سعد العوفي ثنا يحيى بن أبي بكير ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي عبد الله الجدلي قال دخلت على أم سلمة رضى الله تعالى عنها فقالت لي أيسب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيكم فقلت معاذ الله أو سبحان الله أو كلمة نحوها فقالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وقد رواه بكير بن عثمان البجلي عن أبي إسحاق بزيادة ألفاظ

ابوعبداللہ الجدلی نے روایت کی کہ وہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے فرمایا: تم لوگ رسول اللہ ﷺ واٰلہ وسلم کو گالی دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ معاذ اللہ! یا سبحان اللہ (یا ایسا ہی کلمہ حیرت)۔ اس لئے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی۔

[4616] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد الحافظ بهمدان ثنا أحمد بن موسى بن إسحاق التيمي ثنا جندل بن والق ثنا بكير بن عثمان البجلي قال سمعت أبا إسحاق التميمي يقول سمعت أبا عبد الله الجدلي يقول حججت وأنا غلام فمررت بالمدينة وإذا الناس عنق واحد فاتبعتهم فدخلوا على أم

سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فسمعتها تقول يا شبيب بن ربعي فأجابها رجل جلف جاف لبيک يا أمتاه قالت يسب رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناديكم قال و أنى ذلک قالت فعلي بن أبي طالب قال إنا لنقول أشياء نريد عرض الدنيا قالت فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني ومن سبني فقد سب الله تعالى

ابوعبداللہ الجدلی سے روات ہے کہ میں نے بچپن میں حج کیا تھا اور جب مدینہ آیا تو دیکھا کہ لوگ کثیر تعداد میں کسی طرف جارہے تھے میں بھی اُن کے ساتھ ہوگیا اور سب حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ میں دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص اس مجمع میں سے کھڑا ہوا اور پوچھا اے ام المومنین کیا بات ہے؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا تم لوگ اپنی محفلوں میں رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپؓ نے کہا: تم علی ابن ابی طالب کو گالیاں دیتے ہو۔ اُس شخص نے جواب دیا بہت سی باتیں ہیں جو دنیا کے مقاصد میں سے ہوتیں ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ جس نے علیؑ کا گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی اور جس نے مجھ کو گالی دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔

[4617] أخبرنا أبو أحمد محمد الشيباني من أصل كتابه ثنا علي بن سعيد بن بشير الرازي بمصر ثنا الحسن بن حماد الحضرمي ثنا يحيى بن يعلى ثنا بسام الصيرفي عن الحسن بن عمرو الفقيمي عن معاوية بن ثعلبة عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أطاعني فقد

أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله ومن أطاع عليا فقد أطاعني ومن عصى عليا فقد عصاني هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے دوری کی اُس نے اللہ سے دوری کی۔ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی کی مخالفت کی اُس نے میری مخالفت کی۔

[4618] أخبرني محمد بن أحمد بن تميم القنطري ثنا أبو قلابة الرقاشي ثنا أبو عاصم عن عبد الله بن المؤمل حدثني أبو بكر بن عبيد الله بن أبي مليكة عن أبيه قال جاء رجل من أهل الشام فسب عليا عند بن عباس فحصبه بن عباس فقال يا عدو الله آذيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة وأعد لهم عذابا مهينا لو كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حيا لآذيته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبداللہ بن ابی ملیکہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ایک شامی نے آکر ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علی کو گالی دی۔ ابن عباس نے اُس پر کنکریاں پھینکیں اور کہا: اے اللہ کے دشمن تم نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے۔ اور اللہ ارشاد فرماتا ہے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا (سورت الاحزاب آیت ۵۷)۔ یعنی بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت اور آخرت میں لعنت اور اُن کے لئے

رسوا کرنے والا عذاب تیار ہے۔ اگر رسول ﷺ زندہ ہوتے تو کیا تم انھیں اذیت پہنچاتے۔ یہ حدیث صحیح السند ہے بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا۔

[4620] حدثنا عبدان بن يزيد بن يعقوب الدقاق من أصل كتابه ثنا إبراهيم بن الحسين بن ديزيل ثنا أبو نعيم ضرار بن صرد ثنا معتمر بن سليمان قال سمعت أبي يذكر عن الحسن عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي أنت تبين لأمتي ما اختلفوا فيه من بعدي هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ! میری اُمت میرے بعد جن اُمور میں اختلاف کرے تو تم اُن کی وضاحت کرو گے۔ یہ حدیث شرائط شیخین پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

[4621] أخبرنا أبو جعفر محمد بن علي الشيباني بالكوفة من أصل كتابه ثنا أحمد بن حازم بن أبي غرزة ثنا أبو غسان ثنا عبد السلام بن حرب ثنا الأعمش عن إسماعيل بن رجاء عن أبيه عن أبي سعيد رضى الله تعالى عنه قال بن أبي غرزة وحدثنا عبيد الله بن موسى ثنا فطر بن خليفة عن إسماعيل بن رجاء عن أبيه عن أبي سعيد رضى الله تعالى عنه قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فانقطعت نعله فتخلف علي يخصفها فمشى قليلا ثم قال إن منكم من يقاتل على تأويل القرآن كما قاتلت على تنزيله فاستشرف لها القوم وفيهم أبو بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما قال أبو بكر أنا هو قال لا قال عمر أنا هو

قال لا ولكن خاصف النعل يعني عليا فأتيناه فبشرناه فلم يرفع به رأسه كأنه قد كان سمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

دو طریقوں سے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اُن کی جوتی ٹوٹ گئی علی علیہ السلام پیچھے رہ کر اُس کی مرمت کرنے لگے۔ آنحضرتؐ کچھ دور چلے پھر فرمایا کہ تم میں سے وہ ہے جو تاویل قرآن پر قتال کرے گا جس طرح میں نے اُس کی تنزیل پر قتال کیا ہے۔ آنحضرتؐ کے ہمراہ جو افراد تھے اُن میں ابوبکر اور عمر بھی تھے اُن سب نے اسے باعث شرف جانا۔ حضرت ابوبکر نے کہا: کیا وہ میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ پھر حضرت عمر نے کہا: کیا وہ میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ جوتی مرمت کرنے والا یعنی علی علیہ السلام۔ ہم سب علیؑ کے پاس آئے اور اُنھیں یہ خوش خبری سنائی۔ حضرت علیؑ نے یہ سُن کر بھی اپنا سر بلند نہیں کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت علیؑ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سُن رکھا تھا۔ فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4622] حدثني أبو قتيبة سالم بن الفضل الآدمي بمكة ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا عمي أبو بكر ثنا علي بن ثابت الدهان ثنا الحكم بن عبد الملك عن الحارث بن حصيرة عن أبي صادق عن ربيعة بن ناجذ عن علي رضى الله تعالى عنه قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي إن فيك من عيسى صلى الله عليه وسلم مثلا أبغضته اليهود حتى بهتوا أمه وأحبته

النصارى حتى أنزلوه بالمنزلة التي ليس بها قال وقال علي ألا وأنه يهلك في محب مطري يفرطني بما ليس في ومبغض مفتر يحمله شنآني على أن يبهتني ألا وأني لست بنبي ولا يوحى إلي ولكني أعمل بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما استطعت فما أمرتكم به من طاعة الله تعالى فحق عليكم طاعتي فيما أحببتم أو كرهتم وما أمرتكم بمعصية أنا وغيري فلا طاعة لأحد في معصية الله عز وجل إنما الطاعة في المعروف صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور ارشاد فرمایا: اے علیؑ! تمہاری مثال حضرت عیسیٰؑ جیسی ہے کہ یہود نے اُن سے بغض وعناد کا مظاہرہ کیا اور اُن کی ماں پر بہتان باندھا، اور نصاریٰ نے اُنہیں اُن کو اُس مقام پر لے گئے جہاں کے وہ مستحق نہیں تھے یعنی خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں میری محبت میں غلو کرنے والا بھی ہلاک ہوگا اور مجھ سے بغض رکھنے والا بھی، میری دشمنی اُس کو مجھ پر بہتان تراشی پر آمادہ کرے گی۔ خبردار! میں نبی نہیں ہوں، میری طرف وحی نہیں آتی۔ میں نے حتی الوسع اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کے مطابق عمل کرتا ہوں لہذا اگر میں تمہیں اطاعت الٰہی میں تمھیں حکم دوں تو میرا حکم مانو خواہ تمھیں یہ بات پسند ہو یا ناپسند میں یا کوئی اور تمھیں معصیت کا حکم نہیں دیتا لہذا اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔

[4623] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العامري ثنا عبد الله بن نمير أخبرنا أحمد بن سهل الفقيه ببخارا ثنا أبو

عصمة سهل بن المتوكل البخاري ثنا عفان وسليمان بن حرب قالا ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن إسحاق عن محمد بن إبراهيم التيمي عن سلمة بن أبي الطفيل أظنه عن أبيه عن علي رضى الله تعالى عنه قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي إن لک كنزا في الجنة وإنک ذو قرنيها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

محمد بن ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ انہوں حضرتؓ علی سے روایت کی کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! جنت میں تمہارے لئے ایک خزانہ ہے اور تم اُس کے مالک ہو۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4624] حدثنا أبو العباس محمد بن أحمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العامري ثنا عبد الله بن عمير ثنا عامر بن السمط عن أبي الجحاف داود بن أبي عوف عن معاوية بن ثعلبة عن أبي ذر رضى الله تعالى عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا علي من فارقني فقد فارق الله ومن فارقک يا علي فقد فارقني صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو ذرؓ روایت کرتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علیؑ! جس نے مجھ سے علحدگی اختیار کی وہ اللہ سے جدا ہوگیا اور اے علیؑ! جس نے آپؑ سے مفارقت کی اُس نے مجھ سے جدائی کی۔ یہ صحیح الاسناد شیخین نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی۔

[4625] حدثنا أبو العباس محمد بن أحمد المحبوبي ثنا محمد بن معاذ ثنا أبو حفص عمر بن الحسن الراسبي ثنا أبو عوانة عن أبي بشر عن سعيد

بن جبير عن عائشة رضى الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه و سلم قال أنا سيد ولد آدم و علي سيد العرب هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وفي إسناده عمر بن الحسن وأرجو أنه صدوق ولولا ذلك لحكمت بصحته على شرط الشيخين وله شاهد من حديث عروة عن عائشة

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ میں تمام انسانوں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4626] أخبرناه أبو بكر محمد بن جعفر القاري ببغداد ثنا أحمد بن عبيد بن ناصح ثنا الحسين بن علوان عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادعوا الي سيد العرب فقلت يا رسول الله ألست سيد العرب قال أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ سید عرب کو بلاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمام انسانوں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں۔

[4627] وله شاهد آخر من حديث جابر رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادعوا لي سيد العرب فقالت عائشة رضى الله تعالى عنها ألست سيد العرب يا رسول الله فقال أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے سید العرب کو بلاؤ تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمام بنی نوع کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں

[4628] أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد ثنا أحمد بن محمد بن نصر ثنا عمرو بن طلحة القناد الثقة المأمون ثنا علي بن هاشم بن البريد عن أبيه قال حدثني أبو سعيد التيمي عن أبي ثابت مولى أبي ذر قال كنت مع علي رضى الله تعالى عنه يوم الجمل فلما رأيت عائشة واقفة دخلني بعض ما يدخل الناس فكشف الله عني ذلك عند صلاة الظهر فقاتلت مع أمير المؤمنين فلما فرغ ذهبت إلى المدينة فأتيت أم سلمة فقلت إني و الله ما جئت أسأل طعاما ولا شرابا ولكني مولى لأبي ذر فقالت مرحبا فقصصت عليها قصتي فقالت أين كنت حين طارت القلوب مطائرها قلت إلى حيث كشف الله ذلك عني عند زوال الشمس قال أحسنت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول علي مع القرآن والقرآن مع علي لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض هذا حديث صحيح الإسناد وأبو سعيد التيمي هو عقيصاء ثقة مأمون ولم يخرجاه

ابو ثابتؓ (غلام حضرت ابو ذرؓ) سے روایت ہے کہ میں جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھا۔ جب میں نے جنگ میں حضرت عائشہ یکھا تو مجھ پر جنگ جمل کے بارے میں حق و باطل کے تعلق سے انکشاف ہوگیا۔ پھر میں نے حضرت علیؑ کے ساتھ رہ کر جنگ کی جب جنگ سے فارغ ہوا تو مدینہ آیا اور میں حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی خدمت میں گیا

اور کہا میں کچھ کھانے اور پینے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ جنگ کا احوال سنانے آیا ہوں حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تم کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا اللہ نے ظہر کے وقت میری ہدایت کی۔ اس پر ام سلمہؓ نے فرمایا تو نے ٹھیک کیا اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ: علیؓ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن علیؓ کے ساتھ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک حوض کوثر پر وارد ہوں۔

[4629] أخبرنا أحمد بن كامل القاضي ثنا أبو قلابة ثنا أبو عتاب سهل بن حماد ثنا المختار بن نافع التميمي ثنا أبو حيان التيمي عن أبيه عن علي رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله عليا اللهم أدر الحق معه حيث دار هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ رحم کرے علیؓ پر۔ اے اللہ! حق کو وہاں پھیر جہاں پر علیؓ رہے۔

[4630] أخبرني أبو الحسن محمد بن أحمد بن هانئ العدل ثنا الحسين بن الفضل ثنا هوذة بن خليفة ثنا عوف عن عبد الله بن عمرو بن هند الجملي قال سمعت عليا رضى الله تعالى عنه يقول كنت إذا سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاني وإذا سكت ابتدأني هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

فرمایا حضرت علی علیہ السلام کے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتا تو وہ (اُس سوال کا جواب) عطا فرماتے اور میں خاموش رہتا تو وہ خود ابتدا فرماتے۔

[4631] أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر البزاز ببغداد ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن ميمون أبي عبد الله عن زيد بن أرقم قال كانت لنفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبواب شارعة في المسجد فقال يوما سدوا هذه الأبواب إلا باب علي قال فتكلم في ذلک ناس فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي فقال فيه قائلكم والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكن أمرت بشيء فاتبعته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے کئی لوگوں کا گذر مسجد نبوی میں سے ہو کر جاتا تھا۔ ایک روز نبی اکرمؐ نے فرمایا سارے دروازے بند کر دو سوائے علیؓ کے دروازے کے، اس پر لوگوں میں انتشار پیدا ہوا جس کو سُن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنا کے کہ فرمایا: قسم اللہ کی میں نے ایسا اپنی مرضی سے نہیں کیا بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا جس کی میں نے تعمیل کی ہے۔

[4632] أخبرني الحسن بن محمد بن إسحاق الإسفرائيني ثنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن البراء ثنا علي بن عبد الله بن جعفر المديني ثنا أبي أخبرني سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال قال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه لقد أعطي علي بن أبي طالب ثلاث خصال لأن تكون لي خصلة منها أحب إلي من أن أعطي حمر النعم قيل وما هن يا أمير المؤمنين قال

تزوجه فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وسكناه المسجد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يحل له فيه ما يحل له والراية يوم خيبر هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ حضرت علیؓ کو تین خصلتیں ایسی ملیں جو کسی کو سرخ اونٹوں کے حڑول سے بھی نہیں مل سکتی ایک یہ کہ آپؓ کا ازدواج حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوا، دوسرے یہ جب سب کے دروازے مسجد کے بند ہو گئے تو صرف رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے ساتھ آپ کے گھر دروازہ کھلا رہا، اور روز خیبر آپؓ کا علم عطا ہوا۔

[4633] أخبرنا أبو النضر محمد بن يوسف الفقيه ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا النفيلي ثنا زهير ثنا أبو إسحاق قال عثمان وحدثنا علي بن حكيم الأودي وعمر بن عون الواسطي قالا ثنا شريك بن عبد الله عن أبي إسحاق قال سألت قثم بن العباس كيف ورث علي رسول الله صلى الله عليه وسلم دونكم قال لأنه كان أولنا به لحوقا وأشدنا به لزوقا هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثمؓ بن عباس سے سوال کیا کہ حضرت علیؓ کیسے رسول اللہ ﷺ کے وارث ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملحق حضرت علیؑ ہوئے اور ہمیشہ رسالت سے چمٹے رہے۔

[4635] حدثنا محمد بن صالح بن هانئ ثنا أحمد بن نصر ثنا عمرو بن

طلحة القناد ثنا أسباط بن نصر عن سماك بن حرب عن عكرمة عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال كان علي يقول في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله يقول {أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم} والله لا ننقلب على أعقابنا بعد إذ هدانا الله والله لئن مات أو قتل لأقاتلن على ما قاتل عليه حتى أموت والله أني لأخوه ووليه وابن عمه ووارث علمه فمن أحق به مني

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم کے حوالے سے اگر آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے یا قتل ہو گئے تو کیا پیچھے پلٹ جاؤ گے: فرمایا حضرت علیؓ نے قسم اللہ کی! ہدایت کے بعد ہم ہرگز نہیں پلٹیں گے ہم جنگ کریں گے قتل کرنے والوں سے یہاں تک کے ہم قتل ہو جائیں۔ واللہ میں آپ ﷺ کا بھائی، ولی، اور چچا کا بیٹا اور آپؐ کے علم کا وارث ہوں مجھ سے زیادہ کون ہے حقدار؟۔

[4636] حدثناه أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان ثنا إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى بن سلمة بن كهيل حدثني أبي عن أبيه عن سلمة عن مجاهد عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبة خطبها في حجة الوداع لأقتلن العمالقة في كتيبة فقال له جبريل عليه السلام أو علي قال أو علي بن أبي طالب

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جو حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا کہ میں ایک لشکر کے ساتھ عمالقہ سے قتال کروں

گا۔ جبرئیل نے فرمایا علیؑ بھی؟ آپؐ نے کہا: ہاں علیؑ بھی۔

[4637] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن عبد الرحيم الهروي بالرملة ثنا أبو الصلت عبد السلام بن صالح ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد المدينة فليأت الباب هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وأبو الصلت ثقة مأمون فإني سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب في التاريخ يقول سمعت العباس بن محمد الدوري يقول سألت يحيى بن معين عن أبي الصلت الهروي فقال ثقة فقلت أليس قد حدث عن أبي معاوية عن الأعمش أنا مدينة العلم فقال قد حدث به محمد بن جعفر الفيدي وهو ثقة مأمون سمعت أبا نصر أحمد بن سهل الفقيه القباني إمام عصره ببخارا يقول سمعت صالح بن محمد بن حبيب الحافظ يقول وسئل عن أبي الصلت الهروي فقال دخل يحيى بن معين ونحن معه على أبي الصلت فسلم عليه فلما خرج تبعته فقلت له ما تقول رحمك الله في أبي الصلت فقال هو صدوق فقلت له إنه يروي حديث الأعمش عن مجاهد عن بن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد العلم فليأتها من بابها فقال قد روى هذا ذاك الفيدي عن أبي معاوية عن الأعمش كما رواه أبو الصلت

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں جو بھی علم

حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ دروازے سے آئے۔

[4638] حدثنا بصحة ما ذكره الإمام أبو زكريا ثنا يحيى بن معين ثنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن تميم القنطري ثنا الحسين بن فهم ثنا محمد بن يحيى بن الضريس ثنا محمد بن جعفر الفيدي ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد المدينة فليأت الباب قال الحسين بن فهم حدثناه أبو الصلت الهروي عن أبي معاوية قال الحاكم ليعلم المستفيد لهذا العلم أن الحسين بن فهم بن عبد الرحمن ثقة مأمون حافظ ولهذا الحديث شاهد من حديث سفيان الثوري بإسناد صحيح

مجاہدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں جو بھی شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازے سے آئے۔

[4639] حدثني أبو بكر محمد بن علي الفقيه الإمام الشاشي القفال ببخارا وأنا سألته حدثني النعمان بن الهارون البلدي ببلد من أصل كتابه ثنا أحمد بن عبد الله بن يزيد الحراني ثنا عبد الرزاق ثنا سفيان الثوري عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الرحمن بن عثمان التيمي قال سمعت جابر بن عبد الله يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد العلم فليأت الباب

عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے روایت ہے کہ ہم نے جابرؓ بن عبد اللہ انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں

جوبھی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ دروازے سے آئے۔

[4640] حدثنا أبو الفضل محمد بن إبراهيم المزكي ثنا أحمد بن سلمة والحسين بن محمد القتباني وحدثني أبو الحسن أحمد بن الخضر الشافعي ثنا إبراهيم بن أبي طالب ومحمد بن إسحاق وحدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن أمية القرشي بالساقة ثنا أحمد بن يحيى بن إسحاق الحلواني قالوا ثنا أبو الأزهر وقد حدثناه أبو علي المزكي عن أبي الأزهر قال ثنا عبد الرزاق أنبأ معمر عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلي فقال يا علي أنت سيد في الدنيا سيد في الآخرة حبيبك حبيبي وحبيبي حبيب الله وعدوك عدوي وعدوي عدو الله والويل لمن أبغضك بعدي صحيح على شرط الشيخين

ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے علی ! تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی سردار ہو جو تمھارا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور جو تمھارا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو میرا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے اور میرے بعد جو تم سے دشمنی رکھے اس کے لئے ویل ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے

[4641] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا إبراهيم بن سليمان البرنسي ثنا محمد بن إسماعيل ثنا يحيى بن يعلى ثنا بسام الصيرفي عن

الحسن بن عمرو الفقيمي عن معاوية بن ثعلبة عن أبي ذر رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله ومن أطاعك فقد أطاعني ومن عصاك فقد عصاني هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابوذرؓ سے روایت ہے کہ کہا رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے کہ جس نے میری اطاعت کی تو اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے تمھاری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تمھاری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

[4642] حدثنا بكر بن محمد الصيرفي بمرو ثنا إسحاق ثنا القاسم بن أبي شيبة ثنا يحيى بن يعلى الأسلمي ثنا عمار بن زريق عن أبي إسحاق عن زياد بن مطرف عن زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يريد أن يحيى حياتي ويموت موتي ويسكن جنة الخلد التي وعدني ربي فليتول علي بن أبي طالب فإنه لن يخرجكم من هدى ولن يدخلكم في ضلالة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

زید بن ارقمؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ وآلہ وسلم نے: جو یہ چاہتا ہے کہ میری جیسی زندگی گزارے اور میری طرح کی موت ہو اور وہ جنت الخلد میں سکونت اختیار کرے، اللہ نے مجھ سے جس کا وعدہ کیا ہے تو اُس کو چاہئے کہ وہ علی

ؑ ابن ابی طالب کی ولایت اختیار کرے، اس لئے وہ تمھیں ہدایت سے ہرگز باہر نہ نکالیں گے اور گمراہی میں لے کر ہرگز نہیں جائیں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4643] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد الحافظ بهمدان ثنا الحسن بن علي الفسوي ثنا إسحاق بن بشر الكاهلي ثنا شريك عن قيس بن مسلم عن أبي عبد الله الجدلي عن أبي ذر رضی الله تعالی عنه قال ما كنا نعرف المنافقين إلا بتكذيبهم الله ورسوله والتخلف عن الصلوات والبغض لعلي بن أبي طالب رضی الله تعالی عنه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اس کے رسول ؐ کو جھٹلانے کی وجہ سے اور نماز میں تخلف (پیچھے رہ جانا یعنی نماز تاخیر سے پڑھنا، واضح رہے تاخیر سے پڑھنا منافق کی نشانی ہوئی اور جو نماز قضا کرتا ہو اُس کا کیا مقام ہوگا۔ مرادؔ) کہ وجہ سے اور علیؑ ابن ابی طالب سے بغض کی وجہ سے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

[4644] حدثني أبو بكر محمد بن علي الفقيه الإمام الشاشي ببخارا ثنا النعمان بن هارون البلدي ثنا أبو جعفر أحمد بن عبد الله بن يزيد الحراني ثنا عبد الرزاق ثنا سفيان الثوري عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الرحمن بن عثمان قال سمعت جابر بن عبد الله رضی الله تعالی عنهما يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بضبع علي بن أبي طالب رضی الله تعالی عنه وهو يقول هذا أمير البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من

خذله ثم مد بها صوته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبد الرحمن بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے جابرؓ بن عبد اللہ الانصاری کو سُنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جب کہ وہ علیؑ کا بازو تھامے ہوئے تھے کہ یہ نیکو کاروں کا امیر ہے فاجروں کا قاتل ہے جو اِس کی نصرت کرے گا اُس کی نصرت کی جائے گی جو اِنھیں چھوڑ دے گا اُسے چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی آواز کو بلند کر کے یہی فرمایا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4645] حدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ ثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن سفيان الترمذي ثنا سريج بن يونس ثنا أبو حفص الأبار ثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضی الله تعالی عنه قال قالت فاطمة رضی الله تعالی عنها يا رسول الله زوجتني من علي بن أبي طالب وهو فقير لا مال له فقال يا فاطمة أما ترضين أن الله عز وجل اطلع إلى أهل الأرض فاختار رجلين أحدهما أبوك والآخر بعلك

ابو ہریرہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا نے فرمایا یارسولؐ اللہ! آپ نے میری شادی علیؑ ابی طالب سے کردی حالانکہ وہ نادار ہیں اُن کے پاس مال نہیں ہے۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو اُن میں سے دو افراد کو پسند کیا اُن میں ایک تمھارا باپ ہے اور دوسرے تمھارے شوہر ہیں۔

[4646] أخبرنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن السماك ثنا عبد الرحمن بن محمد بن منصور الحارثي ثنا حسين بن حسن الأشقر ثنا منصور

بن أبي الأسود عن الأعمش عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله الأسدي عن علي إنما أنت منذر ولكل قوم هاد قال علي رسول الله صلى الله عليه وسلم المنذر وأنا الهادي هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عمرو بن عباد بن عبداللہ اسدی حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ ”انما انت منذر ولکل قوم ھاد“ کی تفسیر میں حضرت علیؓ ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ المنذر (ڈرانے والے) ہیں اور میں الھادی (ہدایت کرنے والا) ہوں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4647] حدثنا مكرم بن أحمد بن مكرم القاضي ثنا جعفر بن أبي عثمان الطيالسي ثنا يحيى بن معين ثنا حسين الأشقر ثنا جعفر بن زياد الأحمر عن مخول عن منذر الثوري عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا غضب لم يجترئ أحد منا يكلمه غير علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب غضب ناک ہوتے تھے تو ہم میں سے کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ جو آپؐ سے ہم کلام ہو سوائے علیؓ ابن ابی طالب کے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4648] أخبرني أحمد بن عثمان بن يحيى المقري ببغداد ثنا أبو بكر بن أبي العوام الرياحي ثنا أبو زيد سعيد بن أوس الأنصاري ثنا عوف بن أبي عثمان النهدي قال قال رجل لسلمان ما أشد حبك لعلي قال سمعت رسول

الله صلى الله عليه وسلم يقول من أحب عليا فقد أحبني ومن أبغض عليا فقد أبغضني هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

ہم سے بیان کیا عوف بن ابی عثمان النھدی نے انھوں کہا کسی شخص نے حضرت سلمانؓ سے دریافت کیا کہ آپ حضرت علیؓ سے اتنی زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے علیؓ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؓ کو ناپسند کیا اُس نے مجھ کو ناپسند کیا۔ یہ حدیث شرائط صحیحین پر صحیح ہے۔

[4649] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبأ بشر بن موسى ثنا محمد بن سعيد بن الأصبهاني ثنا شريك وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا الأسود بن عامر وعبد الله بن نمير قالا ثنا شريك عن أبي ربيعة الأيادي عن بن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله أمرني بحب أربعة من أصحابي وأخبرني أنه يحبهم قال قلنا من هم يا رسول الله وكلنا نحب أن نكون منهم فقال ألا أن عليا منهم ثم سكت ثم قال أما أن عليا منهم ثم سكت هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے چار صحابیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی بتایا کہ اللہ اُن سے محبت کرتا ہے۔ ہم نے سوال کیا وہ اصحاب کون ہیں یا رسول اللہ؟ اور ہم

میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ وہ اِن اصحاب میں سے ہو۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا آگاہ ہوجاؤ علیؑ اُن میں سے ہیں۔ پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶؛ الاستیعاب ج ۴ ص ۱۴۸۲ سلسلہ ۴۵۶۱؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۳۹ سلسلہ ۳۳۱۱۱ میں ہے کہ آپؑ نے یوں فرمایا: علی منھم وابوذرؓ وسلمانؓ والمقدادؓ الکندی اسی راوی سے مروی ہے)

[4650] حدثني أبو علي الحافظ أنبأ أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أيوب الصفار وحميد بن يونس بن يعقوب الزيات قالا ثنا محمد بن أحمد بن عياض بن أبي طيبة ثنا أبي ثنا يحيى بن حسان عن سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال كنت أخدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقدم لرسول الله صلى الله عليه وسلم فرخ مشوي فقال اللهم ائتني بأحب خلقك إليك يأكل معي من هذا الطير قال فقلت اللهم اجعله رجلا من الأنصار فجاء علي رضى الله تعالى عنه فقلت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم على حاجة ثم جاء فقلت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم على حاجة ثم جاء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افتح فدخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حبسك علي فقال إن هذه آخر ثلاث كرات يردني أنس يزعم إنك على حاجة فقال ما حملك على ما صنعت فقلت يا رسول الله سمعت دعائك فأحببت أن يكون رجلا من قومي فقال رسول الله إن الرجل قد يحب قومه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

وقد رواه عن أنس جماعة من أصحابه زيادة على ثلاثين نفسا ثم صحت الرواية عن علي وأبي سعيد الخدري وسفينة وفي حديث ثابت البناني عن أنس زيادة ألفاظ

انس بن مالک سے روایت ہے کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپؐ کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! تو اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج دے جو میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔ انس کہتے ہیں میں نے دعا سُن کر یہ دعا کی کہ اے اللہ! وہ آنے والا میری قوم انصار میں سے ہو۔ اُسی وقت حضرت علیؑ تشریف لائے اور جب داخل ہونا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر روک دیا اس وقت نبی اکرم ﷺ مصروف ہیں۔ حضرت علیؑ یہ سُن کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر تشریف لے آئے اور میں نے یہی کہہ کر آپ کو واپس کر دیا۔ جب تیسری بار آپ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ دروازہ کھول دو۔ حضرت علیؑ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ تمہیں کس نے روکے رکھا۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ مجھے انس نے واپس کیا کہ آپؐ مصروف ہیں۔ یہ سُن کر آنحضرت ﷺ نے انس سے پوچھا تمہیں ایسا کرنے کے لئے کس بات نے آمادہ کیا۔ انس نے کہا میں نے جب آپ کی دعا سُنی تو میری خواہش ہوئی کہ وہ آدمی میری قوم کا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ بے شک آدمی اپنی قوم کے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

[4651] كما حدثنا به الثقة المأمون أبو القاسم الحسن بن محمد بن الحسين بن إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علية بن خالد السكوني

بالكوفة من أصل كتابه ثنا عبيد بن كثير العامري ثنا عبد الرحمن بن دبيس وحدثنا أبو القاسم ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان الحضرمي ثنا عبد الله بن عمر بن أبان بن صالح قالا ثنا إبراهيم بن ثابت البصري القصار ثنا ثابت البناني أن أنس بن مالک رضی الله تعالی عنه کان شاکيا فأتاه محمد بن الحجاج يعوده في أصحاب له فجرى الحديث حتى ذكروا عليا رضی الله تعالی عنه فتنقصه محمد بن الحجاج فقال أنس من هذا أقعدوني فأقعدوه فقال يا بن الحجاج ألا أراک تنقص علي بن أبي طالب والذي بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق لقد كنت خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم بين يديه وكان كل يوم يخدم بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم غلام من أبناء الأنصار فكان ذلک اليوم يومي فجائت أم أيمن مولاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بطير فوضعته بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أم أيمن ما هذا الطائر قالت هذا الطائر أصبته فصنعته لک فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم جئني بأحب خلقک إليک وإلي يأكل معي من هذا الطائر وضرب الباب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس انظر من على الباب قلت اللهم اجعله رجلا من الأنصار فذهبت فإذا علي بالباب قلت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم على حاجة فجئت حتى قمت من مقامي فلم ألبث أن ضرب الباب فقال يا أنس انظر من على الباب فقلت اللهم اجعله رجلا من الأنصار فذهبت فإذا علي بالباب قلت إن رسول

الله صلى الله عليه وسلم على حاجة فجئت حتى قمت مقامي فلم ألبث أن ضرب الباب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس اذهب فأدخله فلست بأول رجل أحب قومه ليس هو من الأنصار فذهبت فأدخلته فقال يا أنس قرب إليه الطير قال فوضعته بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأكلا جميعا قال محمد بن الحجاج يا أنس كان هذا بمحضر منک قال نعم قال أعطي بالله عهدا أن لا أنتقص عليا بعد مقامي هذا ولا أعلم أحدا ينتقصه إلا أشنت له وجهه۔

یہی حدیث طیر جو مذکور ہو چکی ہے انس نے ایک اور طریقے سے بیان کیا کہ انس کہتے ہیں اُن کی طبعیت ناساز تھی اور محمد بن حجاج مزاج پُرسی کے لئے آئے اور اُس وقت انس کے ہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔اس دوران میں حضرت علی کا ذکر ہوا اور محمد بن حجاج حضرت علی کے بارے تنقیص کرنے لگے۔انس نے یہ سُن کر پوچھا کہ یہ کون ہے جو تنقیص کر رہا ہے ذرا اُسے میرے پاس بٹھاؤ۔جب محمد بن حجاج بیٹھے تو انس نے کہا: اے حجاج کے بیٹے! تو علیؑ کی تنقیص کرتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ اُن کو اللہ کا محبوب ترین بندہ قرار دیتے ہیں اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ میں نبی اکرم کی خدمت کرتا تھا اور میرے ساتھ انصار کا ایک اور لڑکا بھی خدمت کرتا تھا ایک دن ام ایمن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پرندے کا بھنا ہوا گوشت سامنے پیش کیا۔جب آپؐ کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! تو اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج دے جو میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔انس کہتے ہیں میں نے دعا سُن

کر یہ دعا کی کہ اے اللہ! وہ آنے والا میری قوم انصار میں سے ہو۔ اُسی وقت حضرت علیؓ تشریف لائے اور جب داخل ہونا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر روک دیا اس وقت نبی اکرم ﷺ مصروف ہیں۔ حضرت علیؓ یہ سُن واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر تشریف لے آئے اور میں نے یہی کہہ کر آپ کو واپس کر دیا۔ جب تیسری بار آپ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ دروازہ کھول دو۔ حضرت علیؓ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا وہ پرندے کا گوشت پیش کرے۔ میں نے وہ گوشت سامنے رکھ دیا جس کو آپ دونوں نے تناول فرمایا۔ محمد بن حجاج نے پوچھا کیا یہ واقعہ (تناول) تمھاری موجودگی میں ہوا؟۔ انس نے جواب دیا: ہاں، میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں کبھی بھی حضرت علیؓ کی تنقیص نہ کروں گا اور اگر کوئی تنقیص کرے تو اُس کے چہرے پر خاک مل دوں گا۔

[4652] أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان القطيعي ببغداد من أصل كتابه ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا يحيى بن حماد ثنا أبو عوانة ثنا أبو بلج ثنا عمرو بن ميمون قال إني لجالس عند بن عباس إذ أتاه تسعة رهط فقالوا يا ابن عباس إما أن تقوم معنا وإما أن تخلو بنا من بين هؤلاء قال فقال بن عباس بل أنا أقوم معكم قال وهو يومئذ صحيح قبل أن يعمى قال فابتدؤوا فتحدثوا فلا ندري ما قالوا قال فجاء ينفض ثوبه ويقول أف وتف وقعوا في رجل له بضع عشرة فضائل ليست لأحد غيره وقعوا في رجل قال له النبي صلى الله عليه وسلم لأبعثن رجلا لا يخزيه الله أبدا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله فاستشرف لها مستشرف فقال أين علي فقالوا إنه في الرحى يطحن

قال وما كان أحدهم ليطحن قال فجاء وهو أرمد لا يكاد أن يبصر قال فنفث في عينيه ثم هز الراية ثلاثا فأعطاها إياه فجاء علي بصفية بنت حيي قال بن عباس ثم بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم فلانا بسورة التوبة فبعث عليا خلفه فأخذها منه وقال لا يذهب بها إلا رجل هو مني وأنا منه فقال بن عباس وقال النبي صلى الله عليه وسلم لبني عمه أيكم يواليني في الدنيا والآخرة قال وعلي جالس معهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقبل على رجل منهم فقال أيكم يواليني في الدنيا والآخرة فأبوا فقال لعلي أنت وليي في الدنيا والآخرة قال بن عباس وكان علي أول من آمن من الناس بعد خديجة رضى الله تعالى عنها قال وأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبه فوضعه على علي وفاطمة وحسن وحسين وقال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا قال بن عباس وشري علي نفسه فلبس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام في مكانه قال بن عباس وكان المشركون يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء أبو بكر رضى الله تعالى عنه وعلي نائم قال وأبو بكر يحسب أنه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقال يا نبي الله فقال له علي إن نبي الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فأدركه قال فانطلق أبو بكر فدخل معه الغار قال وجعل علي رضى الله تعالى عنه يرمي بالحجارة كما كان رمي نبي الله صلى الله عليه وسلم وهو يتضور وقد لف رأسه في الثوب لا يخرجه حتى أصبح ثم كشف عن رأسه فقالوا إنک للئيم وكان صاحبک لا يتضور ونحن نرميه وأنت تتضور وقد استنكرنا ذلک فقال بن عباس وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوک وخرج بالناس معه قال فقال له علي أخرج معک قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا فبكى علي فقال له أما

ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه ليس بعدي نبي إنه لا ينبغي أن أذهب إلا وأنت خليفتي قال بن عباس وقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أنت ولي كل مؤمن بعدي ومؤمنة قال بن عباس وسد رسول صلى الله عليه وسلم أبواب المسجد غير باب علي فكان يدخل المسجد جنبا وهو طريقه ليس له طريق غيره قال بن عباس وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فإن مولاه علي لقزويني القطان قال سمعت أبا حاتم الرازي يقول كان يعجبهم أن يجدوا الفضائل من رواية أحمد بن حنبل رضى الله تعالى عنه

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ہم عبداللہؓ ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے کہ نو (۹) آدمیوں کا گروہ آیا اور انہوں عبداللہؓ ابن عباس سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے یا تخلیہ کا انتظام کیجئے کچھ آپ سے تنہائی میں بات کرنی ہے۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا چلتا ہوں اور اُن لوگوں ساتھ چلے گئے تھوڑی دیر بعد جب ابن عباسؓ واپس آئے تو اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے: اُف ہے اور تف ہے اِن لوگوں پر جو ایسی شخصیت کی تنقیص کرتے ہیں جن کی دس فضلیتیں ایسی ہیں جب کہ وہ دوسروں کے لئے نہیں ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: میں ایک ایسے شخص کو روانہ کروں گا جس کو اللہ کبھی نہیں رسوا کرے گا، وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، لوگوں میں یہ سُن ہر کس نے آرزو کی کہ وہ شخص میں ہوں، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ چکی چلا رہے ہیں اور آٹا پیس رہے ہیں۔ جب حضرت علیؑ آئے تو آپ کو آشوب چشم تھا اور آنکھوں سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ کی آنکھوں پر پھونک ماری اور تین بار علم بلند کیا اور

علم حضرت علیؑ کو دے دیا۔ چنانچہ حضرت علیؑ جنگ میں فاتح رہے اور حضرت صفیہ کو لے آئے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورہ توبہ (براءت) کو دے کر فلاں (حضرت ابوبکر) کو بھیجا پھر اُن کے پیچھے حضرت علیؑ کو بھیجا انہوں نے اس وہ سورت لے لی پھر یہ فرمایا کہ اس سورہ کو لے کر وہی جا سکتا ہے جو مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چچا کے بیٹوں سے کہا کہ مجھے دنیا و آخرت میں کون دوست بنائے گا تو کسی نے اقرار نہیں کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم دنیا اور آخرت میرے ولی ہو۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت علیؑ ایمان لانے والوں میں حضرت

ام المومنین خدیجہؑ کے بعد سب سے پہلے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چادر لی اور اس کو حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ اور حسن وحسین (سلام اللہ علیہما) پر رکھا پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (**انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا**)، ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت علیؑ اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا اور جب مشرکین گھر کو گھیر لئے تھے شب ہجرت رسول اللہ ﷺ کا لباس زیب تن کر کے آپؐ کی جگہ بستر سو گئے۔ اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ تبوک کے لئے مدینہ سے نکل رہے حضرت علیؑ چاہتے کہ وہ بھی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ہارونؑ جیسے ہو

(حضرت موسیٰؑ جب توریت کے لئے جا رہے تھے تو حضرت ہارونؑ کو جو حقیقی بھائی تھے بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میرے بعد تم ہر مومن مرد اور مومنہ کے ولی ہو۔ ابن عباسؓ مزید فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے مسجد نبوی کے تمام راستے بند کر دئے سوائے حضرت علیؑ گھر کے راستے کے۔ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میں جس کا مولا یہ علی اُس کا مولاہے۔ابو حاتم الرازی کہتے ہیں کہ لوگوں کو تعجب ہوتا تھا کہ احمد ابن حنبل نے اہل بیت کے فضائل پر ایک کتاب لکھی ہے۔

[4654] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد ثنا أبي عن بن إسحاق قال حدثني عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر أبو طوالة الأنصاري عن سليمان بن محمد بن كعب بن عجرة عن زينب بنت أبي سعيد عن أبي سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه قال شكى علي بن أبي طالب الناس إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فينا خطيبا فسمعته يقول أيها الناس لا تشكوا عليا فوالله إنه لأخشن في ذات الله و في سبيل الله هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت علی ابن ابی طالب کی شکایت رسول اکرم ﷺ سے کی تو آنحضرتؐ نے ہمارے درمیان خطبہ دیا، میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: خبردار تم علیؑ کی شکایت نہ کرو، خدا کی قسم اللہ تعالی کے بارے میں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ خشیت رکھنے والوں میں علیؑ ہیں۔یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4655] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبأ زياد بن الخليل القشيري ثنا كثير بن يحيى ثنا أبو عوانة عن أبي بلج عن عمرو بن ميمون عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أيكم يتولاني في الدنيا

و الآخرة فقال لكل رجل منهم أيتولاني في الدنيا و الآخرة فقال لا حتى مر على أكثرهم فقال علي أنا أتولاك في الدنيا و الآخرة فقال أنت وليي في الدنيا و الآخرة هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو مجھے دنیا اور آخرت دونوں میں دوست رکھتا ہے۔آپؐ نے اُن لوگوں میں سے ایک سے دریافت کیا۔کیا تم مجھے دنیا اور آخرت دونوں میں دوست رکھتے ہو؟ تو اُس نے کہا نہیں، آپؐ اکثر لوگوں کے پاس سے گذرے، جب حضرت علیؑ کے پاس آئے تو حضرت علی نے فرمایا انا اتولاک فی الدنیا و الاخرہ, میں آپ کو دنیا اور آخرت دونوں میں دوست رکھتا ہوں تو آنحضرتؐ نے فرمایا انت ولیّی فی الدنیا و الاٰخرہ اے علیؑ !تم دنیا اور آخرت میں میرے ولی ہو۔یہ حدیث صحیح الاسناد ہے ۔

[4656] أخبرني عبد الرحمن بن الحسن القاضي بهمدان ثنا إبراهيم بن الحسين ثنا آدم بن أبي إياس ثنا شعبة عن أبي إسحاق عن عبد الرحمن بن يزيد عن علقمة عن عبد الله قال كنا نتحدث أن أقضى أهل المدينة علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجاه

عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ بیان کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4657] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل

حدثني أبي ثنا سعيد بن محمد الوراق عن علي بن الحزور قال سمعت أبا مريم الثقفي يقول سمعت عمار بن ياسر رضى الله تعالى عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي يا علي طوبى لمن أحبک وصدق فيک وويل لمن أبغضک وكذب فيک هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو مریم ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے عمارؓ بن یاسرؓ سے سُنا وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سُنا وہ حضرت علیؑ سے فرمارہے تھے: اے علیؑ! خوشحال اُس کا جو تم سے محبت کرے اور ویل ہے اُس کے لئے جو تمھیں پسند نہ کرے اور تمھارے بارے میں جھوٹیں باتیں بیان کرے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4658] حدثني علي بن حمشاذ ثنا العباس بن الفضل الأسفاطي ثنا أحمد بن يونس ثنا أبو بكر بن عياش عن الأعمش عن عمرو بن مرة عن أبي البختري قال قال علي رضى الله تعالى عنه بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليمن قال فقلت يا رسول الله أني رجل شاب وأنه يرد علي من القضاء ما لا علم لي به قال فوضع يده على صدري وقال اللهم ثبت لسانه واهد قلبه فما شككت في القضاء أو في قضاء بعد هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

ابو البختریؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا علیؑ ابن ابی طالب نے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا فرمایا میں نے کہا: یارسول اللہؐ میں جوان شخص ہوں اور بعض وقت ایسے امور کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے جس کا مجھے علم نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ۔ اے اللہ!

ان کی زبان کو ثابت رکھ اور ان کے دل کی ہدایت کرتا رہے، اس کے بعد میں نے کبھی کسی فیصلے میں شک نہیں کیا۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4662] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبأ عبيد بن حاتم الحافظ ثنا محمد بن حاتم المؤدب ثنا سيف بن محمد ثنا سفيان الثوري عن سلمة بن كهيل عن أبي صادق عن الأغر عن سلمان رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أولكم واردا على الحوض أولكم إسلاما علي بن أبي طالب

حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کی تم میں سب سے پہلے حوض (کوثر) پر وارد ہونے والے اور سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے علیؑ ابی طالب ہیں۔

[4663] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي حمزة عن زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه قال إن أول من أسلم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه هذا حديث صحيح الإسناد وإنما الخلاف في هذا الحرف أن أبا بكر الصديق رضى الله تعالى عنه كان أول الرجال البالغين إسلاما وعلي بن أبي طالب تقدم إسلامه قبل البلوغ

زید بن ارقمؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس نے سب سے پہلے اسلام پر لبیک کہی وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4664] أخبرني أبو بكر إسماعيل بن الفقيه بالري ثنا أبو حاتم

محمد بن إدريس ثنا كثير بن يحيى ثنا أبو عوانة داود بن أبي عوف عن عبد الرحمن بن أبي زياد أنه سمع عبد الله بن الحارث بن نوفل يقول ثنا أبو سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل على فاطمة رضى الله تعالى عنها فقال أني وإياك وهذا النائم يعني عليا وهما يعني الحسن والحسين لفي مكان واحد يوم القيامة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ ہمسے ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم اور یہ سونے والا، یعنی علیؑ اور وہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ قیامت کے دن ایک ہی جگہ پر ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4665] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا سيار بن حاتم ثنا جعفر بن سليمان ثنا مالك بن دينار قال سألت سعيد بن جبير فقلت يا أبا عبد الله من كان حامل راية رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فنظر إلي وقال كأنك رخي البال فغضبت وشكوته إلى إخوانه من القراء فقلت ألا تعجبون من سعيد أني سألته من كان حامل راية رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر إلي وقال إنك لرخي البال قالوا إنك سألته وهو خائف من الحجاج وقد لاذ بالبيت فسله الآن فسألته فقال كان حاملها علي رضى الله تعالى عنه هكذا سمعته من عبد الله بن عباس هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ولهذا الحديث شاهد من حديث زنفل العرفي وفيه طول فلم أخرجه

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم کو اُٹھانے والا کون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کے اُٹھانے والے کا نام علیؑ ہے میں نے عبداللہ ابن عباس سے ایسا ہی سُنا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4666] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبأ محمد بن عيسى بن السكن الواسطي ثنا شهاب بن عباد ثنا محمد بن بشر ثنا الحسن بن حي عن أبي ربيعة الأيادي عن الحسن عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشتاقت الجنة إلى ثلاثة علي وعمار وسلمان هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حسن روایت کرتے ہیں انس سے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، علیؑ، عمارؓ، اور سلمانؓ کی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4668] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبأ محمد بن أيوب أنا عمرو بن الحصين العقيلي أنبأ يحيى بن العلاء الرازي ثنا هلال بن أبي حميد عن عبد الله بن أسعد بن زرارة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أوحي إلي في علي ثلاث أنه سيد المسلمين وإمام المتقين الغر المحجلين هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبداللہ بن اسعد بن زرارہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تین باتوں کی حضرت علیؑ کے بارے میں وحی کی گئی کہ وہ سید المسلمین اور امام المتقین اور وہ غر المحجلین (روشن پیشانی والوں) کے امام ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4669] أخبرني علي بن عبد الرحمن بن عيسى السبيعي بالكوفة ثنا الحسين بن الحكم الجيزي ثنا الحسين بن الحسن الأشقر ثنا سعيد بن خثيم الهلالي عن الوليد بن يسار الهمداني عن علي بن أبي طلحة قال حججنا فمررنا على الحسن بن علي بالمدينة ومعنا معاوية بن حديج فقيل للحسن إن هذا معاوية بن حديج الساب لعلي فقال علي به فأتي به فقال أنت الساب لعلي فقال ما فعلت فقال والله إن لقيته وما أحسبك تلقاه يوم القيامة لتجده قائما على حوض رسول الله صلى الله عليه وسلم يذود عنه رايات المنافقين بيده عصا من عوسج حدثنيه الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم وقد خاب من افترى هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حضرت علیؑ حوض کوثر پر رہیں گے اور اُن کے ہاتھ میں ایک عصا ہوگا جس سے وہ منافقین کو وہاں سے ہٹادیں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4670] أخبرنا أبو العباس محمد بن أحمد المحبوبي بمرو ثنا سعيد بن مسعود ثنا عبيد الله بن موسى أنبأ إسرائيل وحدثني محمد بن صالح بن هانئ ثنا يحيى بن محمد بن يحيى والسري بن خزيمة ومحمد بن عمرو بن النضر قالوا ثنا أحمد بن يونس ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن علي رضى الله تعالى عنه قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ألا أعلمك كلمات إن قلتهن غفر الله لك على أنه مغفور لك لا إله إلا الله العلي العظيم لا إله إلا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم

والحمد لله رب العالمين هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات بتلادوں کہ اگر تم اُنہیں پڑھو تو اللہ تمہاری مغفرت کردے در حالانکہ تم پہلے ہی مغفور ہو۔ لا إله إلا الله العلي العظيم لا إله إلا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين۔

[4671] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا عبد الله بن محمد بن شيبة قال ثنا جرير بن عبد الحميد عن مغيرة عن أبي موسى عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها قالت والذي أحلف به إن كان علي لأقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم عدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة وهو يقول جاء علي جاء علي مرارا فقالت فاطمة رضى الله تعالى عنها كأنك بعثته في حاجة قالت فجاء بعد قالت أم سلمة فظننت أن له إليه حاجة فخرجنا من البيت فقعدنا عند الباب وكنت من أدناهم إلى الباب فأكب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعل يساره ويناجيه ثم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم من يومه ذلك فكان علي أقرب الناس عهدا هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ام المومنین حضرت اِم سلمہؓ فرماتی ہیں قسم اُس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلہٖ کے نزدیک سب سے قریب حضرت علیؑ تھے۔ کہ ایک روز ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت میں اُن کی عیادت کی تو آپؐ فرمارہے تھے علی علیہ السلام آئے؟ علیؑ

آئے؟۔اس طرح کئی بار ارشاد فرمانے کے بعد حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ خیال کیا کہ شائد آپ کو کوئی ضرورت ہے۔ ہم گھر سے نکلے اور در دولت پر بیٹھ گئے اور میں (ام سلمہؓ) اُن میں دروازے کے سب سے زیادہ قریب تھیں۔جب حضرت علیؑ تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ وآلہ نے اُنھیں اپنے قریب کیا اور اپنے بائیں طرف بیٹھایا اور حضرت علیؑ کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ پھر نبی ﷺ نے وفات پائی۔لہٰذا حضرت علیؑ، رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4672] حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا العباس بن الفضل الأسفاطي ثنا علي بن عبد الله المديني وإبراهيم بن محمد بن عرعرة قالا ثنا حرمي بن عمارة حدثني الفضل بن عميرة أخبرني ميمون الكردي عن أبي عثمان النهدي أن عليا رضى الله تعالى عنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم آخذ بيدي ونحن في سكك المدينة إذ مررنا بحديقة فقلت يا رسول الله ما أحسنها من حديقة قال لك في الجنة أحسن منها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابوعثمان النهدی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ تھامے ہوئے مدینہ کی گلیوں سے گذر رہے تھے کہ ہم ایک باغ کے پاس سے گذرے، میں نے کہا: یارسولؐ اللہ ! کتنا خوب صورت باغ ہے۔تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! تمھارے لئے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغات ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4674] حدثنا أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا الحسن بن علي بن

شبيب المعمري ثنا محمد بن حميد ثنا سلمة بن الفضل حدثني أبو زيد الأحول عن عقاب بن ثعلبة حدثني أبو أيوب الأنصاري في خلافة عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه قال أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن أبي طالب بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين

عقاب بن ثعلبة کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوایوبؓ انصاری نے دور خلافت عمر ابن خطاب میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو حکم دیا تھا کہ وہ ناکثین، قاسطین، اور مارقین سے جنگ کریں۔

[4675] حدثناه أبو بكر بن بالويه ثنا محمد بن يونس القرشي ثنا عبد العزيز بن الخطاب ثنا علي بن غراب بن أبي فاطمة عن الأصبغ بن نباتة عن أبي أيوب الأنصاري رضى الله تعالى عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لعلي بن أبي طالب تقاتل الناكثين والقاسطين والمارقين بالطرقات والنهروانات وبالشعفات قال أبو أيوب قلت يا رسول الله مع من تقاتل هؤلاء الأقوام قال مع علي بن أبي طالب

اصبغ بن نباۃ نے ابوایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سُنا: اے علیؑ! تم ناکثین، قاسطین اور مارقین سے طُرقات، نھروانات، اور شعفات میں قتال کروگے، ابو ایوبؓ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ اقوام کس سے قتال کریں گی؟ فرمایا: علیؑ ابن ابی طالب سے۔

[4676] حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد الجمحي بمكة ثنا علي بن عبد العزيز ثنا عمرو بن عون ثنا هشيم عن إسماعيل بن سالم عن أبي إدريس الأودي عن علي رضى الله تعالى عنه قال إن مما عهد إلي النبي صلى الله عليه وسلم أن الأمة ستغدر بي بعده هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو ادریس الأودی حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ اُن کے بعد اُمت مجھ سے بدعہدی کرے گی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4677] أخبرنا أحمد بن سهل الفقيه ببخارا ثنا سهل بن المتوكل ثنا أحمد بن يونس ثنا محمد بن فضيل عن أبي حيان التيمي عن سعيد بن جبير عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي أما إنك ستلقى بعدي جهدا قال في سلامة من ديني قال في سلامة من دينك هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ تم میرے بعد بڑی مشقت برداشت کروگے، تو انھوں (حضرت علیؑ) نے کہا یہ میرے دین کی سلامتی کا ساتھ ہوگا، فرمایا: ہاں تمھارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگا۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4679] أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا الحسن بن علي بن بحر بن بري ثنا أبي وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا علي بن بحر بن بري ثنا عيسى بن يونس ثنا

محمد بن إسحاق حدثني يزيد بن محمد بن خثيم المحاربي عن محمد بن كعب القرظي عن محمد بن خثيم عن عمار بن ياسر رضى الله تعالى عنه قال كنت أنا وعلي رفيقين في غزوة ذي العشيرة فلما نزلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقام بها رأينا ناسا من بني مدلج يعملون في عين لهم في نخل فقال لي علي يا أبا اليقظان هل لك أن تأتي هؤلاء فننظر كيف يعملون فجئناهم فنظرنا إلى عملهم ساعة ثم غشينا النوم فانطلقت أنا وعلي فاضطجعنا في صور من النخل في دقعاء من التراب فنمنا فوالله ما أيقظنا إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم يحركنا برجله وقد تتربنا من تلك الدقعاء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أبا تراب لما يرى عليه من التراب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أحدثكما بأشقى الناس رجلين قلنا بلى يا رسول الله قال أحيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا علي على هذه يعني قرنه حتى تبتل هذه من الدم يعني لحيته هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه بهذه الزيادة إنما اتفقا على حديث أبي حازم عن سهل بن سعد قم أبا تراب

محمد بن خثیم، حضرت عمارؓ بن یاسرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں اور غزوۂ ذی العشیرہ میں ہم سفر تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اُتر پڑے اور قیام فرمایا تو ہم نے دیکھا کہ بنی مدلج کے کچھ لوگ ایک چشمہ میں کام کر رہے تھے جو اُن کے نخلستان میں تھا۔ حضرت علیؑ نے مجھ سے کہا: کہ اے ابوالیقضان کیا آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں کہ ہم دیکھیں کہ وہ لوگ کس طرح کام کر رہے ہیں، ہم اُن کے

پاس پہنچے، ہم نے کافی دیر تک اُن کے کام کو دیکھا پھر ہم پر نیند طاری ہوگئی تو میں اور علیؑ وہاں سے روانہ ہوئے اور ہم کھجور کے جھنڈ تلے بنجر زمین کے اُوپر سو گئے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے آ کر بیدار کیا اور پیروں سے حرکت دے رہے تھے اور مٹی پر سونے کی وجہ سے ہم تراب آلودہ ہوگئے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا اباتراب! جب آپؐ نے حضرت علی کو تراب آلودہ دیکھا، پھر ارشاد فرمایا کیا میں تمھیں اُن دو افراد کا نام نہ بتلادوں جب سب سے زیادہ بدبخت ہیں۔ ہم نے کہا بے شک یا رسولؐ اللہ!، فرمایا ثمود کا وہ شخص اُحیمر جس نے ناقہ صالح کو پے کر دیا تھا اور دوسرا وہ جو اے علیؑ! آپ کے اُس جگہ یعنی سر پر ضربت لگائے گا یہاں تک کہ یہ خون آلودہ ہوجائے گی یعنی آپ کی ڈاڑھی۔ یہ حدیث مسلم کے شرط پر صحیح ہے۔

[4681] حدثنا دعلج بن أحمد السجزي ثنا علي بن عبد العزيز بن معاوية ثنا إبراهيم بن إسحاق الجعفي ثنا عبد الله بن عبد ربه العجلي ثنا شعبة عن قتادة عن حميد بن عبد الرحمن عن أبي سعيد الخدري عن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النظر إلى علي عبادة هذا حديث صحيح الإسناد وشواهده عن عبد الله بن مسعود صحيحة

ابوسعید خدریؓ عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4682] حدثنا عبد الباقي بن قانع الحافظ ثنا صالح بن مقاتل بن صالح ثنا محمد بن عبد بن عتبة ثنا عبد الله بن محمد بن سالم ثنا يحيى بن عيسى

الرملي عن الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النظر إلى وجه علي عبادة تابعه عمرو بن مرة عن إبراهيم النخعي

علقمہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

[4683] حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يحيى القاري ثنا المسيب بن زهير الضبي ثنا عاصم بن علي ثنا المسعودي عن عمرو بن مرة عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النظر إلى وجه علي عبادة

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

[4685] حدثني محمد بن صالح بن هانئ ثنا أحمد بن سلمة ومحمد بن شاذان قالا ثنا إسحاق بن إبراهيم ومحمد بن رافع قالا ثنا عبد الرزاق أنا النعمان بن أبي شيبة عن سفيان الثوري عن أبي إسحاق عن زيد بن يثيع عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن وليتموها عليا فهاد مهتد يقيمكم على صراط مستقيم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر تم علیؑ کو ولی بناؤ گے تو یہ ہدایت کرنے والے، ہدایت یافتہ ہیں یہ تمھیں صراط مستقیم پر قائم رکھیں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4686] عن حيان الأسدي سمعت عليا يقول قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الأمة ستغدر بک بعدي وأنت تعيش على ملتي وتقتل على سنتي من أحبک أحبني ومن أبغضک أبغضني وإن هذه ستخضب من هذا يعني لحيته من رأسه صحيح

حیان الأسدی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد امت تم سے بدعہدی کرے گی تم میری ملت پر زندگی گزاروگے اور میری سنت پر قتال کروگے جو تمہیں دوست رکھے گا تو اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور یہ اس سے خضاب ہوجائے گی یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر کے خون سے خضاب ہوجائے گی۔

[4688] حدثنا الأستاذ أبو الوليد الهيثم بن خلف الدوري ثنا سوار بن عبد الله العنبري ثنا المعتمر قال قال أبي حدثنا الحريث بن مخشي أن عليا قتل صبيحة إحدى وعشرين من رمضان قال فسمعت الحسن بن علي يقول وهو يخطب وذكر مناقب علي فقال قتل ليلة أنزل القرآن وليلة أسري بعيسى وليلة قبض موسى قال وصلى عليه الحسن بن علي عليهما السلام هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حریث بن مخشیؒ وہ خطبہ دے رہے تھے اور مناقب حضرت علیؓ بیان کر رہے تھے اور فرمایا کہ حضرت علی اُس رات کو شہید کئے گئے جس رات کو قرآن نازل ہوا (یعنی شب قدر) اور اسی رات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے اور اسی رات کو حضرت موسیٰ کی وفات ہوئی۔ اور حضرت علیؓ کی نماز جنازہ حضرت حسنؓ ابن علیؓ نے پڑھائی۔

[4689] وحدثنا أبو الوليد ثنا الهيثم بن خلف ثنا علي بن الربيع الأنصاري ثنا حفص بن غياث عن أبي روح عن مولى لعلي أن الحسن صلى على علي وكبر عليه أربعا

مولیٰ روایت کرتے ہیں کہ امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

[4690] فحدثني أبو سعيد أحمد بن محمد النخعي ثنا عبد الرحمن بن أبي حاتم حدثني أبي ثنا عمرو بن طلحة القناد ثنا أسباط بن نصر قال سمعت إسماعيل بن عبد الرحمن السدي يقول كان عبد الرحمن بن ملجم المرادي عشق امرأة من الخوارج من تيم الرباب يقال لها قطام فنكحها وأصدقها ثلاثة آلاف درهم وقتل علي رضي الله تعالى عنه۔

ہم سے بیان کیا اسباط بن نصر نے اُس نے کہا کہ میں نے اسماعیل بن عبد الرحمن السدی کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ عبد الرحمن بن ملجم مرادی ایک عورت پر عاشق ہوگیا جس کا تعلق خارجیوں سے تھا وہ تیم بن رباب قبیلہ کی تھی اُس کا نام قطام تھا، ابن ملجم نے اس سے شادی رچائی اور مہر کے طور پر تین ہزار درہم اور علیؓ کا قتل رکھا گیا۔

[4691] أخبرنا أبو بكر محمد بن محمد بن عون المقري ببغداد ثنا محمد بن يونس ثنا عبد العزيز بن الخطاب ثنا علي بن غراب عن مجالد عن الشعبي قال لما ضرب بن ملجم عليا تلک الضربة أوصى به علي فقال قد ضربني فأحسنوا إليه وألينوا له فراشه فإن أعش فهضم أو قصاص وإن أمت فعالجوه فإني مخاصمه عند ربي عز وجل

شعبی سے مروی ہے اپنی ضربت سے جب ابن ملجم نے علیؓ کو ضربت لگائی تو اس بارے میں علیؓ وصیت کی اور فرمایا اِس نے مجھے ضربت لگائی ہے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اسے نرم بستر دینا اگر میں زندہ رہا تو میں اسے چاہوں تو معاف کردوں یا قصاص لوں (میری مرضی) اور اگر میں مرجاؤں تو تم جو چاہے اس کے ساتھ کرنا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اپنے رب العزت سے اس کے بارے میں مخاصمہ (فیصلہ) کروں گا۔

[4705] حدثنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه وأبو العباس محمد بن يعقوب قالا ثنا الحسن بن مكرم البزار ثنا عثمان بن عمر ثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار عن أم سلمة قالت في بيتي نزلت {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت} قالت فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال هؤلاء أهل بيتي هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں میرے گھر میں یہ آیت **إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا** نازل ہوئی جبکہ آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بلایا (اور جب وہ آئے) تو فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شرط بخاری سے۔

[4707] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الربيع بن سليمان المرادي وبحر بن نصر الخولاني قالا ثنا بشر بن أحمد المحبوبي بمرو ثنا

سعيد بن مسعود ثنا عبيد الله بن موسى أنا زكريا بن أبي زائدة ثنا مصعب بن شيبة عن صفية بنت شيبة قالت حدثتني أم المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها قالت خرج النبي صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مرجل من شعر أسود فجاء الحسن والحسين فأدخلهما معه ثم جائت فاطمة فأدخلها معهما ثم جاء علي فأدخله معهم ثم قال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

فرمایا حضرت عائشہ نے کہ ایک دن نبی کریم گھر سے برآمد ہوئے اور آپؐ ایک کالے بالوں والی ایک چادر اُوڑھے ہوئے تھے، اسی دوران میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے انہیں اپنی چادر میں داخل کرلیا، پھر حضرت فاطمہؓ آئیں اُنہیں بھی چادر میں شامل کرلیا، پھر حضرت علیؓ آئے آپ کو بھی چادر میں داخل کرلیا پھر آپ نے اس آیت کریمہ **إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا** کی تلاوت فرمائی۔

[4708] كتب إلي أبو إسماعيل محمد بن النحوي يذكر أن الحسن بن عرفة حدثهم قال حدثني علي بن ثابت الجزري ثنا بكير بن مسمار مولى عامر بن سعد سمعت عامر بن سعد يقول قال سعد نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم الوحي فأدخل عليا وفاطمة وابنيهما تحت ثوبه ثم قال االلهم هؤلاء أهلي وأهل بيتي

عامر بن سعد اپنے باپ سعد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں کو چادر میں داخل کر کے فرمایا: یااللہ یہ ہی میرے اہل اور میرے اہل بیت ہیں۔

[4709] حدثني أبو الحسن إسماعيل بن محمد الفضل بن محمد الشعراني ثنا جدي ثنا أبو بكر بن أبي شيبة الحزامي ثنا محمد بن إسماعيل بن أبي فديك حدثني عبد الرحمن بن أبي بكر المليكي عن إسماعيل بن عبد الله بن جعفر بن أبي طالب عن أبيه قال لما نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى رحمة هابطة قال ادعوا الي ادعوا الي فقالت صفية من يا رسول الله قال أهل بيتي عليا وفاطمة والحسن والحسين فجيء بهم فألقى عليهم النبي صلى الله عليه وسلم كسائه ثم رفع يديه ثم قال اللهم هؤلاء آلي فصل على محمد وعلى آل محمد وأنزل الله عز وجل { إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا } هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وقد صحت الرواية على شرط الشيخين۔

حضرت عبد اللہ ابن جعفرؓ اپنے پدر حضرت جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ وآلہٖ نے رحمت الٰہی کو نازل ہوتے دیکھا (وحی آتے ہوئے) تو فرمایا بلاؤ۔ حضرت صفیہ نے دریافت کیا کسے بلاؤں۔ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو۔ جب بلایا گیا اور وہ آگئے تو آپ ﷺ نے اُن پر چادر اُوڑھا دی پھر آپ ﷺ اپنے دست ہائے مبارک کو بلند فرمایا اور فرمایا: اے اللہ! تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر برکت اور رحمت نازل فرما۔ اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ إنما

يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا ۔

[4710] حدثنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه ببغداد ثنا أحمد بن زهير بن حرب ثنا أبو سلمة موسى بن إسماعيل ثنا عبد الواحد بن زياد ثنا أبو فروة حدثني عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى أنه سمع عبد الرحمن بن أبي ليلى يقول لقيني كعب بن عجرة فقال ألا أهدي لک هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم قلت بلى قال فاهدها إلي قال سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله كيف الصلاة عليكم أهل البيت قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنک حميد مجيب اللهم بارک على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنک حميد مجيد وقد روى هذا الحديث بإسناده وألفاظه حرفا بعد حرف الإمام محمد بن إسماعيل البخاري عن موسى بن إسماعيل في الجامع الصحيح وإنما خرجته ليعلم المستفيد أن أهل البيت والآل جميعا هم وأبو فروة وعروة بن الحارث الهمداني بن أوثق التابعين۔

عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کی اور کہا: کیا میں تمہیں ایک ہدایت کی بات سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے جواب دیا کیوں نہیں ضرور سنائیے۔ انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود وسلام بھیجیں۔ آپ نے جواب دیا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنک حميد مجيب اللهم بارک على محمد

وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنک حميد مجيد۔

[4711] حدثنا أبو بكر محمد بن الحسين بن مصلح الفقيه بالري ثنا محمد بن أيوب ثنا يحيى بن المغيرة السعدي ثنا جرير بن عبد الحميد عن الحسن بن عبد الله النخعي عن مسلم بن صبيح عن زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني تارک فيكم الثقلين كتاب الله وأهل بيتي وإنهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه

زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اور یہ دونوں نہیں جدا ہوں گے یہاں تک یہ میرے پاس حوض (حوضِ کوثر) پر وارد ہوں۔

[4712] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد بن إبراهيم الحافظ الأسدي بهمدان ثنا إبراهيم بن الحسين بن ديزيل ثنا إسماعيل بن أبي أويس ثنا أبي عن حميد بن قيس المكي عن عطاء بن أبي رباح وغيره من أصحاب بن عباس عن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا بني عبد المطلب إني سألت الله لكم ثلاثا أن يثبت قائمكم وأن يهدي ضالكم وأن يعلم جاهلكم وسألت الله أن يجعلكم جوداء نجداء رحماء فلو أن رجلا صفن بين الركن والمقام فصلى وصام ثم لقي الله وهو مبغض لأهل بيت

محمد دخل النار۔ هذا حديث حسن صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے بنی عبد المطلب! میں نے تمہارے لئے اللہ سے تین باتیں مانگی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تمہارے قدم ثابت رکھے، گمراہی سے ہدایت کی جانب نکالے اور تم سے جہالت کو دور رکھے، دوسری یہ کہ تمھیں سخی، پاک نسل اور لطف وکرم ورحم کرنے والا بنادے اور تیسری یہ کہ اگر کوئی (تا حیات) مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھے اور (تا حیات) پابندی سے روزے رکھتا رہے اور اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ میرے اہل بیت محمدؐ سے بغض رکھتا ہو تو اللہ اُس کو جہنم داخل کرے گا۔

[4713] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا تليد بن سليمان ثنا أبو الجحاف عن أبي حازم عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال أنا حرب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم هذا حديث حسن من حديث أبي عبد الله أحمد بن حنبل عن تليد بن سليمان فإني لم أجد له رواية غيرها وله شاهد عن زيد بن أرقم

ابوھریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ، فاطمہؓ، اور حسنؓ وحسینؓ کے طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں اُس سے جنگ کروں جو تم سے جنگ کرے گا اور اس سے میری صلح ہوگی جو تم سب سے صلح کرے گا۔

[4714] حدثناه أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد

الدوري ثنا مالک بن إسماعيل ثنا أسباط بن نصر الهمداني عن إسماعيل بن عبد الرحمن السدي عن صبيح مولى أم سلمة عن زيد بن أرقم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لعلي وفاطمة والحسن والحسين أنا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، اور حسنؑ وحسینؑ (علیہما السلام) کے بارے میں کہ میں اُس جنگ کروں گا جس سے تم لوگ جنگ کرو گے اور اُس سے میری صلح ہوگی تم سب جس سے صلح کرو گے۔

[4715] حدثنا مكرم بن أحمد القاضي ثنا أحمد بن علي الأبار ثنا إسحاق بن سعيد بن أركون الدمشقي ثنا خليد بن دعلج أبو عمرو السدوسي أظنه عن قتادة عن عطاء عن ابن عباس رضی الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النجوم أمان لأهل الأرض من الغرق وأهل بيتي أمان لأمتي من الاختلاف فإذا خالفتها قبيلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب إبليس هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستارے زمین والوں کو ڈوبنے سے بچاتے ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کو اختلاف سے بچاتے ہیں، عرب کا کوئی قبیلہ میری اُمت سے اختلاف کرے اور وہ اختلاف کا شکار ہوجائیں تو وہ ابلیس کی جماعت قرار پائیں گے۔

[4716] أخبرنا أبو النضر محمد بن محمد بن يوسف الفقيه وأبو

الحسن أحمد بن محمد العنبري قالا ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا علي بن بحر بن بري ثنا هشام بن يوسف الصنعاني وحدثنا أحمد بن سهل الفقيه ومحمد بن علي الكاتب البخاريان ببخارا قالا حدثنا صالح بن محمد بن حبيب الحافظ ثنا يحيى بن معين ثنا هشام بن يوسف حدثني عبد الله بن سليمان النوفلي عن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس عن أبيه عن ابن عباس رضی الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أحبوا الله لما يغذوكم به من نعمه وأحبوني لحب الله وأحبوا أهل بيتي لحبي هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اللہ سے محبت کرو کہ وہ اپنی نعمتوں سے تمھیں غذا فراہم کرتا ہے اور اللہ کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4717] حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن الحسن الأصبهاني ثنا محمد بن بكير الحضرمي ثنا محمد بن فضيل الضبي ثنا أبان بن جعفر بن ثعلب عن جعفر بن إياس عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لا يبغضنا أهل البيت أحد إلا أدخله الله النار هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی بھی میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا۔

[4718] حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن الحسن الأصبهاني ثنا أحمد بن مهدي بن رستم ثنا الخليل بن عمر بن إبراهيم ثنا عمر بن سعيد الأبح عن سعيد بن أبي عروة عن قتادة عن أنس رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني ربي في أهل بيتي من أقر منهم بالتوحيد ولي بالبلاغ أن لا يعذبهم حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اُن میں سے جو بھی توحید کا اقرار کرے اور میری پیغام رسائی کا اقرار کرے تو وہ اُن پر عذاب نہیں کرے گا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4719] أخبرني جعفر بن محمد بن نصير الخلدي ببغداد ثنا موسى بن هارون ثنا قتيبة بن سعيد ثنا حاتم بن إسماعيل عن بكير بن مسمار عن عامر بن سعد عن أبيه قال لما نزلت هذه الآية ندع أبنائنا وأبناؤكم ونسائنا ونسائكم وأنفسنا وأنفسكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا رضى الله تعالى عنهم فقال اللهم هؤلاء أهلي هذا حديث صحيح على

شرط الشيخين ولم يخرجاه

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ندع أبنائنا وأبناؤكم ونسائنا ونسائكم وأنفسنا وأنفسكم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسن وحسین کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

[4720] أخبرني أحمد بن جعفر بن حمدان الزاهد ببغداد ثنا العباس بن إبراهيم القراطيسي ثنا محمد بن إسماعيل الأحمسي ثنا مفضل بن صالح عن أبي إسحاق عن حنش الكناني قال سمعت أبا ذر رضى الله تعالى عنه يقول وهو آخذ بباب الكعبة من عرفني ومن أنكرني فأنا أبو ذر سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ألا إن مثل أهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من قومه من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق

حنش الکنانی روایت کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ذرؓ کو دیکھا کہ وہ درِ کعبہ کو تھامے ہوئے فرما رہے تھے: جو مجھے جانتا ہے وہ مجھے پہچان لے اور مجھے نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں ابو ذرؓ ہوں اور میں نے نبی کریم ﷺ وآلہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: یہ واضح رہے کہ میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح کی ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہیں ہوا وہ غرق ہوا۔

ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم

[4721] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العامري ثنا إسحاق بن منصور السلولي ثنا إسرائيل عن ميسرة بن حبيب

عن المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل ملك من السماء فاستأذن الله أن يسلم علي لم ينزل قبلها فبشرني أن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور اللہ سے اجازت طلب کی کہ مجھے سلام کرے وہ فرشتہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوا تھا، اس نے مجھے بشارت دی کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4722] أخبرنا علي بن عبد الرحمن بن عيسى ثنا الحسين بن الحكم الجيزي ثنا الحسن بن الحسين العرني ثنا أبو مري الأنصاري عن المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش عن حذيفة رضى الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نزل من السماء ملك فاستأذن الله أن يسلم علي لم ينزل قبلها فبشرني أن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور اللہ سے اجازت طلب کی کہ مجھے سلام کرے وہ فرشتہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوا تھا، اس نے مجھے بشارت دی کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4723] أخبرنا أبو عبد الله محمد بن أحمد بن بطة الأصبهاني ثنا عبد

الله بن محمد بن زكريا الأصبهاني ثنا إسماعيل بن عمرو البجلي ثنا الأجلح بن عبد الله الكندي عن حبيب بن ثابت عن عاصم بن ضمرة عن علي رضى الله تعالى عنه قال أخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أول من يدخل الجنة أنا وفاطمة والحسن والحسين قلت يا رسول الله فمحبونا قال من ورائكم صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عاصم بن ضمرہ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ سلم نے خبر دی کہ جنت میں سب سے پہلے میں، فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ داخل ہوں گے میں سوال کیا: یارسولُ اللہ! ہمارے محبّین (ہمارے چاہنے والوں) کا کیا ہوگا؟ تو فرمایا: وہ لوگ تمھارے پیچھے ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4724] حدثنا أبو بكر محمد بن جعفر بن يزيد العدل ببغداد ثنا أبو بكر محمد بن أبي العوام الرياحي ثنا يزيد بن هارون أنا العوام بن حوشب عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه قال أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع رجله بيني وبين فاطمة رضى الله تعالى عنها فعلمنا ما نقول إذا أخذنا مضاجعنا فقال يا فاطمة إذا كنتما بمنزلتكما فسبحا الله ثلاثا وثلاثين واحمدا ثلاثا وثلاثين وكبرا أربعا وثلاثين قال علي والله ما تركتها بعد فقال له رجل كان في نفسه عليه شيء ولا ليلة صفين قال علي ولا ليلة صفين صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

ابولیلیٰ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف

لائے اور آپؐ میرے اور فاطمہؑ کے درمیان پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے اور انھوں نے ہمیں تعلیم دیا کہ جب ہم سونے لگیں تو ہمیں کیا پڑھنا چاہئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! جب تم دونوں اپنے گھر ہو تو ۳۳ بار سبحان اللہ کہو، ۳۳ بار الحمدللہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: میں نے اس کے بعد کبھی بھی اس عمل کو ترک نہیں کیا۔ تو ایک شخص جس کے دل میں حضرت علیؑ سے کینہ تھا نے اُن سے کہا: کیا صفین والی رات کو بھی نہیں ترک کیا تو حضرت علیؑ نے جواب دیا: ہاں صفین والی رات کو بھی نہیں ترک کیا۔

[4726] أخبرنا أبو الحسين أحمد بن عثمان الآدمي ببغداد ثنا سعيد بن عثمان الأهوازي ثنا محمد بن يعقوب السدوسي ثنا محمد بن عمران القيسي ثنا معاوية بن هشام وحدثنا أبو محمد المزني ثنا محمد بن عبد الله الحضرمي وعبد الله بن غنام قالا ثنا أبو كريب ثنا معاوية بن هشام وحدثني أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا علي بن محمد بن خالد المطرز ثنا علي بن المثنى الطوسي ثنا معاوية بن هشام ثنا عمرو بن غياث عن عاصم عن زر بن حبيش عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن فاطمة أحصنت فرجها فحرم الله ذريتها على النار هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے اپنی عزت وعفت کی حفاظت کی تو اس وجہ سے اللہ نے اُن کی ذریت پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔

[4727] أخبرنا أحمد بن بالويه العقصي من أصل كتابه ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا محمد بن عبد الله بن نمير ثنا أبو مسلم قائد الأعمش ثنا الأعمش عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تبعث الأنبياء يوم القيامة على الدواب ليوافوا بالمؤمنين من قومهم المحشر ويبعث صالح على ناقته وأبعث على البراق خطوها عند أقصى طرفها وتبعث فاطمة أمامي هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت انبیاء کو چوپایوں پر بھیجا جائے گا تاکہ وہ محشر میں اپنی قوم سے ملاقات کریں اور حضرت صالحؑ اپنے ناقے پر سوار ہو کر آئیں گے اور میں براق کے اُوپر مبعوث ہو کر آؤں گا اور فاطمہؑ میرے آگے ہوں گی۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

[4728] أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن عتاب العبدي ببغداد وأبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة وأبو العباس محمد بن يعقوب وأبو الحسين بن ماتي بالكوفة والحسن بن يعقوب العدل قالوا ثنا إبراهيم بن عبد الله العبسي ثنا العباس بن الوليد بن بكار الضبي ثنا خالد بن عبد الله الواسطي عن بيان عن الشعبي عن أبي جحيفة عن علي عليه السلام قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول إذا كان يوم القيامة نادى مناد من وراء الحجاب يا أهل الجمع غضوا أبصاركم عن فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم حتى

تمر هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روز قیامت ایک نداء غیب سے آئے گی کہ فاطمہ بنت محمد (سلام اللہ علیہا) آرہی ہیں لوگو! اپنی نگاہیں نیچی کرلو جب تک یہ گذر نہ جائیں۔

[4730] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العامري وأخبرنا محمد بن علي بن دحيم بالكوفة ثنا أحمد بن حاتم بن أبي غرزة قالا ثنا عبد الله محمد بن سالم ثنا حسين بن زيد بن علي عن عمر بن علي عن جعفر بن محمد عن أبيه عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة إن الله يغضب لغضبك ويرضى لرضاك هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

(امام) جعفرؑ صادق، اپنے والد (امام) محمدؑ باقر وہ اپنے والد (امام) علیؑ ابن حسین اور وہ اپنے والد (امام) حسینؑ اور وہ اپنے والد علیؑ ابن ابی طالب (علیہما السلام) سے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ! اللہ تعالیٰ آپ کے سبب غضب ناک ہوگا اور آپ کی رضامندی پرراضی ہوجائے گا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4731] حدثنا أبو بكر محمد بن علي الفقيه الشاشي ثنا أبو طالب أحمد بن نصر الحافظ ثنا علي بن سعيد بن بشير عن عباد بن يعقوب ثنا محمد بن إسماعيل بن رجاء الزبيدي عن أبي إسحاق الشيباني عن جميع بن عمير

قال دخلت مع أمي على عائشة فسمعتها من وراء الحجاب وهي تسألها عن علي فقالت تسألني عن رجل والله ما أعلم رجلا كان أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من علي ولا في الأرض امرأة كانت أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من امرأته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

جمیع بن عمیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے پردے کے پیچھے سے سنا کہ میری والدہ حضرت عائشہ سے حضرت علیؑ کے بارے میں دریافت کررہی تھیں، حضرت عائشہ نے جواب دیا: آپ مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کررہی ہیں واللہ! میں نہیں جانتی کہ کوئی اور شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک علیؑ سے زیادہ محبوب ہو اور نہ ہی روئے زمین پر کوئی عورت ہے جو ان کی زوجہ (فاطمہؑ) سے زیادہ رسول اللہ (ﷺ) کو پیاری ہو۔

[4732] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب بن إسحاق الصغاني ثنا عثمان بن عمير ثنا إسرائيل عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن عائشة بنت طلحة عن أم المؤمنين عائشة رضى الله تعالى عنها أنها قالت ما رأيت أحدا كان أشبه كلاما وحديثا من فاطمة برسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت إذا دخلت عليه رحب بها وقام إليها فأخذ بيدها فقبلها وأجلسها في مجلسه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو چال چلن میں اور بات چیت میں رسولؐ اللہ سے مشابہ حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) سے زیادہ نہیں دیکھا جب وہ

آنحضرتؑ کے پاس آتیں تو آپؐ کھڑے ہوجاتے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر شفقت سے اُن کو پیار کرتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

[4733] حدثنا أبو جعفر محمد بن علي بن دحيم الصايغ بالكوفة ثنا محمد بن الحسين بن أبي الحسين ثنا علي بن ثابت الديان ثنا منصور بن أبي الأسود عن عبد الرحمن بن أبي نعم عن أبي سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم فاطمة سيدة نساء أهل الجنة۔

ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا فاطمہؑ جنت میں جانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4734] حدثنا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد القطان ببغداد ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي ثنا إسحاق بن محمد الفروي ثنا عبد الله بن جعفر الزاهري عن جعفر بن محمد عن عبد الله بن أبي رافع عن المسور بن مخرمة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إنما فاطمة شجنة مني يبسطني ما يبسطها ويقبضني ما يقبضها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

مسور بن مخرمة سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ شجر رسالت کی ایک ٹہنی ہے وہ چیز جو میری خوشی کا باعث ہے وہ انھیں خوش وخرم رکھتی ہے اور جو مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز انھیں تکلیف دیتی ہے۔

[4735] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد

الدوري ثنا شاذان الأسود بن عامر ثنا جعفر بن زياد الأحمر عن عبد الله بن عطاء عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال كان أحب النساء إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم فاطمة و من الرجال علي هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه

عبد اللہ بن بریدۃ اپنے باپ سے روایت کرتے کہ تمام عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب رسول اللہ ﷺ وآلہ کو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اور مردوں میں حضرت علیؑ تھے۔

[4736] حدثنا مكرم بن أحمد القاضي ثنا أحمد بن يوسف الهمداني ثنا عبد المؤمن بن علي الزعفراني ثنا عبد السلام بن حرب عن عبيد الله بن عمر عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر رضى الله تعالى عنه أنه دخل على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال يا فاطمة و الله ما رأيت أحدا أحب إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم منک و الله ما كان أحد من الناس بعد أبيک صلى الله عليه و سلم أحب إلي منک هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين و لم يخرجاه

حضرت عمر سے مروی ہے کہ وہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہؑ! خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب کسی اور کو نہیں دیکھا اور تمھارے والد کے بعد تم سے زیادہ پسندیدہ میرے نزدیک کوئی نہیں ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے اور صحیح الاسناد ہے۔

[4737] أخبرني أبو الحسين بن أبي عمرو السماک و أبو أحمد

الحسين بن علي التميمي قالا ثنا عبد الله بن محمد البغوي حدثني يحيى بن سعيد الأموي حدثني أبي حدثني يزيد بن سنان ثنا عقبة بن رويم قال سمعت أبا ثعلبة الخشني رضى الله تعالى عنه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رجع من غزاة أو سفر أتى المسجد فصلى فيه ركعتين ثم ثنى بفاطمة رضى الله تعالى عنها ثم يأتي أزواجه فلما رجع خرج من المسجد تلقته فاطمة عند باب البيت تلثم فاه وعينيها تبكي فقال لها يا بنية ما يبكيك قالت يا رسول الله ألا أراك شعثا نصبا قد أخلولقت ثيابك قال فقال فلا تبكي فإن الله عز وجل بعث أباك لأمر لا يبقى على ظهر الأرض بيت مدر ولا شعر إلا أدخل الله به عزا أو ذلا حتى يبلغ حيث بلغ الليل هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عقبہ بن رویم کہتے ہیں کہ ابوثعلبہ الخشنی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ سے یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں آتے دو رکعت نماز پڑھتے پھر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کی توصیف وتعریف فرماتے پھر ازواج کے پاس آتے پھر جب واپس آئے تو مسجد سے باہر تشریف لائے تو گھر کے دروازے پر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) سے ملاقات ہوئی، حضرت فاطمہؑ نے آپؐ کے چہرہ اقدس کا بوسہ لیا اور آنکھوں کو چوما اور رونے لگیں۔ آنحضرتؐ رونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت فاطمہ نے فرمایا:

یارسولؐ اللہ! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپؐ گرد آلود ہیں تھکے ہوئے ہیں اور آپ کا لباس بوسیدہ ہوگیا ہے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: فاطمہؑ! گریہ نہ کرو اللہ تبارک وتعالیٰ نے

تو تمہارے والد کو ایک خاص امر کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ روئے زمین پر کوئی مٹی کا بنا ہوا اور بالوں کا بنا ہوا گھر نہ ہوگا کہ اللہ اس میں عزت یا ذلت کو داخل نہ کردے یہاں تک کہ وہ امر پہنچ جائے جس طرح رات پہنچتی ہے

[4738] حدثنا الحاكم الفاضل أبو عبد الله محمد بن عبد الله إملاء غرة ذي القعدة سنة اثنتي وأربعمائة ثنا أبو الحسين عبد الصمد بن علي بن مكرم بن أخي الحسن بن مكرم البزار ببغداد ثنا مسلم بن عيسى الصفار العسكري ثنا عبد الله بن داود الخريبي ثنا شهاب بن حرب عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن سعد بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتاني جبريل صلى الله عليه وسلم بسفرجلة من الجنة فأكلتها ليلة أسري بن فعلقت خديجة بفاطمة فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت رقبة فاطمة

سعید بن مسیب نے سعید بن مالک سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ مجھے جب معراج میں جنت کی سیر کی جارہی تھی تو جبرئیلؑ نے مجھے ایک پھل دیا جو میں نے کھایا اور جب واپس آیا تو خدیجہؑ، فاطمہ (سلام اللہ علیھا) سے حاملہ ہوئیں جب کبھی مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی میں (حضرت) فاطمہؑ کے گلے کو سونگھتا ہوں۔

[4739] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد الدوري ثنا يحيى بن إسماعيل الواسطي ثنا محمد بن فضيل عن العلاء بن المسيب عن إبراهيم قعيس عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا سافر كان آخر الناس عهدا به فاطمة وإذا

قدم من سفر كان أول الناس به عهدا فاطمة رضى الله تعالى عنها

نافع روایت کرتے ہیں عبد اللہ ابن عمر سے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے جا کر ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لے آتے سب سے پہلے آپ ؑ حضرت فاطمہ کے گھر جا کر ملتے۔

[4740] أخبرنا زكريا بن أبي زائد عن فراس عن الشعبي عن مسروق عن عائشة رضى الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال وهو في مرضه الذي توفي فيه يا فاطمة ألا ترضين أن تكون سيدة نساء العالمين وسيدة نساء هذه الأمة وسيدة نساء المؤمنين هذا إسناد صحيح ولم يخرجاه هكذا

مسروق حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کے وہ مرض الموت میں تھے کہ اے فاطمہ ؑ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام عالمین کے عورتوں کی سردار ہو اور اس امت کی سردار ہو اور تمام مومنین کی سردار ہو۔

[4741] أخبرنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه ببغداد ثنا هلال بن العلاء الرقي ثنا حسين بن عياش ثنا زهير عن سليمان عن أبي صالح عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال أتت فاطمة رضى الله تعالى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم تسأله خادما فقال لها الذي جئت تطلبين أحب إليک أم خير منه قال فحسبت أنها سألت عليا قال قولي اللهم رب السماوات ورب العرش العظيم ربنا ورب كل شيء منزل التوراة والإنجيل والقرآن فالق الحب والنوى أعوذ بک من شر كل شيء أنت آخذ بناصيته أنت الأول

فليس قبلک شيء وأنت الآخر فليس بعدک شيء وأنت الظاهر فليس فوقک شيء وأنت الباطن فليس دونک شيء اقض عنا الدين وأغننا من الفقر هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

ابوھریرہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائیں اور آپ ؑ سے ایک خادم کا سوال کیا آنحضرت ؑ نے اُن سے فرمایا کہ تمھارے مطالبے سے زیادہ پسندیدہ یا اُس سے بہتر ہے تو حضرت فاطمہ ؑ اس مطالبے سے رک گئیں اور انھوں نے حضرت علیؑ سے سوال کیا۔ آنحضرت ؑ فرمایا یہ دعا یا کرو:

{اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرٰةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ أَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَکَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَکَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَکَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَکَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ}

یا اللہ آسمانوں اور عرش عظیم کے پروردگار ہمارے اور ہر شئے کے رب، توریت، انجیل، اور قرآن کو نازل کرنے والے دانے اور گٹھلی کو خلق کرنے والے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر چیز کے شر کو تو ہی پیشانی کے بالوں سے پکڑ لے گا تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں تو ہی آخر ہے تجھ سے آخر کوئی نہیں تو ظاہر ہے اور تیرے اوپر کچھ نہیں تو ہی باطن ہے تیرے نیچے کوئی نہیں تو ہماری طرف سے قرض کی ادائیگی کر دے اور ہمیں فقر سے نجات دے دے۔

[4742] أخبرني أبو النضر محمد بن محمد بن يوسف الفقيه ثنا عثمان

بن سعيد الدارمي ثنا وضاح بن يحيى النهشلي ثنا أبو بكر بن عياش عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن جبير عن بن عباس عن فاطمة رضى الله تعالى عنها قالت اجتمع مشركو قريش في الحجر فقال رسول الله يا بنية اسكني ثم خرج فدخل عليهم المسجد فرفعوا رؤوسهم ثم نكسوا فأخذ قبضة من تراب فرمى بها نحوهم ثم قال شاهت الوجوه فما أصاب رجلا منهم إلا قتل يوم بدر هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابن عباسؓ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ قریش کے مشرکین کمرے میں جمع ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ ! تم یہیں ٹھیری رہو، پھر آپؐ وہاں سے نکلے اور مسجد میں اُن کے پاس گئے اُن لوگوں نے اپنا سر اُٹھایا پھر جھکالیا، آنحضرتؐ نے مٹی اپنی مٹھی میں لی اور اُن کی طرف پھینک دی پھر فرمایا "شاهت الوجوه" جس جس تک وہ مٹی پہنچی تھی وہ بدر والے دن قتل ہوگیا تھا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4744] حدثني أبو بكر بن أبي دارم ثنا إبراهيم بن عبد الله العبسي ثنا مالك بن إسماعيل النهدي ثنا عبد السلام بن حرب عن أبي الجحاف عن جميع بن عمير قال دخلت مع عمتي على عائشة رضى الله تعالى عنها فسئلت أي الناس كان أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة قيل فمن الرجال قالت زوجها إن كان ما علمته صواما قواما هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: میں اپنی پھوپی کے ساتھ حضرت

عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے سوال کیا کہ کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب تھا؟۔ حضرت عائشہ نے فرمایا فاطمہ (سلام اللہ علیھا) پھر میں نے پوچھا مردوں میں؟ تو انھوں نے کہا اُن کے شوہر جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4745] أخبرنا أبو عبد الله محمد بن علي الصنعاني بمكة ثنا إسحاق بن إبراهيم بن عباد أنا عبد الرزاق أنا معمر عن قتادة عن أنس رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال حسبك من نساء العالمين أربع مريم بنت عمران و آسية امرأة فرعون و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد هذا الحديث في المسند لأبي عبد الله أحمد بن حنبل هكذا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالمین کی عورتوں میں سے چار عورتیں از روئے شرف تمہارے لئے کافی ہیں، مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہؑ بنت خویلد اور فاطمہ (سلام اللہ علیھا) بنت محمد رسول اللہ ﷺ۔

[4746] وأخبرناه أبو بكر القطيعي في فضائل أهل البيت تصنيف أبي عبد الله أحمد بن حنبل ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا عبد الرزاق أنبأ معمر عن الزهري عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران و آسية امرأة فرعون و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذا اللفظ فإن قوله صلى الله عليه وسلم حسبك من نساء العالمين يسوى بين نساء الدنيا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ عالم کی اعلیٰ ترین عورتیں حضرت مریمؑ بنت عمران، حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون، حضرت خدیجہؓ بنت خویلد اور حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ (سلام اللہ علیھا) بعض روایت میں لفظ دنیا یعنی دنیا کی عورتوں سے مساوات کی ہے۔

[4748] حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد ثنا الحسين بن الفضل البجلي ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن سلمة أخبرني حميد وعلي بن زيد عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمر بباب فاطمة رضى الله تعالى عنها ستة أشهر إذا خرج لصلاة الفجر يقول الصلاة يا أهل البيت إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

انس بن مالک سے روایت ہے کہ معمول تھا رسول اللہ ﷺ کا وقت نماز فجر در فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا پر تشریف لاتے اور فرماتے نماز کے لئے تیار ہوا ے اہلبیت! کہ اللہ نے تم کو ہر رجس سے پاک رکھا جیسے کہ پاک رکھنے کا حق ہے ۔اس طرح آپ چھ مہینے مسلسل تشریف لاتے رہے۔

[4753] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد الدوري ثنا عثمان بن عمر ثنا إسرائيل عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المؤمنين رضى الله تعالى عنها أنها قالت ما رأيت أحدا كان أشبه كلاما وحديثا برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة وكانت إذا دخلت عليه قام إليها فقبلها ورحب بها وأخذ بيدها

فأجلسها في مجلسه وكانت هي إذا دخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم قامت إليه مستقبلة وقبلت يده هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

عائشہ بنت طلحہ (یہ حضرت عائشہ کی بھانجی تھیں) حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو فاطمہؑ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہو، گفتگو کرنے میں بات کرنے میں اور جب بھی فاطمہ (سلام اللہ علیھا) حضورؐ کی خدمت مین تشریف لاتیں تو آنحضرتؐ اُن کے لئے کھڑے ہوجاتے اور اُن کا بوسہ لیتے اور خوش آمدید کہتے اور دست مبارک تھام کر اپنی نشت پر بٹھلاتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی خدمت اقدس میں تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) اُن کی تعظیم کے لئے کھڑی ہوتیں اور اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4755] حدثنا أبو بكر محمد بن حيويه بن المؤمل الهمداني ثنا إسحاق بن إبراهيم بن عباد أنا عبد الرزاق بن همام حدثني أبي عن ميناء بن أبي ميناء مولى عبد الرحمن بن عوف قال خذوا عني قبل أن تشاب الأحاديث بالأباطيل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أنا الشجرة وفاطمة فرعها وعلي لقاحها والحسن والحسين ثمرتها وشيعتنا ورقها وأصل الشجرة في جنة عدن وسائر ذلک في سائر الجنة

میناء بن أبی مینا مولیٰ (غلام) عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں مجھ سے احادیث لے لو قبل اس کے کہ احادیث ِ باطل سے مخلوط ہوجائیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں درخت ہوں اور فاطمہ (سلام اللہ علیھا) اُس کی ٹہنی، علی (علیہ

السلام) اُس کے شگوفہ ہیں اور حسن وحسین (علیہما السلام) پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اُس کے پتے ہیں اور اس درخت کی جڑ جنت عدن میں ہے اور تمام جنتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

[4756] حدثنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن شبويه الرئيس الفقيه بمرو ثنا جعفر بن محمد بن الحارث النيسابوري بمرو ثنا علي بن مهران الرازي ثنا سلمة بن الفضل الأبرش ثنا محمد بن إسحاق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عن عائشة رضى الله تعالى عنها أنها كانت إذا ذكرت فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم قالت ما رأيت أحدا كان أصدق لهجة منها إلا أن يكون الذي ولدها هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

عبداللہ ابن زبیر اپنے والد زبیر سے اور وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں وہ (حضرت عائشہ) جب بھی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ذکر کرتیں تھیں تو یہ فرماتی تھیں کہ میں نے کسی کو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے زیادہ سچا لہجے والا نہیں دیکھا مگر یہ کہ جو فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی اولاد ہو۔

[4757] حدثنا أبو الفضل الحسن بن يعقوب العدل و أبو بكر محمد بن عبد الله بن عتاب و أبو بكر بن أبي دارم الحافظ قالوا ثنا إبراهيم بن عبد الله العبسي ثنا العباس بن الوليد بن بكار الضبي ثنا خالد الواسطي و أخبرني أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان ثنا إبراهيم بن عبد الله بن مسلم البصري ثنا عبد

الحميد بن بحر ثنا خالد بن عبد الله عن بيان عن الشعبي عن أبي جحيفة عن علي رضى الله تعالى عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان يوم القيامة قيل يا أهل الجمع غضوا أبصاركم لتمر فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فتمر و عليها ريطتان خضراوان قال أبو مسلم قال لي أبو قلابة و كان معنا عبد الحميد أنه قال حمراوان هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه

ابوجحیفہ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ کہا جائے گا: اے لوگو! تم اپنی نگاہیں نیچی کرلو تاکہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزر جائیں اور وہ گزریں گی دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گی۔ عبدالحمید کہتے ہیں وہ سرخ چادریں ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4759] أخبرنا الحسن بن محمد بن إسحاق المهرجاني ثنا محمد بن زكريا بن دينار البصري ثنا عبد الله بن المثنى عن ثمامة بن عبد الله بن أنس عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال سألت أمي عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كانت كالقمر ليلة البدر أو الشمس كفر غماما إذا خرج من السحاب بيضاء مشربة حمرة لها شعر أسود من أشد الناس برسول الله صلى الله عليه وسلم شبها و الله كما

انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ چودھویں رات کے مانند چاند کی طرح تھیں یا ایسا سورج جو بادلوں کے پیچھے ہوتا ہے اور

جب بادلوں سے باہر آتا ہے چمکدار روشن وسفید، اُن کے بال سیاہ تھے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔

(اللھم صلی علیٰ محمد و آل محمد)۔

[4760] أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن يحيى المزكي وأبو الحسين بن يعقوب الحافظ قالا ثنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم قال سمعت عبد الله بن محمد بن سليمان بن جعفر الهاشمي يذكر عن أبيه عن جده قال ولدت فاطمة رضى الله تعالى عنها سنة إحدى وأربعين من مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم

محمد بن سلیمان بن جعفر الھاشمی اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) رسول اللہ ﷺ کے ۴۱ سال میں پیدا ہوئیں یعنی جب کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم ۴۱ سال کے تھے۔ (یعنی ولادت بعد بعثت)

[4842] حدثنا أبو زكريا يحيى بن محمد العنبري ثنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم ثنا أحمد بن حنبل وزهير بن حرب قالا ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد حدثني أبي عن محمد بن إسحاق عن يحيى بن أبي الأشعث عن إسماعيل بن إياس بن عفيف عن أبيه عن جده عفيف بن عمرو قال كنت امرئ تاجرا وكنت صديقا للعباس بن عبد المطلب في الجاهلية فقدمت لتجارة فنزلت على العباس بن عبد المطلب بمنى فجاء رجل فنظر إلى الشمس حين مالت فقام يصلي ثم جائت امرأة فقامت تصلي ثم جاء غلام حين راهق الحلم فقام

يصلي فقلت للعباس من هذا فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن أخي يزعم أنه نبي ولم يتابعه على أمره غير هذه المرأة وهذا الغلام وهذه المرأة خديجة بنت خويلد امرأته وهذا الغلام بن عمه علي بن أبي طالب قال عفيف الكندي وأسلم وحسن إسلامه لوددت أني كنت أسلمت يومئذ فيكون لي ربع الإسلام هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وله شاهد معتبر من أولاد عفيف بن عمرو

عفیف کندیؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں عہد جھالت میں جب تجارت کرتا تھا اُن دنوں میری دوستی عباسؓ ابن عبدالمطلب سے تھی۔ ایک دن بطور تاجر جب میں مکہ آیا اور اپنے دوست عباسؓ سے ملنے گیا جو ان دنوں منیٰ میں مقیم تھے، جب زوال شمس کا وقت آیا تو میں نے دیکھا ایک شخص آیا اور کھڑا ہوا پھر ایک عورت برآمد ہوئی اور وہ بھی کھڑی ہوئی اور پھر میں نے ایک نوخیز لڑکے کو دیکھا وہ بھی کھڑا ہوا، میں عباسؓ سے پوچھا کی یہ لوگ کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟۔ عباسؓ نے بتلایا کہ یہ محمدؐ ہیں جو عبداللہ میرے بھائی کا بیٹا ہے ان کا یہ دعوی ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور اُن کے اس دعوی کی پیروی اس عورت اور اس لڑکے کے علاوہ ابھی تک کسی نے نہیں کی۔ اور یہ عورت اُن کی زوجہ خدیجہؓ بنت خویلد ہے اور یہ لڑکا اُن کے چچا ابوطالبؓ کا بیٹا علیؑ ہے۔ عفیف کندی کہتے ہیں اُنہوں نے جب اسلام قبول کیا اور اُس پر قائم رہے اور وہ (عفیف کندی) یہ ہمیشہ سوچا کرتے تھے کہ اگر میں اُس دن اسلام قبول کرلیتا تو میں اُن تین اسلام لانے والوں میں چوتھا ہوتا۔

[4327] حدثنا لؤلؤ بن عبد الله المقتدري في قصر الخليفة ببغداد ثنا أبو الطيب أحمد بن إبراهيم بن عبد الوهاب المصري بدمشق ثنا أحمد بن عيسى الخشاب بتنيس ثنا عمرو بن أبي سلمة ثنا سفيان الثوري عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمبارزة علي بن أبي طالب لعمرو بن عبد ود يوم الخندق أفضل من أعمال أمتي إلى يوم القيامة

بہز ابن حکیم اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خندق کے وقت فرمایا حضرت علیؑ کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ میری اُمت کے قیامت کے دن تک کے اعمال سے افضل ہیں۔

[4328] فحدثنا إسماعيل بن محمد بن الفضل الشعراني ثنا جدي ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ثنا محمد بن فليح عن موسى بن عقبة عن بن شهاب قال قتل من المشركين يوم الخندق عمرو بن عبد ود قتله علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه إسناد هذا المغازي صحيح على شرط الشيخين

ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے کہ جنگ خندق میں مشرکوں میں سے عمر ابن عبدود کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

•••

List of Books

•••

20. Kashkaule New Jersey (Urdu) $15.00
21. Izhare Haaq (Urdu) $10.00
22. Zare Khalis (Urdu Poetry) $5.00
23. Sea of Tranquility $10.00
24. Muharram $5.00

Under Print

25. Book of Ziyaraat Vol I
26. Book of Ziyaraat Vol II
27. The Perpetual Truth
28. The Pearl of Wisdom
29. Hazrat-e Zainab Sanie Zehra s.a. $20

Shipping & Handling - $.50 (per book, up to 10 books). More than 10 Books - S&H is Free.

*****

Textbook On Shi'a Islam By Syed M. Rizvi

List Price:

- $14.95 (Paperback)
- Publisher: Cold Tree Press
- Pub. Date: June 2007
- ISBN-13: 9781583851623
- 284pp

$23.95 (Hardcover)

- Publisher: Cold Tree Press

- Pub. Date: June 2007
- ISBN-13: 9781583851883
- 284pp

---

http://search.barnesandnoble.com/Textbook-On-Shia-Islam/Syed-M-Rizvi/e/9781583851883/?itm=1

http://search.barnesandnoble.com/Textbook-On-Shia-Islam/Syed-M-Rizvi/e/9781583851623/?itm=2

http://www.amazon.com/Textbook-Shia-Islam-Syed-Rizvi/dp/1583851623/ref=sr_1_2/190-1997767-6172631?ie=UTF8&s=books&qid=1233253312&sr=1-2

http://www.amazon.com/Textbook-Shia-Islam-Syed-Rizvi/dp/1583851887/ref=ed_oe_h

---

ختم شد

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی



بیادِ سید وصی حیدر رضا زیدی



کتابوں کی لسٹ ڈی وی ڈی کور کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

خصوصی تعاون: حجۃ الاسلام سید نو بہار رضا نقوی (فاضل مشہد، ایران)

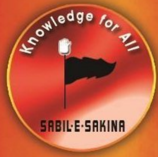
سگ درِ بتولؑ: سید علی قنبر زیدی ۔ سید علی حیدر زیدی

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی ● التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

DVD

DOLBY DIGITAL





۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com